



# سیر فی العارفین<sup>رض</sup>

حضرت فخر العارفین کے ملفوظات و مکشوفات و اشادات

(جن کا تعلق ہدایت ہند کان خدا سے ہے)

مُرتَبَّہ

حق آگاہ حضرت حکیم سید سکندر شاہ صاحب

پبلشر شمع بکڈلو پچاکت حبش خاں دہلی

رکرو نیشن برقی پریس دہلی

پریم دودھ چلے

بار اول

# قطعة تاریخ

(از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کتب بنارس)

طبع گشته با حسن انکبیل	سیرت العارفین جلد دوم
این کتاب است در دنیا و دین	پناہ راہ سلوک عرفاں را
ہم بفرمان واجب التعمیل	گشت رقتنا سخ رُوحی
مست این نسخہ بے مثال و ثنیل	پہ نفا در ولادت ثنائی
گشت بس مستحق احب جزیل	حضرت سید سکندر شاہ
بہر آرام عابران سبیل	ساخت توضیح منزل مقصود
کرد اظہار ہر دو با تفصیل	نقرا پاک و پاک گشت عیاں
کرد تشریح بے نظیر و عدیل	کشش قوت موثر را

گفت تاریخ طبع او کو کتب

سیرت عارفین رب جلیل

# فہرست

نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار	صفحہ
۱	دیباچہ	۴	۱۱
۲	بزرگان دین کا ادب و احترام	۵	۱۲
۳	حضرت غوث اعظمؒ کا ارشاد	۸	۱۳
۴	ارشاد سیدنا حضرت محمد العارفینؐ	۱۰	۱۴
۵	سائیک کی فنا اور ولادت معنوی	۱۳	۱۵
۶	دیباچہ حکیم اجل خالصہ (مرحوم)	۱۴	۱۶
۷	راہِ فنا	۱۸	۱۷
۸	ولادت معنوی	۱۹	۱۸
۹	پاک و ناپاک ولادت معنوی	۲۱	۱۹
۱۰	مرزا غلام احمدؒ قادیانی	۳۱	۲۰
۳۹	حضرت خواجہ فیضی علیہ السلام و کشتوفات		
۴۲	ولادت معنوی کا ثبوت		
۶۹	شیطان ہر طرح سے گمراہ کرتا ہے		
۷۹	توضیحات و از فنا		
۸۵	تشریح حالات مرزا غلام احمد قادیانیؒ		
۹۴	قادیانی مذہب کا عروج و زوال		
۹۹	حضرت محمد العارفینؐ کی پراسرار تقریر		
۱۲۰	ارشاد حضرت محمد العارفینؐ کلام شاد و شاد		
۱۲۸	ولادت معنوی و نفوت موثرہ		
۱۴۶	نقیر کی انتہائی شان اسلام میں		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى

یہ سیرت حضرت فخر العارفین قدس سرہ کا دوسرا حصہ ہے اس میں آپ کے ملفوظات شریفہ مع رسالہ ولادت معنوی عن راہِ فنا اور اس کی نصیحتات و توفیحات اور پاک (غیر اسلامی) فقیری کا بیان ہے۔

اور یہ مولائی و مرشدی، قطب زمان غوثِ دوران، فخر العارفین، سید السادات

حضرت مولانا سید محمد عبدالحی قبیلہ

قدس سرہ العزیز کے ارشادات سے ہے۔

رسالہ "راہِ فنا" آپ کی حیات مبارک میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں شائع ہو چکا ہے، چونکہ اس رسالے کے مضامین اسلامی اور مکتوبات عالی تمام بندگانِ خدا علی الخصوص اہل اسلام طالبانِ مولیٰ کی تجاہتِ اخرویٰ اور راہِ نجاتِ دُوحالیٰ کی رہبری کے لئے، از بس فیضِ بخشش و نفعِ رساں ہیں۔ اس سبب بندگانِ خدا کی بھلائی اور عام خدمت و نفعِ رسانی کے مقصدِ صالحہ اور نیتِ خیر کے ساتھ "سیرت فخر العارفین" کا یہ حصہ جداگانہ شائع کیا جاتا ہے، اس کے بعد سیرتِ فخر العارفین کا تیسرا حصہ شائع ہوگا انشاء اللہ امید ہے کہ اہل اسلام اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے اور بہت شرمگین غلط اور غیر اسلامی باتوں سے بچکر صلاح و فلاجِ دین سے بہرہ ور ہوں گے و ما ذالک علی اللہ بجزیر

اور اہل اسلام کے علاوہ یہ کتاب دو کمرہ ادب اور دوسرے بندگانِ خدا کیلئے بھی شائع ہوا ہے، اگر وہ تعصب اور حسد اور غلط فہمی سے بچکر ٹھنڈے دل سے بے لگاؤ تحقیق و تحقیق اور

سمجھیں تو انہیں بھی اس میں نجات کی سیدھی راہ نظر آئیگی و ما علیہا الا البلیغہ۔  
(حکیم سید) سکندر شاہ (۱۳۶۶ھ)

# بزرگانِ دین کا ادب و احترام ہم نے تمام جہان کے بزرگوں کا ادب کیا ہے ارشاد فخر العارفین

اسلامی تعلیم ہر مومن کے ساتھ حسن ظن (نیک گمان) رکھنے  
مومنین کے ساتھ حسن ظن کی ہے۔ قرآن مجید و فرقان مجید میں اللہ عزوجل نے علما و ارشاد فرمایا

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ  
سَرَّبْنَا غُنْفَرًا لَنَا وَلَا حُزْنَا  
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ  
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ  
آمَنُوا آسَرْنَا آلَهُمْ وَفِي سَوَاسِئِهِمْ  
أَدْرَجْنَاهُمْ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كُنَّا جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ  
سَرَّبْنَا غُنْفَرًا لَنَا وَلَا حُزْنَا

اس آیت شریف کی تشریح میں صاحب موضع القرآن فرماتے ہیں  
سب مسلمانوں کو چاہئے کہ انھوں کا حق مائیں اور ان کے پیچھے چلیں اور ان سے

بیرکینہ، نہ رکھیں !

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے -  
ارشاد نبوی ”ایمان والوں کے ساتھ خون رانی چاہنا گمان رکھو“

”یہ بھی حدیث مقدسہ میں وارد ہے -

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحب الیہ  
 جہیرے ولی سے دشمنی رکھے اس کو  
 رحمداسے پیچنگ کے لئے تیار رہنا چاہئے  
 رگوبادشمن ہلی کے لئے خدا کی طرف سے جنگ  
 (سورۃ البخاری کذا فی مشکوٰۃ کا اعلان ہے -

پس کلام الہی اور کلام نبوی دونوں سے صاف ظاہر ہے  
کلام الہی اور کلام نبوی کہ اسلام میں ادب و تعظیم بزرگان دین کی کتنی اہمیت ہے ؟ اور  
 یہ کس قدر ضروری چیز ہے ؟

اسی لئے حضرات موقیہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے  
حضرت مولانا دوم اپنے متفقین کو بزرگان دین کے ادب و تعظیم کی تعلیم واضح طور  
 پر فرمائی۔ چنانچہ حضرت مولانا دوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فتویٰ شریف میں ارشاد فرمایا ہے  
 از خدا تو بنی ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب  
 بے ادب تنہا نہ خود را داشتند بلکہ آتش در مہر آفتابی زد

مرشدنا مولانا حضرت فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے چودھویں صدی  
حضرت سیدنا و مرشدنا کا ارشاد ہجری میں اسلامی ادب و تہذیب کا از سر نو احیا فرمایا  
 اور آپ کے نفوس قدسیہ گشتن اسلام میں نازہ بہا رکھی۔ اور حضرت سلف صالحین

کے بھولے ہوئے سبق یا آگئے۔

آپ نے ادب بزرگان دین کے سلسلہ میں شریذین و متقدمین کو یہ جامع و مانع

اُصول ارشادِ تعلیم فرمایا۔

ہم نے تمام جہان کے بزرگوں کا ادب و احترام کیا ہے، تم لوگ بھی ایسا ہی کرنا!  
خود ذاتِ مبارک و مقدّس میں بزرگوں کے ادب و تعظیم کی رعایت  
ادب بدرکے سال | بدیع کمال حق، جس کا تذکرہ ”سیرۃ نضر العارفین“ حصہ اول میں شائع

ہو چکا ہے اور یہ خفیت سیرۃ شریف کے ناظرین پر بھی طرح و روشن ہو چکی ہے۔

لیکن جب عالمِ غیب سے منجانب حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو تین تفصیلات  
عالمِ غیب سے علم ہوا | کے باطنی اہدائے روحانی حالات کا علم عطا فرمایا گیا، ایسے تین انتخاب  
کا علم کہ جو نظروں میں ظاہر بزرگ اور صاحبِ کشف و کرامت مگر حقیقتاً اور باطناً  
گمراہ اور گمراہ کرنے والے تھے اور اس علم کے اظہار و اعلان پر آپ عالمِ غیب کی طرف  
سے مامور و محکوم فرمائے گئے تو پھر آپ نے، یہ قبیل احکام غیبی، بغرض مفاد و ہدایت  
بندگانِ خدا اس علم کا اظہار و اعلان مناسباتِ طریقیہ فرمایا اور اہلِ مطلقہ و مطہرہ  
میں ایک رسالہ ”سلاک کی فنا اور ولادتِ معنوی“ بنگلہ زبان میں شائع فرمایا

پھر ایک سال کے بعد اسی رسالہ کا اردو ترجمہ ”آرذنا“ شائع ہوا۔

برادرانِ اسلام! یہ بات شریعت سے ثابت ہے کہ مخلوق میں  
مأمورین من اللہ | اور خدایاں پھیل جاتی تھیں تو ہدایتِ خلق کے لئے حق سبحانہ تعالیٰ حضور  
انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا تھا، اور انہیں گمراہ لوگوں کے حالات کا علم عطا فرماتا تھا  
اور یہ امر طریقت سے ثابت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ معینِ اولیاء اللہ کو حفاظتِ دین

کی خاطر گمراہ لوگوں کے باطنی اور اندرونی حالات کا علم عطا فرماتا ہے۔ جبکہ غوث اعظم  
نبی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے ظاہر ہے۔

### حضرت غوث اعظم کا ارشاد

حضرت محبوب جالی قطب ربانی سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

اللہ عزوجل کو اپنے کسی خاص ولی کو اطلاع دیتا ہے کسی کو دوسرے  
(گمراہ اور گمراہ کرنے والے) کے عیبوں اور اس کے جھوٹے دعوے  
اور اس کی باطنی بُرائی پر اور افعال و اقوال میں اس کے شرک  
کرنے پر، پھر یہ ولی اللہ اپنے پروردگار اور اُس کے رسول اور اُس  
کے دین کی وجہ سے اس کو کذاب مدعی کی فریب خورگی اور فریب  
و دھندگی پر بغیرت کرتا ہے اور باطن میں اُس ولی کا غصہ اور حسرت  
و غمی کا جذبہ، سخت و شدید ہو جاتا ہے اور اب اس کا اثر ولی کے  
ظاہر میں پایا جاتا ہے اور پھر اس جھوٹے مدعی کے عیوب کا، اور  
احوال صدیقین کے دعوے کرنے اور برگزیدگانِ حق کے ساتھ  
بے ادبی کرنے کا، اور اس کو کذاب کے افعالِ خبیثہ اور بے حیائی  
کا تذکرہ اس ولیِ رُخنی کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اس اعلانِ  
حق اور اظہارِ صداقت کی وجہ سے اس ولی اللہ پر غیبت کی نسبت  
نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے کہ اللہ کا یہ ولی تو ایک مدعی کے جھوٹ  
اور افتراء پر برحکمِ خدا سے طعن کرنے والا ہے، تاکہ یہ جھوٹے دعوے  
کرنے والا اپنی حقیقتِ باطنی سے واقف و آگاہ ہو کر اپنے گناہوں

سے توبہ کرے اور اہل اسلام اس کی حقیقت سے واقف ہو جائیں،  
 اور اس کے فتنہ شمس کہیں،  
 اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے،  
 (فتوح الغیب مقالہ ۳۷)

سیدنا و مرشدنا مولانا حضرت فخر الدین گئے اپنے زمانے کے نیک گروہ  
 یہ دیکھا سلسلہ ہے کہ جو حالات مفاد عامہ کی خاطر ظاہر فرمائے وہ اسی قبیل سے ہیں پس  
 اُمید ہے کہ یہ چیز اہل اسلامی کیلئے میا رح و باطل دکھ سکھو گئے کو پرکھنے کی کسوٹی ثابت ہوگی اور  
 برادران اسلام ہدایت اسلام کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر قائم رہ کر دورِ آخر کے ہر ایک فتنہ و آفت سے  
 اپنے دین و ایمان و دنیا و آخرت کی حفاظت و پاسبانی کر سکیں گے۔ وَمَا ذَلِكْ عَلٰی  
 اللہ بجز۔ وصا علینا الّا البلاغ

# ارشاداتِ سیدنا حضرت فخر العارفین

اس ضروری تشریح و معرفت کے بعد براہِ راست اسلام کے عمود و ہدایت کے لئے حضرت مولانی و مرشدی و روحی خدائے ارشاداتِ قبل میں لکھے جاتے ہیں جو اس بارہ خاص میں شائع ہو چکے ہیں۔

فرمایا بارہ ارب بیچ الاخریٰ (۳۳ھ شنب جمعہ) آج رات کو خفیہ  
 تین اشخاص کا حال بتایا گیا۔ سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب سے، اول حافظ فیض الرحمن، پھر  
 مرزا غلام احمد قادیانی، اس کے بعد شاہ احمد اللہ کے حالات کا ہمیں علم دیا۔ حافظ فیض الرحمن  
 اور مرزا غلام احمد دونوں کے حالات ہمیں بالکل کھول کر دکھائے گئے اور بتایا گیا، کہ حافظ  
 فیض الرحمن کے جو حالات ہیں بالکل انہیں کے مطابق مرزا غلام احمد کے حالات ہیں۔  
 ہم نے مستفیض الرحمن (ایم۔ اے۔ ڈپٹی کلکٹر) اور مولوی شہاب اللہ اور بہت  
 سے عالم و فاضل مریدوں سے کہا کہ ان (تینوں) کے حالات اس قدر دگر بے اور پیچیدہ  
 ہیں، کہ یہ باتیں جن کا خفیہ سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا اگر ہم دو تین مجلسوں میں بیان کریں  
 تو بھی ختم نہیں ہو سکتیں، اور نہ یہ باتیں آپ لوگوں کی سمجھ میں آ سکتی ہیں۔  
 کچھ کل مہاری طبیعت خراب ہے، اگر خدا کو منظور ہو، تو قصہ یہ ہے کہ ان تینوں کے  
 اندرونی حالات میں ہم ایک دوسرا دکھوا دیں گے۔ بیگلہ زبانی کا کلام ہم نہیں جانتے مستفیض الرحمن

ہمارے سامنے اسے لکھ لیں۔ پھر اس رسالہ کا ترجمہ اردو انگریزی زبان میں شائع ہو  
 فرمایا: "ہمارے زمانے میں دودھ و جال ہوئے ایک ہندوستان کے  
دودھ و جال | پچھم کے بڑے دوسرا یورپ کے بڑے ان دونوں کے حالات اس قدر پیچیدہ  
 را اور عقول عامہ سے اسنے بالاتر ہیں کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا محال ہے۔ کوئی نہیں  
 معلوم کر سکتا، مگر جسے اللہ بتائے!"

پھر عارفانہ! آیا اللہ! اگر ان حالات کے ظاہر کرنے میں تیری  
 لے خدا تیری رضا | رضا ہے تب تو ہم ظاہر کریں اور اگر اس میں ہمارا خواہش نصیبی  
 ہو تو یہ کام انجام نہ پاسے!"

میرٹھ کے رہنے والے میاں مظاہر الاسلام مرحوم سے ارشاد ہوا  
 خشیت الہی | "آج کل) ہم کسی سے بات چیت نہیں کرنے چپ چاپ بیٹھے سوچتے  
 رہتے ہیں۔"

حافظ فیض الرحمن، مرزا غلام احمد قادیانی، اور شاہ احمد اللہ کے باطنی خیالات  
 کا جب حق جاننے والی نے ہمیں علم دیا ہے وہ میں بہت ڈرتے۔ کئی روز سے سر میں چکر آتے  
 لگا ہے اور بعض اوقات تو جسم لرزے نکلتا ہے بہت خوف معلوم ہوتا ہے خداوند تعالیٰ کے  
 قہر نے بے شمار لوگوں کو قتل کیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام رکوبہ رتبہ ملا کہ (مشتیوں نے زنجبیلی سجدہ کیا۔ مگر آخر میں  
 اُن سے لغزش ہو گئی کہ منہ و درخت کا پھل کھا لیا)

مخا سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت لگ منقبول ہو کر مردود ہو گئے۔ مگر سوئے حضرت  
 آدم علیہ السلام کے اور کسی کا رابیا، قصور معاف نہیں ہوا، ہم ذرات پاک بے نیاز

بہشت ہی زیادہ) ڈرنے لگے ہیں۔ کیونکہ بہت سے مقبول ہو کر (اپنے مقصود کی پاداش میں) مردود ہو گئے ہیں،

پھر فرمایا: اگر شیر کسی آدمی کو دوسرے آدمی کے سلسلے پہاڑ  
 ایک ملاحظہ جلالی موجود | ڈالے، تو اس آدمی کا، اور شیر اور شیر کے غضبناک حملے کا

دوسرے آدمی کو خیال آئیگا تو کیا اُسے ڈر نہیں معلوم ہوگا؟ وہ ضرور ڈر لگا؟  
 حافظ فیض الرحمن بہت بڑے ودوین تھے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے  
 انہیں مار ڈالا، چلا دیا، اور سٹی میں گاڑ دیا، یا اللہ! رحم فرما، تو ہی محافظِ حقیقی ہے۔

اے خدا! ہماری روح نیزے قبضے میں ہے تو اسے اپنے ہی قبضہ میں رکھنا۔ ہمارے  
 قبضہ میں نہ کرنا، اور اے خدا! اگر تجھے اس علم کا ظاہر کرنا مقصود ہے جو علم کہ تو نے ہمیں  
 دیا ہے تو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور نافرمانوں پر ہمیں فتح دینا؛ مہینا ثبتت اقل امنا  
 والصدنا علی القوم الکافرین ہ

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ لِلَّهِ فَإِنِّي أُحِبُّكُمْ اللَّهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَنَّانِ رَسَالَهُ

سَالِكِي فَنَاءِ وَوَلَادِ مَعْنُو

مَوْلَاهُ جَنَابِ مَوْلَوِي اَبُو الْحَسَنِ مُنْتَفِيزُ الرَّحْمَنِ خَالِصُ الْاِيْمَانِ

دُپٹی مجسٹریٹ چاکھام کا ترجمہ

کاز فٹا

بمابہ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حَامِدٌ أَوْ مُصَلِّیٌّ

تصوف وہ پاک اور برگزیدہ علم ہے جس کا تعلق رُوحِ انسانی سے ہے مگر اس دورِ ترقی میں جبکہ محسوسات کے پیچھے ایک عالم دوڑ رہا ہے۔ اس مقدس اور اعلیٰ علم کی طرف سے اکثر اصحاب نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں وہ ایک محسوس پیکرِ جمادہ کی زیرِ بارِ منت اور فنا کی محکوم ہے بہت زیادہ متاثر ہو چکے ہیں لیکن وہ اس عالمِ محض نا آشنا رہتے ہیں جو مادیات سے سہرا ہے اور حقیقی آغوش میں نفاذ اور دوام ہے۔

اس نعمتِ عظمیٰ سے خداوندِ تعالیٰ نے اس دور میں جن مقدس بندوں کو سر (از فرمایا ہے ان میں سے ایک ممتاز فرد جائے کمالاتِ صوری و معنوی و محمومِ الامام سیدنا و مولانا علی جناب حضرت شاہ عبدالحی صاحبِ تہلہ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ہیں

آپ چانگام شریف و مشرقی بنگال میں عرصہ دراز سے علوم ظاہری و باطنی کا شہرہ و اعلا فرما رہے ہیں۔ اور آپ کی ذاتِ قدسی صفاتِ ہزاروں بندگانِ خدا کو راہِ ہدایت نصیب ہوئی ہے اس واسطے میں جسے جناب مولوی ابوالحسن تنفیض الرحمن خان صاحب ایم۔ اے۔ ٹی۔ محٹرٹ چانگام نے شہکے زبان میں مرتب کیا۔ اور جس کا مولوی شہاب الدین صاحب نے اردو زبان میں ترجمہ کیا حضرت تہلہ مدظلہم العالی نے طریقت کے بعض ذوقی اور فنی مسائل کو بہت وضاحت کے ساتھ ایسے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ انہیں ہر ایک خواندہ مسلمان سمجھ کر بعض قسم کی گرامیوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

اس رسالے میں فنا اور اس کے درجات کی بیان فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان درجات میں سے کتنے درجے دوسرے مذہب کے سالک حاصل کر سکتے ہیں اور کتنے وہ درجات ہیں جو مندرجہ اہل اسلام کے سالکوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس کے بعد ولادتِ معنوی کا بیان نہایت ہی خوبی کے ساتھ فرمایا گیا ہے۔ جس سے ایک اچھی بصیرت اس رسالے سے استفادہ کرنے والوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی سلسلے میں بعض واقعات سے جن سے اچھے سبق پڑھنے والے حاصل کر سکتے ہیں۔ اصل مضمون کی بہت خوبی کے ساتھ تائید فرمائی گئی ہے۔

اہل اسلام سے امید ہے کہ اس رسالہ کو بچپی کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سے استفادہ حاصل کر کے گمراہی سے بچیں گے۔ وقفاً بتاعن الفضلۃ و امرنا طریق الہدایت ۵

محمد اجمل

(حافظ المکمل دہلی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 مُحَمَّدًا وَفَیْضًا عَلٰی سُرُوْلِ الْکَرِیْمِ  
 لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ سُرُوْلِ اللّٰهِ اَسْوٰ حَسَنَةً

اما بعد یہ حقیر ناچیز خاکپائے پیران عظام ملتیں ہے کہ جناب مولوی ابو الحسن  
 مستفیض الرحمن خان صاحب ایم اے ڈپٹی محتریش چانگام مولفہ رسالہ سالک کی  
 فنا اور ولادت معنوی جو زبان تنگہ تنغایہ اس کا ترجمہ موسوسہ راہِ فنا ہے۔

آستانہ پاک اعلیٰ حضرت شیخ العالم غوث زمانہ عارفان حضرت سیدنا مولانا  
 شاہ غلام الرحمن الملقب شاہ جہانگیر قدس سرہ العزیز رواق مریض مرزا اکمیل شریف نواح  
 شہر اسلام آباد عرف چانگام کے سجاد و شہین ہمارے اعلیٰ حضرت قبیلہ و کعبہ مرشدنا و سیدنا  
 و مولانا شاہ محمد عبدالحی روحی فداہ مظہر العالی پر اللہ جل شانہ نے محض اپنی رحمت کاملہ  
 سے مقام مجتہد ارضیہ چانگام کے مشہور درویش شاہ احمد صاحب اور ان کے خلیفہ حافظ  
 فیض الرحمن صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب فادائی کے جو حالات مفصلاً ظاہر و منکشف  
 فرمائے وہ اس رسالے میں لکھے گئے ہیں یہ باتیں اعلیٰ حضرت قبیلہ مظہر العالی نے ہندوستان خدا  
 کی ہدایت کئے ظاہر فرمائیں۔

چونکہ اس زمانے میں کثیر المتذوہ ہندوکان خدا انواع و اقسام کے جذبات سے متاثر  
 ہو کر اور مہینہ قیم سے جھٹک کر گراہی میں پڑے رہے ہیں رشیت الہی مقتضی اس بات کی چوٹی  
 کہ ہدایت کو گمراہی سے متناظر دیا جائے حضرت قبیلہ روحی فداہ نے یہ سچی ارشاد فرمایا ایسے  
 حالات اور واقعات کو ہم نے نہ کسی کتاب میں پڑھا نہ کسی سے سنا اور جو

باتیں کہ ہم نے بیان کی ہیں یہ گویا ایک قطرہ دریا میں سے ہے۔

یہ مضمین بہت ہی ادق اور دشوار ہیں۔ عام فہم نہیں۔ مگر جہاں تک ہوسکا آسان اور واضح عبارت میں بیان کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس رسالے کو نہایت غور و خوض کے ساتھ پڑھیں گے، تاکہ شریعت و طریقت محمدی صلم جو کہ جملہ شریعتوں و طریقتوں کی ناسخ اس کی عظمت و جلالت کو سمجھیں اور راہ طریقت کے خطرات سے اپنے کو محفوظ رکھنے اور شاہراہ اسلام پر قائم و ثابت قدم رہنے کیلئے اس سوسہ حسنہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں جسے خداوند جل جلالہ نے اپنے بندوں کے لئے رحمتہ العالمین بنا کر بھیجا اور لغزشوں سے بچ کر نلاج دارین کو پہنچیں۔

### باحث ادبوانہ بائن و با محمد ہوشیار

اسے عزت و اسوار رحمت الہی اور تائید مولیٰ کے سبلہ نجات انسانی علم و فضل وغیرہ بکھر نہیں ہوسکتا، اس کم بضاعت سے اگر غلطی اور فرد گزاشت ہوئی ہے تو معزز ناظرین سے امید ہے کہ اس کو نظر انداز فرمائیں گے اور نفس مطلب کی تقسیم کے درپے ہوں گے۔

خداوند تعالیٰ اس عاجز کو اور جملہ اہل اسلام کو عراط مستقیم کی توفیق عطا فرمائے آمین،

شہاب اللہ متحسین رمیہ مولوی چاکھام

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

## راز فنا

مسلمانوں کے فقیر، عیسائیوں کے راسخ، ہندوؤں کے جوگی اور بودھ مذہب  
فنا والوں کے چھٹنگی وغیرہ سالک ہوتے ہیں ان کے دلوں میں ایک زمانہ دور از تنگ  
ریاضت کرنے سے ایک فوت مختصر اس طرح کی پیدا ہو جاتی ہے جس سے شینا و کشف  
و کرامت اور استدراج کا ان سے ظہور ہوتا ہے اور وہ فوت ان کے مرنے کے بعد بھی  
قائم رہتی ہے مگر سب کو فنا حاصل نہیں ہوتی۔

فنا کے ساتھ درجے ہیں۔ جادائی۔ نباتائی۔ حیوانی۔ انسانی۔ ملکوتی۔ جبروتی۔ لاہوتی  
پہلے چار درجوں کی فنا کو فنا سے ناسوتی کہتے ہیں۔ ہر ایک مسلک کے سالکوں کو  
فنا سے ناسوتی حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر مؤخر الذکر تین درجوں کی فنا۔ یعنی ملکوتی  
جبروتی لاہوتی پاک سالکوں کو سوانا پاک سالکوں کی حاصل نہیں ہو سکتی سالکوں میں جھکوٹا حاصل ہوتی ہے  
پہلے ان کی فوت کی جگہ میں نفل ہو کر عالم غیب میں وہ ایک جاوی صورت بن جاتی ہے اور اس حالت میں قدر  
توقف کے بعد فنا ہو کر ایک نباتائی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح پھر حیوانی شکل میں  
منتقل ہوتی ہے۔ اور وہی طبیعت حاصل کر لیتی ہے اور اس شکل میں حیوانیات کی طرح سانس  
اور جان وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس سے انسانی شکل میں منتقل ہو کر انسانی حواس  
اور طبیعت حاصل کر لیتی ہے اور وہ عالم غیب میں انسان کمالاتی ہے۔

چونکہ آخری تین قسموں کی فنا کا بیان یہاں ضروری نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تشریح نہیں کی گئی۔

## ولادت معنوی

کسی اہل نصرت درویش یا جوگی وغیرہ کی فوت موثرہ سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں فوت پیدا ہو جائے تو اس کو ولادت معنوی یا ولادت نامیہ کہتے ہیں۔ مردہ اور زندہ دونوں کی فوت سے ولادت معنوی کا یکساں ظہور ہوتا ہے، البتہ فرق اتنا ہے کہ اگر زندہ سے ولادت ہے تو حینِ بقاء والد معنوی زندہ رہیگا اس وقت تک مولود میں اس کی تاثیر یا علامت مستحیاتی نہیں چائیگی اگر مردہ سے ہے تو مولود اپنے والد معنوی سے پوری طاقت اور آجائیل کر لیتا ہے اور ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ اس کے تمام آثار اور علامات مولود میں ظاہر ہوتے ہیں۔ فوج اور ولادت میں فرق یہ ہے کہ فوج میں بقول حکم ایک کی عین روح دوسرے میں داخل ہوتی ہے۔ اور ولادت معنوی میں ایک کی فوت موثرہ سے دوسرے میں ایک فوت پیدا ہو جاتی ہے۔ عین روح نہیں جاتی اور وہ روح کی محض ہے۔ اسی طریق سے ضلع چالگام، مقام جھنڈا کے شاہ احمد اللہ صاحب فنا حاصل کرنے ہوئے درجہ حیوانی میں داخل ہوئے اور رزنی کر کے ایک قوی پہل شیر بہر کی طبیعت اور صورت سے تشکیل ہو گئے تھے۔ مگر اسی درجہ میں رہ گئے تھے نہ کہ سکے، اور یہیں ان کا مقام ہو گیا اور عالم غیب میں ان کا نام بادشاہ ہو گیا، کثرت سے مولکین کی جمعیت ان کے تابع ہو کر غارت رہنے لگی شریعت کے احکام متاثر و زورہ وغیرہ ان سے چھٹا گئے، کیونکہ حیوانات پر تکلیف شرعی نہیں ہے۔

نشاہ صاحب کی چیتِ حیات میں ان کی قوتِ مؤثرہ سے ان کے پیٹنے مولوی  
امین الحق کے دل میں ولادتِ معنوی شیر کے نیچے کی صورت ہیں ہو گئی تھی۔ مگر چونکہ  
شاہ صاحب خود بقیدِ حیات تھے مولوی مذکور سے ولادتِ معنوی کی کسی تاثیر اور علامت  
کا ظہور نہ ہو سکا جیسے کہ بادشاہ کی حیات میں شاہزادہ و بیگم کے شاہی اختیارِ رات کا  
ظہور اور نفاذ نہیں ہو سکتا۔ پھر قصائے الہی سے شاہ صاحب کی حیات ہی میں مولوی  
امین الحق کا انتقال ہو گیا۔

نشاہ صاحب کے زمانہ انتقال سے ایک مدت کے بعد پیران کی اس قوتِ مؤثرہ  
سے حافظ نعین الرحمن صاحبِ دل میں ولادتِ معنوی ہوئی۔ وراثتاً ولادت کے ساتھ  
حافظ صاحب نے شاہ صاحب کے کل اختیارِ رات شاہی حاصل کر لئے اور ان سے ولادت  
معنوی کی تاثیرات بھی ظاہر ہوتے لگیں۔ مگر محفوظ ہے عرصے میں حافظ صاحب کی  
وہ صحت شدہ قوت بے ادبی اور افرامی کے باعث غضبِ الہی سے ہلاک کر دی گئی۔  
اگر وہ قوت باقی رہ کر نشوونما پاتی تو اس کے ذریعہ سے وہ بہت بندگانِ خدا کو گمراہ کر ڈالتے

## انسانِ اسمائے الہی

اسمائے الہی کی دو قسمیں ہیں جلالی جس کو تمہاری بھی کہتے ہیں۔ جمالی جس کو  
رحمانی بھی کہتے ہیں۔ ولادتِ معنوی کی بھی اسی لحاظ سے دو قسمیں ہیں پاک۔ ناپاک  
اسمائے جمالی کی تاثیر سے پاک اسمائے جلالی کی تاثیر سے ناپاک ولادتِ معنوی ہوتی ہے  
پاک ساکوں سے پاک اور ناپاک ساکوں سے ناپاک ولادت ہوتی ہے، پاک سے ناپاک  
ناپاک سے پاک ولادت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

ولادتِ معنوی ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی، ایسے بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ نصیب ہوتی ہے اور یہ کسی کے اختیار سے حاصل نہیں ہوتی۔ نبی ہو یا ولی، غوث ہو۔ یا قطب۔ یا دجال یہ اپنے اختیار سے کوئی نہیں ہو سکتا، یہ سب خدا کے حکم اور ارادہ سے ہوتے ہیں۔

## پاک ولادتِ معنوی

جو لوگ کہ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کے ساتھ اس کے آواز پر جلالا تے ہیں۔ اور اس کے غضب سے ڈر کر فواجی سے اختیار سب کرنے ہیں اور محض رحمت کے بھروسے پر اس کی عبادت میں سرگرم رہتے ہیں تو حق سبحانہ تعالیٰ کے اسمِ جمالی کا بھر ذخار جویشِ زن ہو کر ان پر ہمیشہ رحمت کا مینہ برساتا ہے اور وہ ہمیشہ ہدایت پر ثابت قدم رہتے ہیں اور خدا پاک مقبول بندوں میں گنے جاتے ہیں، ان ہی حضرات میں سے بعض کو خداوند تعالیٰ پاک ولادتِ معنوی نصیب کرتا ہے۔ پاک ولادتِ نصیب ہونے سے لوگ ولی۔ قطب۔ غوث ہو جاتے ہیں اور جس طرح اُسنی اپنے نبی کی، مرید اپنے پیر کی۔ عاشق اپنے معشوق کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان لوگوں کے اعتقاد و محبت میں ہمیشہ زیادتی ہر جانی ہر اسی طرح مولودِ معنوی پانچ والدِ معنوی یعنی جس ولادتِ معنوی پائی ہے اس کی ظاہر اور باطنِ تعظیم و تکریم کرتے اور پہلے سے زیادہ ان کے معتقد ہو جاتے ہیں اور نہایت عجز و انکسار سے ان کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

## پاک ولادتِ معنوی

جو شخص اپنی خود بینی کے باعث خداوند تعالیٰ کے غضب سے بے خوف اور اس کے

او امر و نواہی سے غافل ہو کر ایذا و ذل کی شان عظیم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر باعثِ ایذا و کون و مکان ہیں ان کی شان پاکہ اور انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی جناب میں ہے ادبی و زامانی اور گستاخی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے اسمِ حجابی کی آفتِ ہر شغل ہو جاتی ہے اور وہ سور و غضب الہی ہو کر گراہ اور خستہ و خراب حال ہو جاتا جو اپنا پاکہ و لادبت معنوی ایسے ہی لوگوں میں سے بعض کو حاصل ہوتی ہے جس سے وہ وہاں بن کر ہزار مخلوقِ خدا کو گراہ اور راہ راست سے برگشتہ کر دیتے ہیں اور باسِ لخت وہ اپنے کو ہدایت اور سعید می راہ پر گمان کرتے ہیں، ایسے شخص کے دل میں خدا کا خوف نہیں رہتا اور اپنے والدِ معنوی (یعنی جس کے آسمے پاکہ و لادبت حاصل ہوئی ہے) کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ بلکہ ادبی اور غور سے پسین آتا۔ اور اپنے کو اس سے بہتر اور افضل جانتا اور ظاہر کرتا ہے۔

چونکہ کسی موکلِ فقیر یا عامل سے ولادت معنوی پانا ہے تو ولادت کے ساتھ ہی ساتھ جتنے موکل ہیں وہ بھی اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ظاہر و باطن میں اپنی آواز سے اس کو اکثر غیبی خبروں کی اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ مگر وہ ان غیبی آوازوں کے سمجھنے میں اکثر اوقات غلطی کر جاتا ہے، چونکہ اس لئے ان موکلوں کو اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا ہے۔ اس لئے انہیں پہچانتا۔ بلکہ انہیں مشتعل سمجھ کر اپنے آپ کو بڑا مقدس اور معزز خیال کرتا ہے۔

ولادت معنوی جس کو حاصل ہوتی ہے اس کے دل میں ایک بچہ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر انسانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچہ کی صورت بھی انسانی کی ہوتی ہے اور اگر حیوانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچہ کی صورت سنہ

جوان کی نمودار ہوتی ہے۔ بڑا بھی اتنا ہی ہوتا ہے جتنا بڑا جوان یا انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بند ریچ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور پیل برس کے بعد وہ پورا جسم اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ گویا بعد لیون کو پہنچا۔ بیس سال سے کم ہیں وہ کسی طرح اپنی پوری طاقت اور جسامت کو نہیں پہنچ سکتا۔

## علامات و تاثیرات ولادت معنوی

حس کے قلب میں ولادت معنوی ہوتی ہے۔ اُس کا چہرہ مسنود اور پاک منظر ہوتا ہے۔ اور اس کا کلام شیریں اور ہرچیز اور دلکش ہوتا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے (بہت لوگ اسے اعتقاد و اختیار سے قبول کرتے ہیں۔ اس کی باتوں سے لوگوں میں ایسا کشش اور تاثیر پیدا ہوتی ہے اور اس کے دل میں ایک پرزور نوریت جاذبہ اس طرح کی ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ بندگانِ خدا کی رُحوں پر غالب ہوتا ہے اور ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسی کو حکمرانِ عالمی الادراج کہتے ہیں اور اس سے بے شمار کرامات و کشف و شراج کا ظہور ہوتا ہے اور اس کی بزرگی لوگ خواب میں بھی دیکھتے ہیں۔

## حافظ فیض الرحمن کی مختصر حالت

موضع سات بارہر ضلع چانگام۔ تھانہ پٹیا کے رہنے والے حاجی حافظ مولوی فیض الرحمن صاحبِ اکیس اوسط درجے کے عالم ہیں وہ بات کے سچے اور احکامِ شریعہ صوم و صلوات وغیرہ میں سے جس کو اچھا سمجھتے اس پر عمل کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کرتے تھے مگر طرینت کے پیروں، فقیروں اور وائشوں کا وہ نہیں وہ اپنے زعم میں خلاتِ شریعت

مجھے تھے سخت اٹکا کر کرتے تھے۔ ایک عرصہ کے بعد یہ بات مشہور ہو گئی کہ حافظ صاحب شاہ احمد اللہ صاحب مجھنڈاری کے مریدوں میں داخل ہو کر اعتقاد کے ساتھ شاہ صاحب کی بہت تعظیم کرتے ہیں، یہاں تک کہ ہندوستان سے اونٹ اور دھنہ منگاکر شاہ صاحب کے عرس میں لے کر لے جاتے تھے۔ اُن کے دل میں ہمیشہ غوث اعظم مجھنڈار کا لفظ ورد رہا کہ تاجخانہ اگر کوئی شخص اُن کے پاس کوئی ورد وظیفہ کے منتفہا کر لے آتا تو کہتے کہ خدا کے ناموں کے ورد میں کیا فائدہ ہے یہی لفظ غوث اعظم مجھنڈار کا وظیفہ مسفیہ ہے رفتہ رفتہ تمام احکام شرعیہ اُن سے چھٹ جگے لوگوں میں ان کی فیزیکی شہرت بہت بڑی کثرت و کمالات ظاہر ہونے لگے بیشمار لوگ ان سے مرید ہوئے اور ظاہر ہوا کہ شاہ احمد صاحب کی طرح یہ بھی لوگوں کو خواب میں توجہ دیکر مرید کو لیتے ہیں اور ان کے پاس غیبی احکام اور خبریں پہنچتی ہیں جن کو وہ غیبی تار برقی کہتے تھے اور بغیر اس کے وہ کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ رمضان شریف کے مہینہ میں کہیں اُن کی دعوت تھی چہرے بعد دفعۃً اپنے مریدوں سے کہنے لگے حکم آیا ہے روزہ توڑ دو۔ چنانچہ ان کے مریدوں نے روزہ توڑ دیا۔ غیر لوگوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور کہنے لگے کہ ہم لوگ خلاف شرع کوئی کام نہیں کر سکتے کچھ دنوں کے بعد انہوں نے یہ بات ظاہر کی کہ ہم ۲۳ شوال ۱۲۸۶ کے ماہ ماہ کی ہوسوں تاریخ کو ایک سیل ذبح کر کے شاہ احمد اللہ صاحب کا عرس کریں گے۔ اور چونکہ ہم ان کی گدی کے مستحق اور عواید ہیں، گدی پر بیٹھیں گے چنانچہ کہنے کے مطابق تاریخ معینہ پر ایک سو چار سیل ذبح کر کے عرس کیا اور گدی پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ مجھنڈار میں فیزیکی کچھ نہیں ہے۔ سب کچھ میں لے آیا ہوں آج سے غوث اعظم سات بار یہ کہا کر د

غوث اعظم مجتہد اہلبا جوڑو۔ یعنی اپنے کو غوث اعظم کہنے کا حکم دیا پہلے تو وہ مجتہد یعنی اپنے  
پیر کے مکان کی طرف سر کر کے سوتے تھے۔ غالباً جیسے ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں کچھ نہیں  
ہے اس وقت سے اس طرف پاؤں پھیرا کر سوتے اور پیچھے لگے۔

حافظ صاحب کس کے مرید ہیں یہ تحقیق سے نہیں کہا جاسکتا بعض لوگ تو انہیں  
شاہ احمد اللہ صاحب کے خلیفہ شاہ وحی الرحمن صاحب کا مرید خیال کرتے اور بعض  
ان کے دوسرے خلیفہ شاہ غلام رحمن صاحب کا مرید تصور کرتے تھے۔ کیونکہ شاہ  
صاحب کی جین حیات میں یہ ان کے مریدوں میں شامل نہ تھے۔ بلکہ شاہ صاحب  
کی وفات کے چند سال بعد یہ ان کے سلسلے کے فقیروں کے زمرہ میں داخل ہوئے۔

مرید کا خود دعویٰ کر کے گدی پر بیٹھا کسی طبیب کے فقیر کا دستور نہیں ہے پیغمبر  
کے سوا کسی کے پاس غیبی حکم نہیں آتا۔ (جو کسی آسمانی شری الہی حکم کا ناخ ہو) شاہ  
احمد اللہ صاحب کو غوث اعظم کہنے سے منع کرنا اور اپنے کو غوث اعظم کہنے کے لئے  
حکم صادر کرنا اس کا کوئی سبب نہ تھا، چارے اعلیٰ حضرت پیروم شد قبیلہ مظاہر  
ان باتوں کی حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر متفکر رہا کرتے اور دل ہی دل  
میں فرماتے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

حافظ صاحب خدا اور رسول اور اولیائے کرام کی شان پاک میں نہایت گستاخانہ  
الفاظ اور ان کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں تنہا آمیز جملے کہا کرتے تھے۔ جن کو  
سوء اوہ کے خیال عجیبانہ نہیں کیا جاتا اور اکثر لوگ ان کا اعتقاد و اعتقاد اسی وجہ  
نہیں کرتے تھے۔ اور یہ ان کا ظاہری حال تھا۔

فیض الرحمن کا باطنی حال | ان کا باطنی حال یہ ہے کہ سولہ ربیع الآخر ۱۲۵۵ھ بمطابق

دن گذر کر شبِ شنبہ کو ہمارے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی سے اپنے  
دولت خانے میں خواب دیکھا کہ حافظ صاحب کے مکان کی جنوبی جانب کو ایک  
راستہ مشرق سے مغرب کی طرف نکلا ہے اُس راستے کے کسی مقام پر حضرت قبلہ  
کھڑے ہیں اور یہ مقام نہایت تاریک ہے اور غایت تاریکی کی وجہ سے کچھ آنکھوں  
سے دکھائی نہیں دیتا ہے، اس تاریکی میں آپ کو معلوم ہوا کہ یہاں ایک شیر ببر  
کا بچہ ہے اور خوف ہوا کہ اگر اس کو تکلیف دیں گے تو اس کی ماں آپ پر حملہ کرے گی،  
یا کوئی ضرر پہنچائے گی، پھر دفعہ آپ کے قلب اطہر سے حق سبحانہ تعالیٰ نے اس خوف  
کو دفع فرمایا اور یہ معلوم ہوا کہ اس تاریکی میں آپ نے اس بچے کو مار کر جلا دیا ہے  
پھر اس جلی ہوئی لاش کو لے کر آپ اس راستے سے مشرق کی طرف آ رہے ہیں خود  
دو چل کر اس تاریک مقام سے آپ روشنی میں تشریف لائے تو متعائنہ فرمایا کہ ایک  
چھوٹا سانحہ ہے جس کا زیریں حصہ حضور کے دست مبارک میں ہے۔ بالائی حصہ  
پر اس مردہ اور چلے ہوئے بچے کی لاش۔ اس کا پورا جسم تختہ کے اوپر اور دم تختہ  
سے الگ لٹک رہی ہے اور اس طرح پر آپ اُسے لئے جا رہے ہیں اور اس کے چھوٹے  
چھوٹے پاؤں بھی نظر آتے تھے رنگ سفید اور جسامت میں ایک بوسے کی برابر دکھائی  
دیتا تھا، اس بنا پر یہ سمجھیں اس قدر چھوٹا معلوم ہونا تھا کہ خود اپنی طاقت سے چلنے پھرنے  
کی اس میں قدرت نہ تھی۔

سفرِ ڈیوڈ و جا کہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی ایک نہایت مصطفیٰ تالاپ پر رونق افروز  
ہوئے جس کے غریب جانب تالاپ میں اُترنے کا حکم اللہ و اللہ و اللہ دیا۔ اس راستے  
سے آپ تالاپ میں اُتر گئے۔ زمین بہت ولبدلی تھی اس میں تختہ سمیت آپ نے اس کو

باد دیا۔ کچھ ولدل میں رہ گیا۔ تختہ پانی کی سطح پر اٹھ آیا۔

نالاب سے نکل کر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کثرت سے لوگ نالاب میں ہیں اور چھٹی ٹوٹنے کی طرح کچھ ٹوٹل رہے ہیں، مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں کس طرح اور کہاں سے لگے ہیں جب آپ پانی میں تھے اس وقت آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آپ کے قلب اطہر میں گذرا کہ یہ لوگ اسی کچھڑ میں دبانے ہوئے شیر کے بچے کو تلاش کر رہے ہیں، اس وقت آپ کی آنکھ کھل گئی اور خیال ہوا کہ آج کی شب حافظ فیض الرحمن کی فقیری غضب الہی سے ہلاک ہو گئی، ان کے پاس اب کچھ نہیں رہا پھر آپ استراحت فرمائی، صبح کو نماز فجر کے بعد آپ نے حاضرین دربار شریفین سے بیان فرمایا کہ آج کی شب حافظ فیض الرحمن کی فقیری غضب الہی سے ہلاک ہو گئی

حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو حافظ صاحب کا مکان اور وہ راستہ اور نالاب طہری آنکھوں سے معائنہ فرمانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا، حافظ صاحب کے پڑوس کے لوگوں سے دریافت کر سنے پر معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی کا خواب بالکل صبح اور سچا ہے فقط اتنا ترو حضرت قبلہ کو ضرور باقی رہا کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے نالاب میں کچھ ٹوٹا تھا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے پھر خواب دیکھا کہ بہت سے گھوڑے جنگی ساز و سامان سے آراستہ کچلی کی طرح نیزی سے دوڑتے ہوئے دو دو کرسے در افتدیں کی طرف سے آئے اور فوراً چلے گئے۔ آپ نے خواب ہی میں سوچا یہ کیا ہے اور کہاں سے آئے مگر قلب مبارک پر کسی طرح کا خوف طاری نہ تھا، دوسرے دن صبح کو بعد نماز فجر رحمت الہی سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ گھوڑے حافظ صاحب کے مرکبین تھے جو فرشتہ تھوڑے جنوں کی طرح مختلف شکلوں سے تشکیل ہو سکتے ہیں۔ پہلے انسانی صورت میں ہو کر اس

شیر کے بچے کی نالائقی نالاب کے اندر کی۔ جب اس کو دباں نہ پایا تو ٹھوڑے کی شکل بنکر  
 چکی ساز و سامان سے آراستہ محض حضرت قبلہ بذلہ العالی کو ڈرانے کی غرض سے آستانہ  
 پر آئے۔ مگر فضل الہی سے پہلے موقع پر یعنی حافظ صاحب کی فقیری ہلاک ہونے کے وقت  
 پاس آسکے اور نہ دو دولت پر اکڑو ابھی ڈرا سکے۔

اس کے بعد آنحضرت رومی خداہ بذلہ کو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کی فقیری ولادت  
 معنوی کی فقیری تھی اور یہ ولادت اُن کو شاہ احمد اللہ صاحب سے ہوئی تھی اور ولادت  
 کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کے حملہ موکلین بھی ان کے تابع ہو گئے تھے اور ظاہر و باطن  
 میں انہیں آوازیں سناتے تھے۔ مگر حافظ صاحب انہیں اس لئے نہیں پہچان سکتے تھے  
 کہ یہ موکلین ان کو بلار یا صفت حاصل ہو گئے تھے اور غالباً وہ ان موکلین کو فرشتہ سمجھتے  
 اور اسی خیال پر اپنے کو بڑا مقدس اور معزز جانتے تھے سنا گیا ہے کہ حافظ صاحب کہا کرتے  
 تھے کہ میں جبرئیل کو ہمیشہ دیکھا کرتا ہوں۔

حضرت قبلہ بذلہ العالی حبیب رحمت الہی سے حافظ صاحب کے باطنی حالات سے  
 واقف ہوئے تو اس کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درونی  
 حالات کچھ حافظ صاحب کے اندرونی حالات کی طرح تھے۔

یعنی جس طرح حافظ صاحب کو موکل فقیر یعنی عاقل سے ولادت معنوی تھی اسی  
 طرح مرزا صاحب کے دل کے اندر بھی عینی نامی ایک موکل فقیر یعنی عاقل سے ولادت  
 معنوی تھی۔

قبل ازین حافظ صاحب کے پاس شہابی بیروں کے کسے کا حضرت قبلہ بذلہ کو اعتبار  
 نہ تھا، ولادت معنوی کی حالت متکشف ہوئے کے بعد آپ کو تصدیق ہو گئی کہ حافظ صاحب

جو کچھ کہتے تھے وہ سب درست تھا یعنی مجھنے آد میں کچھ نہ رہتا اور فقیری کا دیاں سے لے  
آنا اور خود غوث اعظم کا دعویٰ کرنا اور غیبی خبروں کے آنے کی اطلاع دینا یہ سب باتیں  
درست تھیں، لہذا یہ سب باتیں مولوں سے تھیں۔

حافظ صاحب کی فقیری جو عالمی ولادت نامہ صوفی سے تھی اس کے ہلاک ہونے کی  
خبریں جب شائع ہوئیں تب حافظ صاحب نے اپنے مروجہ کے ایک شخص مسمیٰ نظامت علی کو  
ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کی خدمت میں بھیج کر یہ انتہا کی کہ میں گلہ میں کپڑا باندھ کر آپ کو  
سجدہ کرتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا میرا کچھ اختیار نہیں ہے میں خدا تعالیٰ  
کا حفظ سنہیا رہوں، اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور میں مر رہا ہوں فقیر شغل بہتین مکمل۔ وہ بلے چون دے  
چگون اس چون دچگون کے واسطے رحمت اور غضب ظاہر کرتا ہے۔ یعنی فقیری دینے  
یا لینے کا اختیار ظاہر ہوا ہاں میں کچھ نہیں ہے یہ سب باتیں خن سبحانہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں  
پھر حافظ صاحب نے دوسری دفعہ اپنے قریہ کے دوسرے شخص مسمیٰ بانا میدان کو بھیج کر  
یہ عرض کی کہ میں اب مجھنے آد میں بھی نہیں جا سکتا اور مرزا اکھیل دینی ہمارے حضرت کے  
دوا میں بھی نہیں آ سکتا میرا کیا چارہ کار ہوگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ مرزا اکھیل آئے  
سے ان کا کچھ نفع نہ ہوگا۔

حافظ صاحب کی فقیری ہلاک ہو جانے کے چند روز بعد پھر حضرت قبلہ مدظلہ، کو  
خواب میں معلوم ہوا کہ آپ کی دینی منتہی کی پشت مبارک میں حدود بے کی سوزن پیدا ہوئی  
ہے جس سے آپ سخت بے چین ہو رہے ہیں آپ نے استفسار فرمایا یہ کیا حالی ہے غیب  
سے معلوم ہوا کہ یہ حافظ فیض الرحمن کی وہی سوزن ہے جو سلب کر لی گئی ہے۔ پھر تھوڑی  
دیر کے بعد وہ سوزن موقوف ہو گئی۔

چند روز کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کے واسطے لائق ہیں جو  
سوزش دہنی کھنی اور دردِ اشت نہ کرنے کی وجہ سے جس پر دمیدم پانی ڈالا کرتے تھے  
اب وہ سوزش اور پانی کا ڈالنا موقوف ہو گیا ہے اور یہ سوزش اور حرارت ان کے طریقے  
کا ایک قسم کا جو شِ بخار۔

حضرت قبلہ مظلہ الاعالیٰ پہلے سنا کرتے تھے کہ جو جھنڈا اس کے سلسلہ کے خلفاء میں  
یا خد کی پشت پر پانی ڈالا کرتے ہیں مگر اس کی حقیقت آپ کو معلوم نہ تھی۔ اس واقعہ  
کے بعد اس کا سبب بھی آپ کو معلوم ہو گیا۔ غرض بیجا نہ، تعالیٰ سب مسلمانوں کو گمراہی  
سے بچا کر راہِ راست کی ہر اسیت نصیب فرمائے آمین۔

# مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ہم اضعاف العیاد نے حضرت قبلہ و کعبہ رُوحِ فدا کی زبان مبارک سے جو کیفیت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سنی اور فہم ناقص سے جو بھی اس کو مخبر کرتا ہے عرصہ ۱۲ سال کا حوالہ ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ رُوحِ فدا خانقاہِ بہاگیری (اور دولت مراٹے) سے جو موضع مرزا کبیل شریف خلیج پکا لگام علاقہ بنالکنا بنہ میں ہے کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے اور عرصہ ۱۵ سال کا ہوا کہ آپ پنجاب اور مالک مخدہ غیر تشریف نہیں لے گئے، آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا نہ ان کے سوانح آپ کے ملاحظہ سے گذرے۔ اور نہ ان کے کسی مرید سے آپ کی ملاقات ہوئی البتہ مرزا صاحب کی بعض باتیں آپ کو لوگوں سے مختصر اُکبھی کبھی معلوم ہوئیں۔

آپ فرماتے ہیں خدیجہ تہاں نے مرزا صاحب کے متعلق سمجھ جن باتوں کا علم دیا ہے اور اس سے جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

مرزا صاحب ایک بڑے شترچ اور راستباز بات کہنے والے اور دیندار آدمی تھے اکثر لوگ ان کو اپنے زمانے کا ایک بڑا عالم تصور کرتے اور نہایت تعلیم و اعتقاد سے ان کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ نصرانیت کی اشاعت کرتے والوں اور پاروں کے ساتھ ہمیشہ منکر کرتے تھے اور ان کے دل میں شنب و رُوز سوتے جاسکتے تھے عیسائی کے رہنے کی وجہ سے عیسائی نامی ایک سالک جو کوئی فقیر یعنی کما بل سے جس کی قوت موثرہ کی شکل انسانی صورت میں تھی) ولادت نہ ہو گئی تھی۔ ولادت کے ساتھ ساتھ ہی ظاہر و باطن میں انہیں مولکین

آواز میں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے اور کہا کہ عیسیٰ مر گیا ہے، اور اس کی روح  
 تہوار کے دن دل داخل اور پیدا ہو گئی ہے نہیں عیسیٰ جو ان کے دل میں یقین پیدا  
 ہوا کہ وہ حقیقت حضرت عیسیٰ کی روح میرے اندر داخل ہو گئی ہے، اسی وجہ سے وہ عیسیٰ  
 ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر وہ حقیقت ان کا یہ یقین محض زعم باطل پر مبنی تھا کیونکہ  
 جس عیسیٰ کی ذمت ان کے زندہ آگئی تھی وہ فی الواقع عیسیٰ ابن مریم کی نہ تھی بلکہ اس الگ  
 موبکی نقیر یعنی محامل کی تھی جس کا ذکر پیشتر گذر چکا۔

چونکہ ان موبکوں کو انہوں نے اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا تھا ان کو پہچان  
 نہ سکے غالباً ان کو شہر خیال کرتے اور ان کی آوازوں کو جی اور اہام سمجھتے اور ان  
 آوازوں پر یقین کامل رکھتے اور لوگوں کو اطلاع دیتے تھے کہ ان پر اہام اور وحی آتی ہے  
 اور ان آوازوں پر ان کا اعتقاد اس قدر راسخ تھا کہ اگر آسانی کنباؤں میں ان آوازوں  
 کے خلاف کوئی بات دیکھ لیتے تو اس کی تاویل کر دیتے یا سوخ تصور کر لیتے۔ پھر اس  
 تاویل کو ظاہر بھی کر دیتے۔ غالباً ان آوازوں کو وہ ہندوستان کی مروجہ عربی، فارسی، اردو  
 انگریزی وغیرہ زبانوں میں سنتے تھے وہ اپنی ابتدائی حالت میں کبھی کبھی ان آوازوں کے  
 سمجھنے میں غلطی بھی کر جایا کرتے۔ پھر صحیح معنی سمجھ لینے پر ان غلطیوں کی اصلاح کر کے  
 ظاہر بھی کر دیا کرتے تھے۔

وحی اور اہام کے معنی سمجھنے میں حضرات انبیاء علیہم السلام سے کبھی خطا واقع  
 نہیں ہوتی ہے۔

ولادت کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب پر اس کی علانیات اور آثار نمایاں ہونے  
 لگے۔ یعنی ان سے کشف و کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ان کا چہرہ مخموم اور نورانی کلام

دکن اور شیریں بیان پر جوش اور دلچسپ اور موثر ہونے لگا۔ جو کچھ ظاہر کرتے تھے لوگ اسے عقیدت سے تسلیم کرتے اور ان کے کلام سے لوگوں کے دلوں میں ایک انگ اور ولولہ پیدا ہوتا اور ان کی بزرگی لوگ خواب میں دیکھنے لگے اور ایک جزو زور قوت جاذبہ اُن کے اندر اس طرح کی پیدا ہوئی کہ اس کی وجہ سے بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور لوگوں کی ارواح پر ان کی حکومت اور اختیار و قبضہ ہو گیا۔ پھر بھی بے شمار لوگ ان کے کلام اور دعویٰ کو دروغ اور ان کو غیر معتبر سمجھتے اور زبان و قلم سے ان کی تردید اور البطلان کرتے تھے جس قدر قوت موثرہ ترقی کرتی گئی اس کی علامات و آثار بھی بڑھتے گئے اور قادیانی مذہب کے لوگ بھی کثیر التعداد بن گئے۔ یہاں تک کہ جب ان کی ولادت منویٰ درجہ کمال پر پہنچ گئی تو انہیں عیسیٰ مسیح تصدیق کرنے لگے اور لوگوں میں ہنر عیسیٰ کے انتقال کا اعتقاد ہو گیا۔ مرزا صاحب (نور باندر) اپنے کو عیسیٰ مسیح سے بڑا افضل سمجھنے اور شہوت کے باعث حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو خفارت اور نفرت سے یاد کرنے لگے۔

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی ۱۳۵۷ھ کے اول چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہو گیا، اب حق سبحانہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تین تنزل کہاں تک پہنچے گا۔

متذکرہ بالا عیسیٰ نامی موکل فقیر یعنی عامل ہندوستان کی مروجہ زبانوں کو جاننے والا تھا، غالباً وہ ہندوستان کی مغربی سرحد افغانستان کے قریب کارہنہ والا تھا جاکر وہ کس ضلع کا رہنے والا آدمی تھا یہ معلوم نہیں ہے۔

اس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب نے اس کو نہ پہچانا اور حضرت

علی ابن مریم پر مشہور ہوئے کی وجہ سے ان کا خیال دوڑ گیا۔

ہمارے پیرو مرشد حضرت قبلہ مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں:-

کھالبان خدا کو فنِ عملیات چل کرے کی تمنا اور کوشش در مہکلوں اور جُنوں وغیرہ کی تخیل کی ذلت مناسب نہیں ہے سات دلوں میں خدا اور رسول کی محبت و اعتقاد قائم نہیں رہتا اور اقدس سے ٹکھل اور بھروسہ جانا رہتا ہے ایسے لوگوں کو قدرت الہی نصیب نہ ہوگی۔

## شاہ احمد اللہ صاحب

مقام مجھنڈار ضلع پٹاکام کے رہنے والے شاہ احمد اللہ صاحب ایک متوسط درجے کے عالم تھے کلکتہ میں بعد تحصیل علم وہ ایک عالم فاضل مفتی اور پیر ہیزگار جناب صوفی شاہ محمد صاحب صاحب دینی و علمی قدس سرہ العزیز سے مرید و تلمیذ بن گئے اور ان کو اس وجہ کا جوش و خروش پیدا ہوا کہ دماغ کو درست نہ رکھ سکے آخر دیوانے ہو گئے جب یہ خبر ان کے اقربا کو معلوم ہوئی تو ان کے بھائی انہیں لانے کے لئے کلکتہ گئے مگر جناب صوفی صاحب نے اس خیال کو مسکرا کر دیکھا کہ ان کی حالت کے اور بھی خراب ہونے کا احتمال ہے، ان کو مکان لے جانے سے منع فرمایا۔ مگر ان کے بھائی نے صوفی صاحب کا کہنا نہ سنا۔ اور مکان لے آئے۔ آخر بہت برسوں کے بعد شاہ صاحب کی فقیری اور بزرگی آشرف و کرامات کا ظہور ہوا،

تقریباً بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ہمارے پیرو مرشد حضرت قبلہ مدظلہ

العالی البیوضہ انکے پاس تشریف لیگئے تھے آپنے ملاحظہ فرمایا کہ اپنر جذب بہت غالب ہے اور لوگ بہت ہی کم ہوش سے گفتگو کو کرتے تھے حضرت قبلہ مدظلہ نے فرمایا کہ طریقت میں شاہ صاحب نے بہت کثرت سے ریاضت کی۔ لیکن ہم نے تو ان سے زیادہ مزاحن لوگ دیکھے ہیں وہ ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کے سامنے بائیں محافظہ آپ انکے استاد رائے ہیں حتی الامکان ہتھ تھامنا تو اضع سے پیش لگے پھر ایک مدت کے بعد یہ شہرت ہو گئی کہ شاہ جیسا لوگوں کو خواب میں توجہ دیکر مبرا کرنے ہیں اور اکثر لوگ ان کے خلیفہ ہو گئے مگر انہیں اور اُنکے مریدین و مقلدین احکام شرع کی پابندی نہیں ہے انکے مریدوں میں سے بعض تعلیقین اور عاقلوں کا یہ قول ہے کہ ان کے یہ مجذوب و سب سا لک فقیر ہیں یعنی جذب غالب اور ہوش کم شاہ صاحب کے ایک مرید سی مولوی ان علی صاحب ساکن مقام جیل ضلع جالکھم سے پوچھا گیا کہ ان کے طریقے کے لوگ جو مجذوب نہیں اور غفل و ہوش بحال رکھتے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھتے جو ایدیا کہ ایک باطنی معاملہ ہے جسکی وجہ سے خاص لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں اور جو ام مریدین خواص کی دیکھا دیکھی نماز بلا وجہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

شاہ جیسا کی توجہ نہایت پُر زور اور سریع التاثر تھی ان کے زمانے میں سنتے ہیں نہیں یا کہ احاطہ بنگال کے کسے اور ویش کی توجہ بھی ایسی تیز تھی اسی وجہ سے بنگال کے اصلاط میں ان کے اکثر مریدین اور خلفا جابجا ہو گئے۔ اور بہت لوگ ان کے پاس آئے جاسے لگے۔

ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ العالی خیال فرمائے تھے کہ معمولی قانون طریقت کہ باطنی توجہ فقروں کیلئے کبھی مرید بنائے گا دستور نہیں ہے پھر شاہ صاحب کس طرح اور کیوں ایسا کرنے لگے اور یہ تو ممکن نہیں ہے کہ شخص کو کامل طور پر فیضی حاصل ہو بلا آخر اکثر لوگ تشریف چھوڑ کر گراہ ہو جائینگے منقول ہے کہ شاہ صاحب کے خلافت تشریف ہوئے کی وجہ سے ایک مولوی صاحب نے ان کے خلافت ایک فتویٰ پڑھ کر انھیں سنا یا۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے تشریف نہیں ہے۔ یعنی ان کو اور ان کے مریدوں کو احکام شرع پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اسی حالت میں انہوں نے دنیا سے انتقال کیا۔

ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ اُن کے اور اُن کے مریدوں کے منکر نہیں تھے۔ اور یہ خیال فرماتے اُنکا سے یہیں کیا فائدہ، البتہ اپنے مریدوں کو شاہ صاحب کے مریدوں سے علیحدہ رہنے کی ہدایت فرماتے اُس لئے کہ اُن کے مریدین مجذوب اور آپ کے مریدین سالک ہیں۔

شاہ صاحب کے انتقال کے بارہ برس بعد یعنی ۶ ربیع الآخر ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۹۱۱ء اور ۲۰ ماہ ۳۳ سنہ ابتداء روز جمعہ ۱۰ مئی ۱۰۳۵ھ حضرت مدظلہ کو ان کے اور اُن کے مریدین کے باطنی حالات معلوم نہ تھے اس کے بعد سے یعنی شبِ شنبہ کو حافظ فیض الرحمن صاحب کے باطنی حالات معلوم ہوئے کے بعد ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور شاہ احمد شاہ صاحب کے باطنی حالات پر پورے پورے وقت الہی سے یکے بعد دیگرے معلوم ہونے لگے اور تاریخ مذکور سے شاہ صاحب کے طریقہ کا تسرل شروع ہوا

حافظ صاحب اور مرزا صاحب کے باطنی حالات تو بیان ہو چکے۔ شاہ صاحب کے باطنی حالات یہ ہیں:-

## شاہ احمد صاحب کے باطنی حالات

شاہ احمد صاحب مکان آسنے کے بعد مجذوب ہو گئے تھے اپنے پیر کا خیال و رشتہ نہ رکھ سکے۔ خواب میں شیطان نے اُن کو ناری توجہ دی اُس توجہ کی تاثیر سے اُن کو فنا چاہل ہو گئی تھی۔ رفتہ رفتہ درجہ جبروتین تک ترقی کی اور اُن کی قوت مؤثرہ کا اس درجے میں بڑا ہی مقام ہو گیا اور وہ کچھ بھی معلوم نہ کر سکے کہ یہ توجہ کس نے دی۔ اور کہاں سے آئی۔ غالباً اُن کا یہ خیال ہو گا کہ کسم پرتگریدہ ولی نے غیب سے ان کو یہ توجہ عطا کی ہے۔

شیطان کی ناری توجہ کی تاثیر سے جناب صوفی شاہ محمد صالح صاحب کی  
نوری توجہ کی تاثیر صانع ہو گئی جب نوری توجہ کی تاثیر نہ رہی تو ناری توجہ کی تاثیر  
جناب آگئی۔

ایک مدت کا نقص ہے کہ شاہ صاحب کی زندگی میں ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ  
نے خواب میں دیکھا تھا کہ شاہ صاحب کی توجہ سے دعواں نکل کر تیزی سے لوگوں  
کے دلوں میں اثر کرتا ہے مگر اس وقت حضرت قبلہ مدظلہ الہی کو اس کی حقیقت معلوم  
نہ ہوئی جب شاہ صاحب کے حالات معلوم ہوئے گئے تب آپ سمجھ گئے کہ وہ دعواں  
ناری توجہ کی تاثیر سے تھا نوری توجہ میں دعواں نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم فرمایا کہ شاہ  
صاحب نے کسی کو مرید نہیں کیا تھا بلکہ شیطان نے شاہ صاحب کی صورت میں لوگوں  
کے دلوں میں ناری توجہ دے دے کر مرید کیا تھا اور لوگوں کو احکام شرع کی پابندی  
سے برگشتہ کر کے گمراہ اور برباد کر دیا تھا اور مشائخوں کے دستور کے مطابق شاہ صاحب  
نے کسی کو مرید اور دستہ پرست مرید نہیں کیا تھا۔

شاہ صاحب جہوانی درجے تک فنا چاہیں کہ جسے جہوانی عبادت و صورت چاہیں  
کر چکے تھے اور عالم غیب میں کا نام یاد شاہ ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کے پاس مومکلوں  
کی فوج کثرت سے جمع ہو گئی تھی اور وہ اپنی باطنی آوازوں سے ان کے مریدوں  
کو گمراہ اور خراب کرنے لگا رہے ہیں۔

فیصل ازیم دو بائیں حضرت قبلہ مدظلہ نہیں جانتے تھے۔ ایک تو توجہ کا دستم  
کا ہونا ناری اور نوری دوسرے مومکلوں کا لوگوں کو ظاہر اور باطن میں آوازیں سن کر  
اواراستہ سے گمراہ کرنا اور نہ آپ نے کسی کتاب میں ملاحظہ فرمایا کہ کسی کی زبان

سے سُنا۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ شیطان بعین شریعت اور طریقت یعنی علم ظاہر و علم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور ضراب کرتا ہے جس پر خدا کی رحمت ہوگی وہی شخص شیطان کے دھوکے سے بچ کر شریعت اور طریقت کی سراط مستقیم پر راسی سے چل سکیگا۔ رحمت کے سوا کوئی شخص اپنے علم و ہنر عقل و ہوش سے ہدایت کی نہ راہ پر قائم نہیں رہ سکیگا۔

حضرت قبلہ مدظلہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شیطان نے حضرت انبیاء علیہم السلام اور بڑے بڑے اولیائے کرام کو بھی دھوکہ دیا ہے میں ایک معمولی شخص ہوں رحمت الہی کے سوا میرا کچھ چہرہ کار نہیں ہے خدا جس کو گمراہی سے بچائے گا وہی سچے گاہے جو اسی خیال سے اپنے دین و دنیا کے حسد و حسد کو سپرد کر کے میں ایک مردہ کی طرح پڑا ہوں جن باتوں کو میں نے دیکھا اور جاننا اور سنا اور سمجھا اُن کو لوگوں کے تابعی کے واسطے ظاہر کر دیا

لہذا ہم سب کو لازم ہے کہ نہایت عاجزی کے ساتھ اس ارحم الراحمین کی بارگاہ میں التجا کریں کہ اپنی رحمت سے ہم سب کو صراطِ مستقیم پر رکھے اور اسی پر ہمارا خاندنہ کرے۔

آمین یا رب العالمین

مُرشدنا سیدنا حضرت فخر العارفین غیبی معجز و مشکوفا

”بہ ارشاد ابا کل مطابق پیر طریقت میں“

عام اشاعت کی گئی یہ ہے ”رسالہ راز فنا“ جس کی طباعت اور عام اشاعت کا فرمان  
سادہ و سادہ حکم کے مطابق اس کی عام اشاعت بنگال، یوپی اور پنجاب  
وغیرہ کے مختلف صوبجات ہند میں کی گئی ہے اور کتنے ہی اخباروں اور ماہوار رسالوں  
میں بطور ضمیمہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔

جیسا کہ پیشہ نظر ہر کیا گیا کہ آپ کے یہ مبارک کلام آپ کے غیبی معلوما  
غیبی معلومات اور کشفات سے ہیں۔ چنانچہ خود ارشاد فرمایا۔

”ایسے حالات اور واقعات کو نہ تو ہم نے کسی کتاب میں پڑھا اور نہ کسی سنا  
حق سبحانہ تعالیٰ نے ان تین شخصوں کے حالات کا علم دیا۔ اور ان کے حالات دینیہ ریشہ  
کھولی کر ہمیں دکھائے اور بتائے۔ یہ سب تو بہت ہیں۔ مگر ہم نے جو لکھا دیا، اور تم لوگوں  
سے کہہ دیا۔ وہ گویا دیر باریں ایک نظر ہے۔“

فرمایا: ”ہم نے بنگال اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں  
مقصود ہدایت عام ہے“ موافق اور مخالف سب لوگوں میں شہور کر دیا، اور ”افزار فنا“

میں لکھ دیا کہ ان رتیں جو گویا یہ حالت ہے، اب خواہ لوگ یقین کریں یا نہ کریں۔  
شرعیات معارف و باطل ہے الارباب آپ نے اس مبارک کلام کا انشاء و مبارک حق سبحانہ

تقلے کی رحمت کاملہ اور ملہم صدق و صواب اور آپ کے باطنی معاملات و کمشتات  
 ہیں جن کی اصل شریعت و طریقت و دونوں سے مطابقت رکھتی ہے جس کا بھی چاہیے  
 میزان حق و صداقت پر اس کلام پاک کا نقد و تبصرہ کرے۔ کئی صد اُفتد و خفائیت  
 کو پرکھنے اور تولنے کی ترانو کیا ہے؟ شریعت مقدسہ

لیکن الہام ہمیشہ عجائبات و مستحبات کے کرتے یا نہ کوئے  
 الہام کی شریعت سے موافقت | اور اظہارِ حالات و واقعات میں ہی ہوتا ہے۔ فرائض  
 و واجبات شریعت کے خلاف نہیں ہوتا، ورنہ شریعت سے امان اُٹھ جائے اور دین  
 میں فتور واقع ہو جائے۔

پس جو کشف و الہام کہ شریعت کے مخالف ہوں نہ قابلِ تسلیم ہیں نہ قابلِ  
 عمل اور وہی کشف و الہام قابلِ تسلیم ہیں جو موافق شریعت ہیں۔  
 یہ ہے، وہ مسئلہ جو اہل سنت اور احناف کا مسئلہ ہے اور اربابِ طریقت  
 شریعت و دونوں کا متفق علیہ ہے۔

”رازِ فنا کے پڑنے والوں پر یہ امر واضح ہے کہ نین تحفوں کے حالات  
 رازِ فنا پر غور کیجئے | اور واقعات جو ظاہر فرمائے گئے۔ اُن کے ضمن میں دوہتم بالشان مسئلے  
 اُبتدا ہوئے ہیں۔ ان دونوں مسئلوں کی اصل ثابت ہو جانے سے تمام مضامین رازِ فنا کی  
 خفائیت و صداقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔

وہ دوہتم بالشان مسئلے یہ ہیں۔

دوہتم بالشان مسئلے | (۱) اول ولادت معنوی، یعنی ولادتِ نانیہ کا اثبات۔

(۲) دوہتم شیطانِ رحیم یعنی شریعت و طریقت، یعنی علم ظاہر اور علم باطن دونوں

راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور ضراب کیا ہے اور گمراہ و خراب کرتا ہے۔  
 پس اہل اسلام کے لئے حفاظت ایمان و دین اور سعادت و فلاح کو یقین اسی  
 میں ہے کہ ”نا پاک نفیتری کا کچھ اغیار نہ کریں اور ایسے نفیروں سے بچیں جن کی نفیتری  
 دوسری شیئی اسلام کی پاک نفیتری نہیں ہے۔“

حضرت مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں :-

لے بسا البیس آدم لئے ہے ہست	ہر ایک کے ہاتھ میں پانچ دینا چاہئے
پس ہر دستے بناید دوست	دیکھیں کہ ہست سے البیس آدم کی صورت ہیں

حاصل کلام یہ کہ ”راشدا“ کے دونوں موقوف علیہ مسئلے  
شرعیعت و طریقت موافق ہیں بالکل موافق شریعت، طریقت ہیں۔ اور دونوں متفقہ طور پر  
 ثابت ہیں چنانچہ حضرات اکابرین اویہا، اشرف نے ولایت معنوی کو اپنے کلام مفقہ  
 میں ارشاد فرمایا ہے کہیں طرزاشارت میں رجوع حضرت اکابرین دین کا اسرار غیبی کے  
 اظہار میں عامتہ طرزیان ہے اور کہیں فہم غیاطین کے لئے کچھ صراحت سے اور یہ اس  
 کہ ”ولایت معنوی“ کا معاملہ چونکہ اسرار غیبی سے ہے اور فہم عوام سے بالاتر ہے  
 صرف طالبانِ حق اور سالکین و عہد علی اللہ کی ہدایت و علم من وہم کی غرض سے بعض  
 بزرگوں نے تو مختصر اشارے فرمائے اور بعض بزرگوں نے اشارات کیسا نثر ”دل و لب  
 معنوی“ کیسے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے؟ اور اس کے اسباب و ذرائع کیا ہیں؟ ان باتوں  
 کو تمثیلًا مختصر فرمایا۔ مگر اس کی تفسیر و تشریح ہمیں فرمائی کہتے اللہ ان سے ہے۔

# وَلَاؤُتْ مَعْنَوِیُّ اَوْ حَضَرَاتِ مُتَقَدِّمِیْنِ کَرَامِۃً وَلَاؤُتْ مَعْنَوِیُّ کَا ثُبُوْتِ اَکْثَرِ بَرِّ رُکُوْا

۱۔ سلطنت و بادشاہی کو چھوڑ کر فقیر

اختیار کر کے ذات، خدمت حضرت سید میر

اعتراف جہاںگیر سنائی رکھو چھ شریف

ضلع فیض آباد دھرم نے کتاب لطافت

مطبوعہ نصرت المطابع دہلی لطیفہ ششم صفحہ ۱۳

میں فرمایا ہے۔

اگر صادق مرید اپنی ہستی کو دھیر چھین کر

پھینکے اور سیر و طر و سلوک جذبہ طے کرے

شیخ کامل کے تحت، تعارف میں مطیع و فرمانبردار

کریں تو راسخاں میں اُن اللہ خلق آدم علی صورتہ

کے مرقع حقیقت کے جبینہ وجود سے نکل کر ہوا

ہوئیت میں اُسے لگیگا۔ اور توالہ و تناسل

و معنوی کے مرتبے پر پہنچے گا۔ اور اگر سالک

ابر و مجذوب کے تحت، تعارف میں آجائیکا

اگر مرید

ارشاد حضرت میراشرف سنائی

خود در تحت انصاف شیخ کامل کہ فرمے

میکس رسید باشد و سیر و طر و سلوک جذبہ

بہر پیوستہ، مقام کو گوارہ از بیضہ و

مرغ حقیقت اِنَّ اللہَ خَلَقَ اٰدَمَ

عَلٰی صُوْرَتِ رَبِّہٖ بِرُوْنِ کَبِدٍ وَّ مَوَاسِی

ہوئیت بطران کند و بمرتہ توالہ و تناسل

و اگر تخت نصرت ساکب انبر یا محبوب  
انبر آید۔ استغداد کمال انسانیت برود  
فاسد گردود و مبلغ رجال و مقام کمال نہ بد  
پنجان کہ در عالم صورت متفصفاً حکمت  
بالغیر و مستجاب الی است کہ وجود  
تو الذی ناسل و لقاے انواع صوت نہ  
پند، الا بعد اندو لوج متوالدین، بہ رابط  
شہوت و واسطہ فعل و انفعال تا نثر و  
"ابشر و میان ایشان،

پنجین در عالم معنی حقیقت آدمی کہ  
عبودیت محض است و وجود نیاید الا بعد  
ازدواج نر و مؤنث برابطہ محبت و قبول انصاف  
مراودا۔

این است ولادت ثانیہ کہ اشارت  
عظا و اہل مکتشفہ براں واقع است من  
لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السموات والارض  
لہ داعی

چوں دوبارہ است شرط ذالید  
از شکم مادہ و ز صلب پدر

تو اس کی استغداد انسانیت کا کمال  
رہاصل کر کے انکی فاسد ہو جانے لگی۔ اور مبلغ  
رجال اور مقام کمال کی پہنچے گا ہیں  
طرح عالم ظاہر میں متفصفاً حکمت بالغہ  
و سنت جاریۃ الہی ہے کہ ماں باپ کے  
ازدواج اور فی ما بین برا و شہوت ہم صحبت  
ہونے کے بعد نواسل و ناسل کا وجود اور طرح  
طرح کی بقا کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح  
عالم معنی میں مراد و مرید کے فسخ اور رابطہ  
محبت و قبول تصرفات کے بعد آدمی کی  
حقیقت معنوی یعنی خالص عبودیت وجود میں  
آتی ہے، اور یہی ولادت ثانیہ ہے جس کی طرف  
پسے ہرے اہل مکتشفہ کا اشارہ واقع ہوا ہے من  
لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السموات والارض۔ جو  
جو نہیں پیدا ہوگا دو مرتبہ در آسمان و زمین کے  
ملکوت میں داخل نہیں ہوگا۔

چونکہ پیدا ہونے میں دو مرتبہ کی شرط ہے  
ایک ماں کے شکم و دوسرے باپ کی بیٹھ سے

بیک ہزاروں دہیں جہاں غرور  
دینی بیک لڑاس کا غم میں پیدا ہوا  
بیک شدن زین ظلامت سولہ نور  
اس بدن و غصہ سے بیکہ بیکہ سے بیکہ بیکہ

دس مولانا شیخ عبد الرحمن رشتہ آبادی نے اپنی شہنوی "گنج راز" مطبوعہ  
شہنوی گنج راز نامی پریس لکھنؤ میں فرمایا ہے

آدمی را می بود و باره اودن در بیاں  
آدمی کی پیدائش دو مرتبہ ہوتی ہے  
اولاً از صلب والدین از قلب والدین  
اولاً باپ کی بیٹی سے تانیلاً از ان کے قلب سے  
از اصبہای شہادۃتہای ظاہر و باطن است  
اور پہلی بات ہے ظاہر کے شہادتیں حاصل ہوتی ہیں  
از اب قلمی مراتب ہائے باطن و اصل است  
اور دوسری بات ہے باطن کے مراتب  
زین ظهور و غیو، گشتند اکثر مردمان  
اور اسی باطنی ظہور سے اکثر لوگ تلبیہ لیتے  
اولیاء اللہ بلکہ انبیاء و مرسلان  
بلکہ انبیاء و مرسلین جو گئے

اصل کتاب شریفاً الوساطت مطبوعہ علمی پریس لکھنؤ صفحہ  
حضرت مولانا تراویح علی شاہ  
میں حضرت مولانا شریفاً الوساطت مطبوعہ علمی پریس لکھنؤ صفحہ

"در رسالہ "مبدء و معاد" است کہ حقیقی پیر  
فوق سائر ارباب حقوق است بلکہ نسبت  
ندارد و حقوق دیگران بعد از انعامات حق  
رسالہ "مبدء و معاد" میں ہے کہ حق بہمانہ تعالیٰ کے  
انعامات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات  
بعد پیر و مرشد کے حقوق سائر ارباب حقوق سے جو کہ  
ہیں بلکہ ہر ایک کے حقوق و حقوق حق کے برابر کوئی نسبت نہیں ہے  
ولادت صورت ہونے پر اور باپ سے چھ گشتہ کی  
کائنات سے ہے۔ ولادت صورت ظاہر کی  
پیدائش کے لئے بس چند روزہ زندگی ہے

اور ولادت معنوی کے لئے ہمیشہ کی  
زندگی ہے۔

دولادت معنوی را حیات ابدی  
است

### از جناب سید محمد و صاحب

(۴۰) رسالہ مبدا و معاد جناب مجتہد صاحب سرہندی کی مصنفیت

رسالہ مبدا و معاد ہے۔ وہ اس رسالہ مطبوعہ مطبعہ مجتہدی دہلی کے صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔

شرافت علم باندازہ شرف و تزیہ معلوم  
سے ہوتی ہے معلوم چنداں شریف ہوگا اس کا  
علم اسی تزیہ و عالی ہوگا پس علم باطن کہ  
جس سے صدقہ ہوتا ہے علم ظاہر سے جو حقیقت  
ظاہر کے حصہ میں ہے زیادہ اشراف ہوگا اس  
قیاس پر علم ظاہر کی شرافت حجامت اور حیا کثرت  
علم سے زیادہ ہے پس ادیب کی رعایت جس سے  
علم باطن حاصل کہ جس میں علم ظاہر کے استاد سے جس سے  
کہ علم ظاہر کا حاصل کرتے ہیں اور گوئی زیادہ ہوگی  
اور اس طرح علم ظاہر کے استاد کے ادیب کی رعایت  
تجام اور حیا کثرت استاد سے ہوگی زیادہ جو اس طرح علم  
ظاہر کے تمام میں غلبہ و استاد علم کلام و فقہ و تارکین  
و نحو سے اولیٰ و مقدم ہے۔ اور استاد و شرف  
و نحو عام و فلسفی کما استاد سے اولیٰ ہے اسلئے

"شرافت علم باندازہ شرف و تزیہ معلوم  
است معلوم ہر چند شریف تر، علم اس علم  
تر، پس علم باطن کہ صدقہ یا آن ممتاز اندازہ  
باشد از علم ظاہر کہ نصیب علمائے تلواہر  
است، ہر قیاس شرافت علم ظاہر پر علم  
حجامت و حیا کثرت پس رعایت ادیب پر  
کہ علم باطن را اندوزند و کثرت باضعاف زیادہ  
باشد، از رعایت ادیب استاد کہ علم ظاہر  
اندوزند و کثرت رعایت ادیب رعایت ادیب استاد  
علم ظاہر باضعاف زیادہ و استاد از رعایت  
ادیب استاد و تمام و حیا کثرت رعایت  
دو اعتناء علوم ظاہری جاری است استاد  
علم کلام و فقہ اولیٰ و اندازہ مست از استاد  
علم تفسیر و نحو۔ و استاد و نحو و فقہ اولیٰ است

از استاد علوم فلسفہ آپ کہ علوم فلسفی و عقلی علوم  
معتبرہ شیت اکثر اس مسائل لاطاعل است و  
بے جہل و اقل مسائل آگہ از کتب اسلامیہ  
اخذ نمودہ اند و تصرفات و اہل کردہ از جہل  
مربک خالی نیستند کہ عقل را در آں موطن  
خیال نیست طور نبوت و اہل طور علوم نظر  
باید دانست کہ حقوق پیر فوق حقوق است  
از باب حقوق مست بلکہ نسبت دارد و  
حقوق پیر حقوق دیگر اہل بعد از نعمات  
حق سبحانہ احسانات و رسول و علیہ و علی  
آلہ الصلوٰۃ و النبیات بلکہ پیر حق پیر  
اللہ است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولادت  
صوری ہر چند از والدین است اما ولادت  
معنوی مخصوص بہ پیر است ولادت  
صوری را حیات چند روزہ است ولادت  
معنوی را حیات ابدی است۔ نجات  
معنویہ مرید را پیر است کہ بہ قلب و روح  
خود کُناسی می نماید و تطہیر سکینہ و می  
فرماید۔ در توحیات کہ نسبت بہ بعضی متر

کہ علوم فلسفی علوم معتبرہ میں داخل نہیں ہیں اس  
کے زیادہ تر مسائل لاطاعل رہے جہل ہیں اور اہل  
فلسفہ نے خصوصاً مسائل جو اسلامی کتابوں سے  
اخذ کئے ہیں اور اس میں تصرفات کئے ہیں جہل  
مربک سے خالی نہیں اس لئے کہ عقل کو اس محل  
میں عقل کی خیال نہیں بہ نسبت کا طور و طریقہ  
علوم نظری کے طور و طریقہ سے بالاتر ہے۔  
جہاں جہاں ہے گیر کے حقوق، سب حقوق و  
سے برتر کریں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے انعامات  
اور اس کے رسول علیہ السلام کے احسانات  
کے بعد پیر کے حقوق کو آدمیوں کے حقوق سے  
کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ سب سے پیر حق حضرت رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ولادت صوری ہر چند  
والدین سے ہے لیکن ولادت معنوی پیر کی نسبت  
مخصوص ہے ولادت صوری کی زندگی چند روزہ ہو  
لیکن ولادت معنوی کی حیات ابدی ہے مرید  
کی باطنی نجاتوں کو پیر اپنے قلب و روح تک  
نہایت سے پہنچا دیکر صفا کرتا ہے اور پاک  
پاکیزہ فرماتا ہے بعض مسترشدین (مریدوں)

شدان واقع شود محسوس می گردد کہ دور  
 تطہیر و نجاست باطنہ ایشان توفیق بہ صاحب  
 توجہ تیری دو، دنا نما سہ مکہ دی وار و  
 پیر است کہ بنوس او پنداری بسند عز و  
 جل کہ فوق جمیع سعادت و بنوبہ و آخر وہ  
 است پیرے است کہ بوسیله او نفس امارہ کہ  
 بالذات خبیث است مژگی و مطہری گردد  
 و از امارگی باطنیان نمی رسد و از کفر حبسی  
 باسلام حقیقی می آید۔ مصرعہ  
 گر بگویم شرح آں پیچیدہ  
 پس سعادت غور و در قبول پیر باید داشت  
 و شقاوت غور و در رد او۔ نفوذ بالشد جان  
 من ناک۔  
 و صفائے حق سبحانہ را در پس پیر  
 و صفائے پیر مانده اند بہ تا مرید و در ارضی پیر  
 غور و اگم سناؤ بہ صفیات حق سبحانہ نہد آفت  
 مرید و آزا پیر است ہر ذلتی کہ بعد آں  
 باشد نہ ادا کہ آں ممکن است اما آزا پیر  
 ہر پیچہ چیز نہ ادا کہ نمی توان نمود۔ آزا پیر

کی توجہات میں جو نسبت واقع ہوتی ہے تو  
 پیر کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی مریدوں  
 کی نجاست پاک کرنے میں کچھ آلودگی توجہ دینے  
 والے کی طرف دوڑتی ہے اور ایک ذلت تک  
 مگر روکتی ہے پیری ہے جس کے وسیلے سے خدا  
 عزوجل تک پہنچتے ہیں اور دنیا و آخرت کی سب  
 سعادتوں سے محروم ہے پیری ہو کہ جس کے وسیلے  
 سے نفس امارہ جو بالذات خبیث ہے مژگی و مطہر  
 ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کو پہنچتا ہے  
 اور پیدائشی کفر سے حقیقی اسلام میں آجاتا ہو اگر  
 میں اس کی شرح کروں تو بہت چھو جائے گی و  
 کی آفت پیر کو آزا پیر نجاست میں ہے۔ ہر  
 لغزش کی اصلاح ممکن ہے لیکن پیر کو آثار  
 پیر نجاست کا تذکرہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ آزا  
 پیر مرید کے لئے شقاوت و بد بختی کی جڑ ہے  
 پس اپنی سعادت پیر کے قبول کرنے اور شقاوت  
 پیر کے رد کرنے میں جانتی چاہئے۔ نفوذ بالشد جان  
 من ذالک حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا پیر کے ہوتے  
 میں ہے حب تک مرید اپنے کو پیر کی مرضیات

میں سے حب تک مرید اپنے کو پیر کی مرضیات

یخ شفا و مت است مرید اعیان اکاش  
سبحان من ذاکم علی وہ مقتدر است  
اسلامیہ و فتوے در اتیان احکام شریفہ  
از تاج و خمرات کشت -  
از احوال و مواجید کہ یہ باطن اقلق  
دار و پید گوید و اذا نرسے از احوال یاد جو  
آذایہ پیر یاقی ماند از استندراج پایہ  
و غیر از ضرر و فتنہ خواہ و ادوہ و السلام علی  
من اتبع الہدیٰ

میں گم نہ کروے گا۔ غی سبحانہ تعالیٰ کی حقبت  
کو نہیں ہو چکے گا۔ مقتدرات اسلامیہ میں  
کوئی خلل اور احکام شریفہ کی بجا آوری میں  
کوئی فتور اسی راز پر اس کے نتیجے اور پھل ہیں  
اور جو احوال و وجہ ان کہ باطن سے تخلق نہ کتے  
ہیں ان کو کیا کہیں را اگر آذایہ پیر کے باوجود کوئی  
انزباطی احوال کا بانی نہ جائے تو اس کو استدراج  
نہا کر تا چلے جو آخر میں خرابی کی طرف نہ کھینچے گا  
اور نقصان کے سوا اور نتیجہ نہ دے گا۔ و السلام

رحمہ اور حضرت

حضرت مولانا رحمہ اور ولادت ثانیہ

فتویٰ شریف مطبوعہ دارالعلوم کالج پورہ قسطنطنیہ  
ششم صدک میں حدیث شریف موقوفہ اقبل  
ان موقوفہ کی شرح و تفسیر میں فرمایا ہے:-

”سرور کائنات حضرت احمدیؑ مجھ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت ثانیہ بدرجہ  
کمال حاصل تھی“

اور اسی کے حاشیہ پر اسناد الاساتذہ  
جناب مولانا بحر العلومؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ

صاحبِ ہاجر کی نے تائید و تصویب فرمائی ہے

اشعار شریفی مولانا دوم

پس محمد صدقیاست بود نقد  
زا کجھ حل شد و رفتی حل و نقد  
زادہ ثانی است احمد و جہاں  
صدقیاست بود ادا و جہاں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہوئے صدقیامت تھے  
اس واسطے کہ آپ جل وعقد کے فنا کر نہیں جاسکتے تھے  
احمد و صلعم دنیا میں زادہ ثانی نہیں  
دنیا میں ظاہر و باطن ملا متواتر تھے

شرح مولانا بحر العلوم  
”زادہ ثانی“ کے حاشیہ پر  
”خبر لا نا بحر العلوم فرماتے ہیں

”نزد صوفیہ مقرر است کہ سالک ادا و  
تولد است یکے تہ از شیمہ مادر خود منولد کی  
شود و تولد دیگر بیرون آمدن سالک از  
”شیمہ طبعیت و احکام آن“ و این آئینہ  
”زادہ ثانیہ نامند“

صوفیوں کے نزدیک مقرر ہے کہ سالک کی دُ  
ربا رہی پیدائش ہے ایک مرتبہ ماں کے پیٹ  
کی پھٹی سے پیدا ہوتا ہے اور دوسری پیدائش  
سالک کا اپنی طبیعت اور این دُن کے احکام  
سے باہر نکلتا ہے اور اس چیز کا نام ”زادہ ثانیہ“

(۶۷) اسی کے  
شرح حضرت حاجی امداد اللہ صاحب  
”خفت میں مرشد“

نبیہ عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہاجر  
کی فرماتے ہیں کہ:-

”یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم“ صد  
پیغمبر صلعم متواتر تھے اسلئے کہ جبریل

باطل کی تپ کی تپ کے معنوی میں  
حسن و جمال ہو گئے تھے۔ اس حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم ولادت ثانیہ  
سے کہ ولادت معنوی سے  
عبادت پہنچا دوبارہ پیدا ہوئے تھے اس  
سے آپ صدفیامت ظاہر و عیال تھے۔

قیامت نقد ہو۔ زیر کہ جمیع جہل و  
باطل و دنیا کے معنوی اس حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم لٹال پائنتہ بود حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم بہ ولادت ثانیہ کہ عبارت از ولادت  
معنوی است مرتبہ ثانیہ متخلل شدہ بود  
انہیں جہت صدفی است عیال بود

(۱۶) حضرت

حضرت سرور عالم ابوالحسن علیہ السلام

ابراہیم عطا اللہ تعالیٰ التقادری آپنی رحمت اللہ  
علیہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود کہ میرا

دنیا علیا و دنیا ارا کہ بشری است۔ چنانچہ  
خبر مستان این پنج ملکوت السموات و الارض من  
لم یولد مرتین و ہرگز آسمان و زمین کے ملکوت  
میں داخل نہیں ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا

زرتیرہ رسالہ شہلائیہ) تفسیر ارا کہ بشری چنانچہ

بشر میں ہے کہ ہرگز زمین و آسمان کے ملکوت میں داخل

ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا ولادت اولی و ثانیہ

اور ولادت ثانیہ ارا کہ بشری یعنی عالم وجود پر کیا گیا

ولادت اولی معلوم و شہور است و ولادت ثانیہ

ثانی تفسیر اوصاف بشری است۔

یعنی از عدم در وجودی آید

و ہنس۔

و حضرت محمد روح مستوف رسالہ شہلائیہ

سیدنا رسولنا قطب عالم - حضرت سید شاہ  
 عبد الرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیران  
 طریقت سے ہیں شجرۂ طریقت میں حضرت مخدوم  
 بانسوی سے فوراً آپ کا نام مندرج ہے۔  
 درج ہے۔

رسالہ شفا ریہ فرنگی محل لکھنؤ کے خانقاہی  
 کتب خانے میں قلمی موجود ہے

حضرت مخدوم اسلمت بہار شریف (۸) مخدوم اسلمت  
 الدین بکھی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ  
 فردوسیہ کے آداب پریم اور ہندوستان کے اکابر  
 و مشاہیر حضرات اولیاء اللہ و صوفیاء اللہ علیہم  
 (جمعین) سے ہیں بہار شریف میں آسودہ ہیں۔  
 آپ نے ولادت معنوی اور ولادت  
 نامیہ کے معاملہ میں زیادہ کلام فرمایا ہے خطہ  
 سو۔ "مکتوبات صدیقی" مکتوبات ششم تحت  
 عنوان الیست شفی ص ۱۷۱

آپ مقرر فرماتے ہیں:-

(الف) "پہچم مخصوص بودن بعلم من  
 و ترجمہ) علم من لدن سے مخصوص ہونا اور

علم لدنی حق بجانب، تعالیٰ کی ذات و صفات افعال سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پیچا تا میں نے پروردگار کو پہچان لیا اور حبیبہ تک ولادت دوم میں جس کا پستہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا ہے (کہ لن یلج ملکوت السموات الخ) نہ پہنچے گا یہ مرتبہ جاہل) نہ ہوگا اور علم لدنی کے شرف سے مشرف نہ ہوگا۔ یعنی جو شخص ماں سے پیدا ہوگا، اس دنیا کو دیکھے گا، اور جو اپنے سے پیدا ہوگا۔ (یعنی اوصاف بشری سے باطنی پس وہ اس جہان کو دیکھے گا دنیا و آخرت دونوں کا نظر دیکھیں گے وہ من لم یولد الخ کا مفہوم کہ ہرگز ملکوت نہ والا حق میں داخل نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا

لدنی“، و علم من لدنی بمعرفت ذات و صفات و افعال حق بجانب، تعالیٰ تعلق دار و چنانچہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است عن قت درقی بزقی و تا بہ ولادت دوم نرسد کہ علی غیر علیہ السلام نشان دادہ است، کہ لن یلج ملکوت السموات الخ و الخ من لہ یولد مرتین این درجہ نہ بود۔ و شرف علم لدنی مشرف نکرود۔ یعنی ہر کہ از مادر بزاید این جہاں را بیند۔ دہر کہ از خود بزاید یعنی از اوصاف بشریت بیرون آید۔ ان جہاں بیند پس دنیا و عقبی ہر دو حاضر بیند من لم یولد مرتین، اس باشد“

پھر حضرت مخدوم الملک نے ہی اپنے مذکورہ بالا کلام کی تشریح اپنے دو سکر مکتوب میں فرمائی و ملاحظہ ہو مکتوبات و وصدی مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور غیر مصداق مکتوب سند چہ صفحہ ۳۶۹ جس کا عنوان ہے ”دلائل حضرت ولادت صوری و معنوی“

ارزنا دفرماتے ہیں:-

”شیخ عمر! باغ از شرف مینری مخصوص  
است اسے برا اور ابدیہ است کہ گفتہ اندرہ  
صحبت نیکان ز جہاں دور گشت  
خانہ عمل خانہ زبور گشت

ہر چند روزگار مابے وولتاں چشمن  
است اما چون تحقیق اخلاق وادھات  
ایں طائفہ را ولیا اللہ کہ ولادت معنی  
است امروزے ایشان منور گشتہ است  
وآں کہ گویند کہ سید فرز نہ پیر است ہمیں  
از جہت اخلاق وادھات است نہ از  
جہت صورت وآں بے صحبت و خدمت  
ایں طائفہ چل نہ نشو و ایں نسبت صفت

کہ ولادت دوم است، یدیشاں  
ثابت نہ گرد۔ بقدر امکان طلب باید کرد  
کہ المراد علی بن خلیفہ، ہم وقت است  
ہر کس کہ آں دین دار کہ دولت و برا بود اشارت  
بر صحبت است اگر صحبت با نیکان بود اگر چہ پیر  
نیک گرد و اگر صحبت با بدیاں بود اگر چہ نیک است

شیخ عمر! شرف مینری سے دعا میں مخصوص ہے  
لے بہائی عرصہ ہوا کہ کہا گیا ہے۔

نیکوں کی صحبت جہاں سے دور ہو گئی،  
شہد کا چہشتہ سمجھوں کا طہر ہو گیا۔

ہر چند ہم بے دولتوں کا زمانہ ایسا ہے لیکن  
اس طائفہ را ولیا اللہ کے اخلاق وادھات

یعنی ولادت معنوی کا حاصل ہونا بغیر ان لوگوں  
کے مندرجہ ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ میرزا میرزا سے انہی  
ادھات و اخلاق کے سبب کہ ظاہری صورت کے  
سبب ہے اور یہ اس طائفہ کی صحبت و خدمت کے

بغیر چل نہ جوگا اور یہ نسبت صفت جو ولادت ثانی  
دوسری ولادت ہے بجز ان لوگوں کے ثابت نہ ہوگی حتی الامکان

طلب کو نشن کہنی چاہئے المراد علی بن خلیفہ (نقص  
اپنے دوست کے دین پر ہونا ہے) شکل و مشابہت جس کو  
یہ چاہیں ہو دولت اسکے لئے ہے المصنف مؤثرہ،

دانشاء صحبت کی طرف ہے صحبت اگر نیکوں کے ساتھ  
ہے تو اگر برے نیک ہو جائے گا۔ و اگر  
بدوں کے ساتھ صحبت ہے تو اگر برے نیک ہے

بدگرد۔ (الصیغۃ متاخرہ تھی اس وقت وثنوی)

باہداں کم نشیں کہ در بالی

خوپیزیر است نفس انسانی

صحبت نیک را بدست برد

کہ عدہ در قوی کہ در صحبت نہ

صحبت باغیا ز فصل بہار

باہر از پر زماں کند عطار

روغن کفیر سے کہ پوش عالم

شد ز گلہا از یز نیکو نام

و خواجہ سعدی راست علیہ الرحمۃ اقصا

کچھ خوشبو سے در حاکم رود

رسید از دست محبوب بے بہنم

ید و گفتم کہ مشکلی یا عبیری

کہ از تو ہے دل آویز تو مستم

بخشنا من گل ناہیز بودم

لیکن رتنے با گل شمستم

جال ہنشیں در زمین اثر کرد

و گردن میں ہاں خاکم کہ ہستم

ازیں جاہ اسن کہ می گویند کہ طاف

بند ہو جائیگا۔

بڑوں کے ساتھ پیہر کر عاجز ہو جائے گا۔

نفس انسانی خوش پذیر ہے۔ (پس)

نیک کی صحبت اخلاقی سے نہ دوسرے

کیونکہ نیک کی صحبت سے تربیت نیکانے جائیگا

فصل بہار سے باغوں کی صحبت ....

ہوا کو ہر وقت خوشبودار کر دیتی ہے۔

تل کا منیل گلاب کی صحبت سے

اچھے نام کا تیل ہو جاتا ہے۔

(تہذیب سعدی ۷ صفحہ فرمایا)

ایک دن ایک اچھی خوشبو مٹی حاکم میں

مجھے ایک محب جو اب کے باغ سے باغ آئی

میں نے اس سے پوچھا کہ تو مشک کیسے بھیر

کہیں تری دل آویز خوشبو سے سخت ہو گیا

اُس نے کہا کہ میں ایک اپیز مٹی ہوں،

لیکن مدتوں گلاب کے ساتھ رہی

جال ہنشیں نے مجھ میں اثر کیا

ورنہ میں تو وی مٹی ہوں جو ہوں۔

اسی موقع پر بڑے لوگ کہتے ہیں کہ طاف

کو کابل کی ایک وک کی صحبت  
وہ کر دیتی ہے جو کیا لیتی برس کا مجاہدہ  
دریافت نہیں کرے گی ۔

تو اپنی خودی کی درجہ محبوب ہو گیا  
اسے دوست جا کر قلندری ہو جا  
پس لامحالہ مرید و طالب اس طائفہ کی  
صحبت بغیر طالب ہر جا چکا۔ کیونکہ شیطان  
اکیلے آدمی کا ساتھی نہ جاتا ہے ۔

اور شیطان وہ ہے دور رہتا ہے و آدمی  
کی آواز نہ جاتی ہے و حضرات انشا رب  
نے اسی نصیب کی وجہ سے مریدوں کو نصیب نہ  
حکم دیا ہے صحبت کا اثر کسی عقل سے چھپا ہوا  
نہیں ہے بلکہ شکای پر بند آدمی کی صحبت سے  
جاننے والا ہو جاتا ہے طوطی کی تعلیم سے  
بولنے لگتی ہے اور گھوڑا آدمی کی ریاضت سے  
کے پیچھے چوسنے کی حد سے نکل کر آدمی کی سی  
ہو جاتا ہے اور چوہا چوہا نہیں ہوتا کہ چوہا  
چوہا ہے کہ ساتھ باہر کر رکھے ہیں ڈھیکہ پین  
لگتے اور حق ہو جاتا ہے یہ سب بات کی وجہ

را ایک روز صحبت کامل آئی کند کہ  
چھ سال و پچاس سال مجاہدہ و ریاضت  
نہ کند کہ گفت ۔

محبوب شدی صحبت خود

اسے دوست برو قلندر رہتا

پس لامحالہ یہ صحبت میں طائفہ مرید  
طائفہ را بلکہ کہ "انشیاء علی ان رب

الواحد" دیوانہ و دیوانہ الامین

العباد۔ اور کہ کس دور ہو۔ انشا رب  
اور نصیب مریدان را صحبت فرمودہ اند

و اثر صحبت پہنچ عاقل پو شیدہ نیست

کہ باز از صحبت آدمی عالم شود و طوطی

تعلیم آن ناطق گروہ و اس پیہر ریاضت

آدمی از حد نبوی اجاود نہ آدمی کہ ستودہ

کہ جفتی نہ بود۔ پاسند و ریاضت چشیدہ

روز بر بندہ را دوست از دست رفت

و جفت گروہ ایں ہمہ تاثیر صحبت

و صحبت را ستا را اثر ہے ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سے ہے اور صحبت کی تاثیر اور قوت بہت ہوتی ہے  
 تو سن گھوڑا سا کنوگ گھوڑے کے ساتھ  
 اگرچہ نہیں دوڑے گا مگر ہم جو گرہ جاتا ہے  
 لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ ایک مرد اور  
 تک کی کان میں عرصے تک رہنے سے  
 تک بن جاتا ہے۔ اس کا حکم  
 تک کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ پس ایسے  
 لوگوں کا کیا کہنا، جس کی نظر وہاں سے اجن  
 کا کلام شہد ہے یہ حضرات، خدا کے حکم  
 سے بولنے اور نہ اخلاقی رہتے ہیں اور یہ  
 حضرات (اخلاق الہی سے آراستہ ہوتے ہیں  
 اور شیطان کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ کر  
 شہنشاہ انبیاء و ائمہ پر دروہ کی نیابت  
 کے ساتھ و عطا الہی کا نبیاء بنی اسرائیل، دعوت  
 خلق الہی الہی کے سچا دشمن ہو جائیں گی صحبت تجو  
 کیا کر دیگی اگر تو وہ ہوگا تو زندہ کر دیگی اگر شیطان ہوگا تو فر  
 کر دیگی تاہم اور ہوگا تو نہ مانجا کر دیگی اگر تو زندہ کر  
 ہوگا تو ایک دنیا کے اسے تجھے کیسے کر دیگی ہوگا  
 عقل السافلین میں گر گیا ہوگا تو عقلین پر

عظیم است و قوت تمام چنان کہ گفت بیت  
 اسپا نوسن ز اسپ ساکن رگ  
 گشت ہم خرا کر نہ شد ہم تک  
 ہا گویند اگر مرد اسے در تو وہ تک افتد بر در  
 مدت تک اگر دو حکم اور حکم حکم تک شود  
 پس چہ گوئی طائفہ را کہ نظر آید و او بود سخن  
 ایشان نغصائے مرضی بود، بند اسے مطلق یا  
 و بند اسے ساکن وہ صفات مخلوق جلا فی  
 اللہ کردہ باشند از دست شیطان رسد  
 و حیت و صراط امرار الہی، مواضع امرار  
 الہی گشت۔ دبا بنیاب سلطان انبیا علیہ السلام  
 کہ علمائے امتی کا نبیاء بنی اسرائیل بر سجاوہ  
 و جو خلق الہی الہی نشد نہ بحبت ایشان نرا  
 چہ کند اگر مرد باشی زندہ کند۔ دبا باشی  
 نشد نہ کند۔ مس و اس باشی زندہ کند  
 زندہ باشی اکبر جہاں کند در عقل السافلین  
 رقم باشی در علی علیین بر آرد از اینجا کہ گفتہ  
 گرد تو حید گرد یا تفسیر یہ  
 چہ کنی صحبت زبے تفسیر یہ

در صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر ایک در بہت  
خانہ پیشیناں سجدہ افتادہ بودند۔ و در  
ہادیہ گراہی فرو رفتہ، ناگہاں آفتاب صحبت  
آن سلطان انبیا را دلپا و علیہم السلام  
در چہان برآید۔ ہر یکے در آسمان دین ہلہام  
شمارہ گشت و در این بخلق تا قیامت در  
افتداسے ہیفتاں بر بستہ شد و کوس و دست  
ایشان در عالم زندہ کہ اصحابی کا نجوم  
یا ہم افتدیم اھد یتیم سبحان اللہ! از  
کجا تا بکجا رسیدند۔ نہ بے کمیا گری صحبت  
تا بدانی کہ ہمہ دولت و نعمت در صحبت این  
طائفہ است، ایچہ است کہ گفت (نظم)  
سایہ خورشید سواران طلب  
رنج خود و راحت یاران طلب  
خورشید سواران بچغنیقت انبیا ند کہ پائے  
بر کون و مکان نہادہ اند و خورشید خود  
چہ باشد کہ خدمت انبیاں بیند و جان  
دول دہاہ و مال و زن و فرزند و نان  
امان فدائے انبیاں کن گمر دسایہ لیت

بہو سچا دیگی۔ اسی موقع پر کسی نے کہا ہے۔ ۵  
لے توحید کے گروہ تنہا پہننے والے اپنے تعلیم کے  
ساتھ رہنے واسطہ اور بے وسیلہ از حضرات انبیا  
و اولیائے کبار صحبت کرتے ہیں؟ صحابہ رضوان  
اللہ علیہم کی طرف دیکھو۔ ہر ایک ارشادت  
اسلام سے پیشتر مت خائے میں مہت کے  
ساتھ سجدے میں پڑا تھا اور اسی رہت پر خلی  
کے جھل میں ٹھہکا ہوا تھا کہ ناگہاں اس سلطان  
انبیا کی صحبت کا آفتاب چمکا تو ہر ایک دین  
اسلام کے آسمان کا ستارہ ہو گیا، اور خلق کی  
ہدایت قیامت تک ان کی پیروی میں رہے۔  
ہو گئی اور ان کے افعال کا ڈھنگ دنیا میں بھایا گیا  
اور مایا حضرت شہنشاہ انبیا نے "میرے اصحاب  
ستاروں کی طرح ہیں نہ انکی پیروی کرو گے تو ہدایت  
پاؤ گے" سبحان اللہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے  
صحبت کی کمی یا گری کا کیا ہوتا؟ خبردار جان لو کہ  
سب دولت و نعمت اس گروہ کی صحبت میں  
ہے۔ تو تم فقیر و دل میں صلی اللہ علیہ وسلم سے  
خورشید سواروں کا سایہ ڈھونڈو۔ اپنی تحلیف کا

ایشان جیسے بانی، اشارہ شدہ بریں  
کر دے کہ گفت ۵

تا کیے بایزید بیڑا نسرد

خدمتِ حمد بیزید باید کرد

بزرگوار بزمِ سعید نام نہند صحبتِ تنہا ابی بکر

فہمان الغوثی رحمۃ اللہ علیہ ۶ چند سال

باغمان مغربی ۷ صحبت کردی نظر الیہ شرفا

وہو نظر الغیضان بہ خیر العین بہ نظر غضب

برسا بل کر نیست و گفت، من صحبت نہ کرو

ام، بلکہ خدمت کردہ ام علی التحقین ۸ بچہ

است کہ اں خدمت است نہ صحبت

ہر چند صحبت گویند پس چوں طالب

صداوق و صحبت ایں طائفہ در آید

و مویب گرد و باد اب الیہاں و خلق

با خلاق الیہاں اور ابیسر گرد و احوال

شرفیت و معنی لطیف، حکم صحبت

سمرات کردن گیر و چوں چراغ

نما افروختہ با صحبت چراغ و دیگر افروختہ

کرد و و شعلہ بیزید مرید حقیقی اینجا حقیق

مدلول اور یاروں کی راحت، ٹوٹھو ٹوٹھو

سوا و صحبت میں بہ لوگ ہیں جنہوں نے جینا

پر لات مار دی غور شدی کیا حقیقت ہے ہوا

کی طرف، بچھے ان پر جان و دل جاہ و مال زن

و فرزند گھر یار کر وے تو شاہد ان کے ساتھ

دولت میں چلے پاسے کسی نے اسی کی طرف

اشارہ کیا ہے شعر الیہ ۱۰ بزرگوار بچھے سوزید

بکندت کرنا چاہئے جو معنی اسرار نفس کشی

ایک بزرگ کسی نے پوچھا کہ آپ کی صحبت میں

خدمت فہمان ۸ مغربی کی صحبت کی انہوں نے پوچھا

و اے کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھ کر کہا کہ کیا

۷ صحبت نہیں کی بلکہ خدمت کی ہے ۱۱ حقیقت

میں یہ صحبت نہیں خدمت ہے اگرچہ لوگ صحبت کہیں

پس جب تک لب اس گرد کی صحبت میں داخل ہوا

اور اُن کے آدابیت و ہندب، مہربان اور اُن کے

اخلاق سے آراستہ ہو گیا تو اسے احوال شریف

بیسر ہوتے ہیں اور صحبت سے معنی لطیف اثر کرے

لگتی ہیں اور پیرا و تحقیق مرید کی شکل یہاں

ہو جاتی ہے جیسے ایک دھڑاں چراغ و دیگر دھڑاں چراغ

گروہ - دوسرے کے درپیر سے دوسرے سے  
 استننا انہیں جا معلوم شود چنانکہ باید -  
 از حسن تالیف الہی بحکم صمیمتہ کہ میان  
 پیر و مرید استننا طریقہ جزو سے فی گروہ و از  
 انہیں اسے پیر چنانچہ فرد و دولا و دولا و دولا  
 جزو سے استننا از جزو استننا پیر و مرید  
 و دولا و دولا و دولا و دولا و دولا و دولا  
 صورتہ فرد و پیر و خود استننا و دولا و دولا  
 صورتہ فرد و پیر و خود استننا و دولا و دولا  
 جمعی علیہ السلام نقل استننا کہ "لین علی  
 ملکوت السموات و الارض من لم یزل یزین"  
 کہ کہ دو یا فرزا بہ - در ملکوت آسمان و زمین  
 و دنیا و دنیا نگاہ و در صورتہ در ملکوت آید  
 و عالم ملک مشاہدہ (مشاہدہ کردہ چینیہ در  
 زوایا و لامنتہ صفت و در ملکوت آسمان  
 زمین و دولا و دولا و دولا و دولا و دولا و دولا  
 اسرار و خزان الہی جملہ اور استننا بہ  
 گروہ - اس را کشف گویند ملکوتی کہ کوئی کہ  
 و ملکوت باطن کوئی را گویند و ملکوتی از ہم و ملکوت

کہ ہے سے روشن ہو چکا اور پیر و مرید میان میں  
 چنانکہ صمیمتہ معلوم ہو چکا ہے اور حکم صمیمتہ  
 انہیں کی خوبی سے مرید ایک جزو و جزو اسے پیر سے ہو چکا  
 چنانکہ فرد و صورتہ پیر و مرید میں با یکے جزو  
 سے ایک جزو ہو چکا ہے پس یہاں و دولا و دولا  
 شکل بہ فی ہے کہ استننا از جزو صورتہ میں اپنے ہوتا  
 سے کہ فرد سے اپنے با یکے اور از دولا و دولا  
 اپنے پیر کا فرد ہوتا ہے اور وہ جو صورتہ پیر و مرید  
 السلام سے منقول ہے کہ ہم کو اسرار و  
 زمین کی ملکوت میں داخل نہ ہو گا جو دولا و دولا  
 پیدا نہیں ہوتا را اپنے متعلق ہو چکا ہے ایہی طائر کا  
 پیدا انہیں عالم ملک و دنیا میں داخل ہوتا ہے اور  
 عالم ملک کا مشاہدہ کرتا ہے اسی طرح دولا و دولا  
 صفت اول و لامنتہ صفتی ہیں آسمان و زمین  
 کے ملکوت میں داخل ہوتا ہے اور ملکوت میں  
 جو اسرار اور خزان الہی خزانے ہیں ان کا مشاہدہ  
 کرتا ہے اس کو کشف ملکوتی کہ ہے اور ملک  
 ظاہر کو کہ کہ ہے میں اور ملکوت باطن کو کہ  
 کہ ہے میں اور و کہ از زمین انہی یہی ہے

اور صرف یقین کامل اور ولادت صفت میں  
 صحیح ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ کسی نے کہا ہے، لوگشت  
 العطاء، اہل ازداوت یقیناً اور کمال پر کیا  
 زیادتی؟ اور اس ولادت صفت میں میراث  
 حضرات انبیاء کا مستحق ہو جانا، چھ العلماء و شہتہ  
 الانبیاء حقیقت میں یہ حضرات ہیں نہ کہ وہ  
 جو آج خیال پکاتے ہیں یہ لوگ اس گروہ کے  
 نزدیک شک مادر میں جنین ہیں بلکہ باپ کی پیچھے  
 ماں کے پیٹ میں داخل ہوئے ہیں کسی عزیز نے اسی  
 معنی میں کہا ہے ۵

نیزہ برکش ماہر و لوگ ہیں۔  
 مزید ڈھونڈنے والے دین فرشتہ ہیں  
 یہ علمائے سوء سامری کے مانند ہیں۔  
 اپنے آپ کو نائب انبیاء ظاہر کرتے ہیں  
 مگر باطن میں نائب نہیں ہوتے  
 ان لوگوں کا خیال زمین اور طبع ہیں  
 عقل و شعور وہیں کا نہیں کہ خیال؟  
 شرط و شرع و عقل کے مابینے بھٹک کر ایک دوسرے  
 کے خون کے پیاسے ہیں بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ

السموات والارض ولکون من المؤمنین  
 است و صرف یقین یکمال اور ولادت صفت  
 صحیح شود۔ ابن است کہ گفت لوگشت  
 العطاء اہل ازداوت یقیناً بر کمال دیگر  
 چہ زیادت و بدیں ولادت سختی میراث انبیاء  
 گرد۔ العلماء و زنتہ الانبیاء انبیا کثیف  
 نہ انکہ امروز خیالے می برند۔ و هنوز نزدیک  
 ایں طائفہ جنین اندویشک مادر۔ یکا از صلب  
 پدر۔ هنوز در شکم مادر نیامده اند۔ عزیزی  
 بریں معنی گفتہ است (تنبوی)

ہر دیان نیرو ہوشانند جاہ جویان دین فرشتہ  
 جہد و علم سامری راوند از بردن سعی از دلواند  
 جباغ دول و زمین راوند کھال غفل شرع دین راوند  
 از در شمع و شریک گشتہ تنہ خون یک گشتہ  
 بزرگان گویند ہر کہ را میراث انبیاء نہ رسیدہ  
 است او هنوز زادہ نہ شدہ است اگر چہ ہر  
 کمال دانش بود کہ غفل کہ خشک بود از نور  
 شرع و ملکوت طواف تو اند کرد و در سرائر  
 کاغذات مطلع نتواند شد ہر طور شرع منور گرد

جو میراث انبیاء تک نہیں پہنچا ہے وہ ابھی پیدا  
 نہیں ہوئے ہاں اگرچہ عالم کامل ہو، کیونکہ جو عقل تو  
 شرع سے محروم رہتی ہے وہ ملکوت میں طواف  
 نہیں کر سکتی کائنات کے مسجدوں سے مطہر اور نور شرع  
 سے منور نہیں ہوتی، مگر ولایت حضرت میں پیدا  
 کہ میں نے کہا وہ لوگ جن کا ذکر پہلے پہنچا، اگر  
 رحمت انبیاء کی میراث کے مستحق نہیں ہوں گے  
 وہ ظاہر اور صوت سے آگے نہیں جڑے، مگر  
 و خدایات عبادات میں بسر کرتے ہیں۔

دین کا راستہ حضرت دعاوت میں نہیں ہے اس  
 میں خرابی کے سوا کوئی عمارت نہیں بنائے بھلائی  
 یہ سب دولت و نعمت اس گروہ کی خدمت سے آئیں  
 جو آج تک میں نے چھاپا ہوا چاشت و اشراق سے طلب کیا ہے  
 انہوں نے انبیاء وہ خواب میں دیکھے ہوں اس رباعی کو  
 کیا کہتے ہیں یہ خرابانے مجھ کو تو کرویلہ وہ میں  
 نہیں کر سکتا جن تک بہ پرہیزوں کے سامنے مجھ نہ  
 کہہ تو اپنی آلائش سے پاکیزہ نہیں ہو سکتا تنہا  
 مستوں کا گھر اس پر نہ اٹھائے حضرت ابوبکرؓ  
 رضہ اللہ علیہ نے کہا اللہ کے ساتھ صحبت کرو اگر تیرے

مگر وہ ولایت صفت چناں کہ گفتیم انبیاء  
 کہ ذکر الیاء پیش رفت کہ متقی میراث  
 نہ باشند از ظاہر و صورت نگرزند، مگر بعباد  
 مزیں عمر سیری برزند (مثنوی)

راہ دین صنعت و عبادت نیست  
 جز خرابی و دروغا رت نیست

اسے برادر! اس ہمہ دولت و نعمت در  
 خدمت و صحبت اس طائفہ پر لبتہ است  
 امر و ہر کے کہ در خانہ نشینہ است از  
 چاشت و اشراق می طلبید چہاں بہاں  
 مگر در خواب بند ازین رباعی نشینہ چپہ  
 می گوئی (مثنوی)

اسرار خرابات بدشاں نبری

تاجیدہ پیش بت پرستان نبری

پاکیزہ گردی تو آلائش خود

تا بر سر خود سہوئے متال نبری

ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ علیہ گفتہ است

اصحوا مع اللہ فان لم تستطعوا

فاصحوا مع الصلح مع اللہ لیوصلکم

برکات صحبۃ الصلحۃ اللہ

صحبت کند با خدا اسے عزوجل و اگر آں  
استغفار و توبہ ارید صحبت پاکستہ کنید کہ وہ  
و صحبت خدا اسے رساند۔ و نشان ایشان  
این است

جان فروختن با لگا و عدم  
خوشتر پیشانی خالق و مستم  
خود و یک باد و بزم خوش ساقی  
هر چیز باقی است که در باقی  
منگفت در سراسرے راز ہمہ  
بے نیاز از پند نیاز ہمسرہ

اجتماع ہستی این طائفہ ہمسرا ہر دو وقت  
یک وقت شیرین دل و دیگر وقت شیرین اند  
چنانکہ دو فرد مذکور اگر فرد مذکور وقت شیرین  
افراد پیدا شود ہلاک گرد آئیں و نیز صفت کہ  
وقت شیرین فرد مذکور پیدا شود ہلاک گرد و وقت  
شیرین فرد مذکور نہ صورت و حید  
شدن از شیرین معلوم است اما وقت شیر  
خود و فرد مذکور صفت دانی چیست؟ لازم  
گرفتہ صحبت پیر است!! و پیر بدست

قدرت نہیں ہے تو ایسے شخص کے ساتھ  
میل جول رکھو جبکہ خدا کے ساتھ میل جول ہے  
تاکہ اس کی صحبت کی برکت نکو خدا کی صحبت نہ  
ہو چاہے اور ان لوگوں کا نشان یہ ہے  
وہ لوگ سنا ہوا عدم کے جان فروش ہیں  
اور خانقاہ قدیم کے حنفیہ پرکشش ہیں  
ساقی سے پاس شراب پی اور باقی رہا سہی  
کوبائی و خدا سے حقیقی و فیوم پر قدر دیا یہ لوگ  
راز کے مشکف ہیں اور سب آرزوئوں سے  
بے نیاز ہیں۔ اس گروہ کا اجماع ہے کہ ہر  
شے ہر کی ضرورت و وقتوں میں ہے۔ ایک  
دو دھ پینے کے وقت، اور دوسرے دھ پینے  
کے وقت استیسا کھانا ہر فرد میں اگر فرد  
مذکور نہ دوسرے پینے کے وقت میں مان سے  
پیدا ہو یا نہ تو ہلاک ہو جائیگا۔ اور دوسرے  
صفت، دو دھ پینے کے وقت ہر سے حید  
ہو یا نہ تو ہلاک ہو جائیگا۔ فرد مذکور کے  
دو دھ پینے اور دو دھ سے پیدا ہو۔ تو کا وقت  
تو دھ ہے مگر فرد صفت کے دو دھ پینے کا وقت تو ہے

و صحبت خدا اسے رساند۔ و نشان ایشان  
این است

آن را می دانند پس نشان میدهند که فرزند  
تعممت است (شود) مگر فرمان پیر -  
وقت خبر آمدن و شیر آفتست که پیر بداند  
مستقل پذیرد خود شود آن نگاه بود که  
چشم دل و سه کشاید کرد - و نفعیات  
تو نفعیات خداوند تو اند کرد که بد است  
و اگر پیش از وقت خطام خدا شود راه  
گردد - و بدینا و هوا را از قدرت و آن ملاکت  
و سه یوز و پتنگه خبر شدن فرزند صورت  
و رفتن شیر خوردن بلا فرقی بینا و این فر  
مشاهده است) اما کدام نیک بخت را  
بدین سعادت راه دهند - و کدام سه دوست  
را فرو گذارند چنانچه گذشت (و راجع)

از تو بگو تا نام که در داور نیست

و دوست تو هیچ وقت بالاتر نیست

آن را که تو دهری کنی گم نشود

آن را که تو گم کنی کسی زبیر نیست

من یصل الله فلا مضل له ومن

یضلل الله فلا هادی له

(است) تو جانتا هستی که پیر صحبت پیر کو  
لازم بجز تاسیه اور پیر رود و دعا پلایگی

دلت کو جاننا ہے اس مرید کو جو فرزند صفت

سپہ ایسا نہ چلے کہ بے حکم پیر خدا ہو جائے

اس کے دودھ چھوٹے کا وقت یہ ہے کہ پیر جان

کہ وہ بذات خود مستقل ہو گیا اور یہ اس وقت

ہو گا جس وقت اس کے دل کی آنکھ کھل جائے

اور خدا کی تنبیہات و تعریفات کو سمجھ سکے کہ

یہ خدا کی طرف سے ہے اور دودھ چھوٹے کا وقت

ہو سکتا ہے پہلے جدا ہو جائے گا تو اس نے

میں بہیار ہو جائے گا - اور دنیا اور خواہش

میں گر چکے گا اور یہی اس کی ملاکت ہے

یعنی کہ فرزند صفت کا دودھ پینے کے وقت جدا

ہونا باعث ملاکت ہے بجا میں ان دونوں میں

کوئی فرق نہیں اور یہ تو خود مشاہدہ ہے - لیکن کچھ

گم گس نیک بخت کو اس سعادت کی طرف

لا سکتے ہیں اور کس بے دولت و بد بختی

کو چھوڑے ہیں، جیسا کہ کسی نے کہا تیری ناستی

کس سے کریں کہ دوسرا حاکم نہیں ہے - اور

بزود بازوئے کسے نیست ناخشنده  
را کہ بخشند (قطعہ)

شعبہ تاریک دوستانِ خدائے  
می نماید چہ روزِ رخشنده  
اِس سعادتِ بزود بازو نیست  
تا نہ بخشند خدائے بخشنده

اسے یاد اور اجناس کہ صحبت اِس طائفہ  
عزیز و لطیف است۔ آداب صحبت ایشا  
بزر عزیز و رفیق است۔ رعایت اُن ہمہ  
از واجبات صحبت است، ذکر اُن تحمیل  
در مکتوب بخند۔ العلم پوخذ من افواه الرجال  
پرس پرس هر چند نہ دانی کہ ذلّ پرسیدن  
دلیل راه نوگم و دلجزو و دانائی  
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پرسیدن کہ پرس  
منزلت علوم چہ گونا پرسیدی گفت ہر آنچه  
نداستم از پرسیدن آن تنگ ندانستم؛

بزرے یا مخ سے کوئی نہ بخند  
نہیں ہے۔

میں کی تو دہری کرتا ہے وہ گم نہیں ہوتا  
اب جس کو تو گم کرتا ہے اُس کا کوئی بہر نہیں ہے  
رہی بہدا اللہ (۱) کسی کا میں نہیں کہ بخشے والا  
کس کو بخشا ہے یہ سعادتِ بازو کے دور سے  
نہیں ہے جب تک کہ خدا بخشے والا نہ بخشے،  
اے بھائی! یہ گروہ عزیز و پاکیزہ گروہ ہے  
ان کی صحبت کے آداب بھی عزیز و رفیق ہیں ان  
کی صحبت کی رعایت و اجابت ہے ان کا ذکر  
راکب مکتوب میں نہ سالیگا۔ علم حاصل کیا جاتا ہے  
ادب آموز زبانوں سے امام غزالی سے کسی نے  
پوچھا کہ علوم کے اس مرتبہ پر آپ کیونکر پہنچے انہوں نے فرمایا  
کو کچھ نہیں جانتا تھا اُس کے پوچھنے سے شرم نہیں کرتا  
غالبہ جو کچھ تو نہیں جانتا ہے پوچھ لے کیونکہ پوچھنے  
کی ذلت نیچے عزت و دانائی کی طرت رہنا ہوگی

مناسب معلوم نوتا ہے کہ حضرت مخدوم اسلمک کے متذکرہ

ارشاد مخدوم اسلمک کا خلاصہ بالاکتوب شریف کا مفہوم و خالصہ جو خاص و لادنیٰ

کے متعلق ہے لکھ دیا جائے (ملاحظہ ہو)

..... شعر

صحبت نکال زچہاں دور گشت خانہ عسل خانہ زہور گشت

ہر چند زمانہ ہم بے دلائل کا ایسا ہی ہے لیکن اس طائفہ (اولیاء اللہ) کے اخلاق و اوصاف کی تفصیل جو کہ صاحب ولادت معنوی ہیں اور صاحب علم من لدنی، آج بغیر اُن کے متغذ رہے، اور یہ جو کہتے ہیں کہ مریدِ فرزندِ پیر ہے تو یہ کہنا "اخلاق و اوصاف" کی وجہ سے ہے نہ کہ صورتِ ظاہری کے اعتبار سے اور یہ اخلاق و اوصاف بغیر صحبت و خدمت اس طائفہ عالیہ کے حاصل نہیں ہوں گے، اور وہ نسبتِ صفت کہ جو ولادتِ ثانیہ، ہے بغیر اُن کے نہ پائی جاتی۔ پس بقدر امکان (ان اخلاق و اوصاف و نسبت) کی طلب ضروری ہے۔

جب طالبِ صادق اس طائفہ کی صحبت میں داخل ہو کر ان حضراتِ کرام کے آداب سے مؤدب اور ان بزرگوں کے اخلاق سے خلقِ رہنمائی حاصل ہو جاتا ہے تو اب اسے احوالِ شریف اور معنیِ لطیف (عالمِ غیبی) میسر ہونے ہیں۔ صحبت کی تاثیر اس کے باطن میں سرایت کر جاتی ہے۔ جیسے کہ بے روشن چراغِ روشن چراغ کے ہوا سے "روشن" ہو جاتا ہے۔ یہی مثالِ مرید اور پیر کی ہے۔ کہ مرید بے روشن چراغ ہے اور پیر روشن چراغ اور جو کچھ کہ مرید اور پیر کا ہے۔ اس مثال سے پورا پورا ادراک اور روشن ہو جاتا ہے اب حُسنِ تالیفِ الہی سے حکم پر کتبِ صحبت کہ درمیانِ پیر و مرید کے ہے مرید ایک جزو اجزائے پیر سے ہو جاتا ہے۔ فرزندِ ولادت صورتِ اجزائے پیر سے ایک جزو ہو جاتا ہے (جیسے کہ گھٹا سنے بھی باپ اور پیٹنے کی حریمت کو عند الشروع نہ کیا ہے) پس اس محل پر۔ ایک کو دو ولادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک صورتِ ظاہر کی راہ

کہ فرزند ہے اپنے باپ کا و

اور ولادت ثانیہ ازراہ صفت باطنی  
ہے کہ فرزند ہے۔ اپنے پیر کا اور حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام سے یہ جو منقول ہے کہ لای علی ملکوت السموات  
والارض من لم یولد مرتین (وہ کہ دوبارہ پیدا نہیں

ہوا ہے۔ ملکوت آسمان و زمین میں داخل نہ ہوگا) { یہ اسی ولادت ثانیہ کی طرف اشارہ  
ہے } یعنی جیسا کہ ولادت صورت کے ظہور میں آئے پیر انسان عالم ملک (دنیا) میں آتا ہے  
اور عالم دنیا کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے، ایسا ہی ولادت صفت (ولادت ثانی) حاصل  
ہونے پر اس ایک ملکوت آسمان و زمین میں داخل ہوگا بغیر ولادت ثانیہ کے ملکوت آسمان  
و زمین میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

اور جو کچھ کہ ملکوت میں الہی اسرار اور خداوندی خزانے ہیں راب ولادت ثانیہ کے  
بعد ہوتے (ان تمام چیزوں کا مشاہدہ کرے گا۔ اسی کو کشف کہتے ہیں اور ملک جہان ظاہر کو کہتے ہیں  
اور ملکوت عالم باطن کو جسے کائنات غریب کہتے ہیں) اور کائنات عالم ملکوت السموات والارض میں ظاہر  
فرمایا گیا ہے۔

یہ جو ہم نے بیان کیس یہی باتیں اس آیت پاک سے ثابت ہیں۔

اور فقہین کھیل ہونا اور متوفیوں کا اطلاق ہونا، ”ولادت صفت“ بدرجہ  
کمال حاصل ہونے پر متوفی مختصر ہے۔ اسی ولادت صفت کے حاصل ہونے پر سالک  
حضرات انبیاء علیہم السلام کی میراث کاشفیٰ مزا ہے، العلماء و زمرۃ الانبیاء و علماء و وارث  
انبیاء میں حقیقت میں اس کے مصداق یعنی وراثت حضرات انبیاء کے شفیق یہی حقیقت

ولادت معنوی ہیں نہ کہ دوسرے لوگ بزرگوں نے فرمایا۔ جسے نبیوں کی وراثت نہیں ملی ہے وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے اگرچہ کمال دانش رکھتا ہو۔

اسے بھائی یہ سب دولت و نعمت اس طائفہ اولیاء اللہ کی صحبت و خدمت اور ان کے فیوض و برکات کے حصول میں کامیاب ہونے، پر ہی موقوف ہے! اس زمانے میں (یہ حال ہے کہ) ہر شخص چاشت اور انشراق کی نفل نمازیں، پڑھ کر گھر بیٹھے یہ نعمت چاہتا ہے! افسوس افسوس!!

حضرت اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ مرید کو پیر کی حاجت دو وقتوں میں بہت ضروری رہنا گریز ہے، ایک تو شیرخواری کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں ضرورت ہے، اور دوسری نظام یعنی دودھ چھلانے کے وقت بس جیسے کہ فرزند ضرورت کو۔ اگر فرزند صورت دودھ پینے کے دنوں میں دودھ پلانے والی ماں سے جدا ہو جائے تو ہلاک ہو جائیگا، ایسا ہی رحا ملہ فرزند صفت کا ہے کہ دودھ پینے کے زمانے میں اگر پیر سے جدا ہو جائے تو ہلاک ہو جائے گا (یعنی) یہ تو سب جانتے ہیں کہ فرزند ضرورت دودھ پینے کے وقت و اب سے جدا ہو جائے تو کیا ہو جائیگا۔ لیکن جانتے ہو کہ فرزند صفت ”وقت شیرخواری“ اگر پیر سے جدا ہو جائے تو کیا ہو جائے گا؟ (لواب سمجھو)

مرید کے لئے زمانہ شیرخواری پیر کی صحبت کو لازم اور ضروری سمجھ لینے کے وقت سے شروع ہونا ہے۔ پس وہ مرید کہ فرزند صفت ہے اسے ہی لائق و سزاوار ہے کہ جب تک پیر کا فرمان نہ ہو جائے پیر سے جدا نہ ہو۔ مرید کے دودھ چھلانے کا وقت کیا ہے؟ اسے پیر ہی جانتا ہے کہ مرید مستقل بذات خود ہو گیا ہے یا نہیں؟ اور مرید کے لئے مستقل بذات خود ہونے کا وقت ہے۔ جبکہ مرید کے دل کی آنکھ روشن ہو جائے اور مرید میں تعریفیات و تنبیہات

خداوندی کی سوجھ بوجھ ہو جائے کہ (فلاں بات) اللہ کی طرف سے ہے اور (فلاں بات) وسوسہ نفسانی اور خطرہ شیطانی ہے)

(پس) وقتِ طعام (دودھ چھوڑنے کے زمانے سے پہلے اگر خرید و بیروں سے) جدا ہو جائے گا تو راستے میں بیمار اور دنیا میں گرفتار اور خواہش نفسانی میں مبتلا ہو جائے گا اور اس میں مرید کے لئے ہلاکت و بربادی ہے جیسے کہ فرزند صورت کا شیر خوار کے زمانے میں ماں سے جدا ہو جائے، اس شیر خوار کے لئے ہلاکت کا سبب یہی بلا فرق یہی حال ہے فرزند صورت اور فرزند معنوی (دونوں کا) اور یہ خود مشاہدہ ہے ۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

ان اکابرین حضرات اولیاء اللہ کے مندرجہ بالا ارشاد است  
مکاتف کتاب بذکی گذارش متفقہ طور پر دلا دینا معنوی اور دلا دینا نامیر کے دلیل و ثبوت ہیں

انہیں اہل حق کے اطمینان کے لئے کافی سمجھنا ہوں ۔

## شیطان شیعہ و طاعت و نور استون گمراہ کرتا ہے

اب تنقیح نمبر یعنی شیطان بعین نے شریعت و طریقت یعنی علم ظاہر و علم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور خراب کیا ہے ؟ اور گمراہ و خراب کرنا ہے۔ اس مہتمم بالشان مسئلہ کے اثبات کا بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں  
شیطان کے اثبات اور اشارہ فرمایا گیا ہے۔

ان الشیطان للانسان  
عدو و مبین (سورہ یوسف ۳۱)  
ان عبادی لیس لک علیہم  
سلطان، الا من اتبعک من  
الغوین وان جہنم لموعدهم اجمعین  
ان آیات مفسرہ سے یہ ثابت ہے کہ شیطان بیشک دشمن انسان ہے اور اس نے انسان کو  
راہ حق سے غیبت تک پہنچانے کا قصد اور عہد کر رکھا ہے جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے  
اشارہ فرمایا ان عبادی لیس لک علیہم سلطان "زمین کے خاص بندے میرے قابو میں نہیں آئیں گے  
اُن پر تیرا کوئی داؤں نہ چلے گا" اور جو تیری پیروی کریں گے ان سب کو جہنم میں ڈالوں گا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان نے جو دشمنی کی اس کا ذکر قرآن مجید  
ضمنی شیطان میں کسی جگہ فرمایا گیا ہے۔

اس دشمن تدبیر شیطان رحیم سے حضرات انبیاء علیہم السلام و حضرات اولیاء کرام  
ہمیشہ بچتے چلے آئے ہیں۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) نے خواب کو ردِ حجِ فرض کی ابتداء  
بینی کو (ظاہر میں) اکرانے کو چلے تو شیطان نے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو  
بہکایا جس کا ذکر احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس ایسین یعنی کی فریب کاری اور دھوکہ بازی سے تمام  
حضرت سیدنا حضرت عظیم سے مقابلہ  
بروگان دین خائف اور بیدار و ہوشیار رہے ہیں پیران  
پیر و سنگیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مردود و شیطان کے دھوکہ دینے  
کا جو دفعہ پیش آیا، حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اُسے اخبار الانبیاء میں تحریر  
فرمایا ہے اور وہ یہ ہے اخبار الانبیاء مطبوعہ بنیالی پریس دہلی صفحہ ۱۲)

(ترجمہ) شیخ ابو نصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول  
ہے انہوں نے اپنے والد شیخ محی الدین رغو  
ثظم (عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) سے سنا۔  
”میں بعض سیاحت کے دوران میں ایک جنگل  
میں جا پڑا جہاں پانی نہ تھا۔ میں پانی نہیں پایا۔  
پس اس نے غلبہ کیا تو مجھ کو سجانے والی نے ایک ابرو کو  
مقرر کر دیا جس نے مجھ پر سایہ کیا اور چند قطرے

”نقل است از شیخ ضیاء الدین ابو نصر  
موسیٰ کہ گفت شقیدم از والد خود شیخ  
محی الدین عبدالقادر جیلانی کہ در بعض  
سیاحت بدینے (تادم) کہ در آنجا آب نہ  
بود، آب نیافتم و تشنگی غلبہ کرد و حق سبحانہ  
نعمانی ابرو برگزاشت کہ بر من سایہ کرد و نظر  
چند ازو سے چکید، کہ تشنگی یا فتم میں تو سے



وجہات نکلتا ہے۔

۱۔۔۔۔۔ فرمودہ داستان و میندھان  
راہزہ قوتی و نصرفات می و چند کہ بد آنا  
حبیب قلوب عوام الناس محبت تو اسند کرد  
و آہنا کہ در بین و شریعت قدم را سخن  
ندارد۔ انعامی بر مومنان ایں حکایت  
از سرگزشت احوال خود فرمودند کہ وقتی  
در ایام مسافرت دو شہر سے آوڈیا و کیسیار (بالا)  
افشا و ہم قاضی شہر مردے آوڈیا، شافعی مذہب  
۶ بد العزیز نام کہ یاد رویشیان و مسافران و  
ندہ پوشان سکے داشت، مارچوں میں  
لباس ویدہ پیش نا آمدہ صحبت تو ان  
درشت و گفت۔ مردے صہب، و اذہل  
باطن، کہ اکثر فرم شہر مقتدا و بسند۔ لیکن  
چوں رزل ہر ارکتاب بعض نواحی الہی می  
گند۔ مارا و اوسے خواہش ملاقات نیست  
مردز دیگر کہ قاضی نشان دادہ و بود۔ بدیدان  
آن حرم بر فتم، دیدیم کہ بر مکان مرتفع چائے  
ساختہ است، و سہ کس دیگر نیز یاد سے

زبا فاسقوں اور سبذ لوگوں میں بھی نصرفات  
کی نوبت دی جاتی ہے جس سے عوام الناس کے محبوب  
کو پہنچ سکے ہیں اور جن کا مذہب شریعت اور دین میں  
مضبوط نہیں ہو، ان کو وہیں بیٹھتے ہیں اسی کے  
سوا فی ایک حکایت اپنی سرگزشت کے احوال  
میں سے فرمائی کہ ایک وقت ایام مسافرت میں میرا  
گندہ لیسیار دمالا باہ کے دیار کے ایک شہر میں ہوا  
عبدالعزیز نام شافعی مذہب قاضی شہر تھا کہ جو  
درہیشوں مسافروں کو فرشتوں سے میل و دوست  
رکھتا تھا، مجھے اس لباس میں دیکھ کر مہربان  
آکر ملنے لگا، اور کہا کہ یہاں (ایلی باطن سے ایک  
آدی ہے۔ شہر کے لوگ اس کے معتقد ہیں لیکن  
چونکہ یہ شخص ظاہر میں بعض نواحی الہی کا ارتکا  
کرنا ہے مجھے اس سے خواہش ملاقات نہیں دوسر  
دن قاضی کے بتائے ہوئے نشان پر میں وہاں گیا  
دیکھا کہ اس شخص نے بہت اونچی جگہ مکان بنا  
رکھا ہے اس کے ساتھ دو تین آدمی اور بھی  
وہاں رہتے تھے اس وقت دیکھا کہ مردوں

در آں جا ساکنان جماعۃ از مرد و زن  
 نشستہ اسف ماچوں در اکرم خوشحال  
 شد رخ جامی گفت بعد از سائے بیالہ  
 در میان آورد۔ شراب خود وں بنیاد کرد  
 مادر انشا راستہ کرد کہ بخورد۔ ساگتہم ہیں  
 حرام اسنہ خوردنی نیست، ہر چند ببالغہ  
 کرد و لذت با بیشتر کرد۔ گفت، نمی خوردی؟  
 ہمیں، کہ ترا چہ کٹم۔ آخر از پیش او مخرون  
 و مخوم بکھنم و پیش یا۔ این خود آمدیم طعام  
 خنہ آورد۔ خوردن خوش نیاید۔ بچھاں بخور یا  
 تقسیم۔ و باہر میجیکے از صاحب اس قصہ و دنیا  
 نیاد دریم۔ و در خواب می بینم انسانے بہت  
 لطیف پر استیاد و خوا کہ و عبود و انہاء زیاد  
 بر آئندہ تصور تو اس کرد و در راہ سے خلا  
 و محنت، و شدہ نہا کہ وصول ہواں مستعد است  
 ہماں مرد و بیالہ شراب و در سستہ پیشانی  
 آید و گفت کہ بخور امن تر او در سببان  
 می رسانم۔ و در خواب نیز از نکایہ آن انسان  
 و اباسے دست می برد کہ در میداری و دست

اور محروم توں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہے جب  
 میں وہاں پہنچا ہوا تو ان مجھے دیکھ کر خوش  
 ہوا اور کہا مرحبا! بخور پیو کر کے بعد ایک پیالہ  
 لایا اور شراب پینے لگا اور مجھے بھی اشارہ شراب  
 پنی لینے کا کیا، میں نے کہا یہ حرام ہے پینے کے لائق  
 نہیں ہے، اس نے کتنا ہی مبالغہ در شراب پینے  
 کا کیا، مگر میں کنا، وہ کٹ ہو گیا، اور لگا دیا آخر  
 اس نے کہا کہ کب تو نہیں پینے کا اچھا دیکھ لیا  
 تجھے کیا کڑا ہوں؟ میں مخروم و مخوم وہاں سے  
 اٹھ کر پھیروں کے پاس پہلا آیا، کھانا مچو  
 دیا مگر کھانا اچھا نہیں لگا بونہی سوا اور اپنے  
 دوستوں میں کسی سے یہ قصہ نہیں کہا۔ خور یا  
 میں کیا دیکھتا ہوں، ایسا نہایت پاکیزہ باغ  
 ہے و رشتوں اور میووں سے بھر ہوا اور تصور سے  
 زیادہ بہتر ہے اور چشمہ جاری ہے لیکن اس  
 باغ کے رائے میں کاتے ہیں کلیں اور تخمیان ہیں  
 جن کی وجہ وہاں پر عین سخت و شور ہے و آگاہ  
 کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ہی آدمی شراب کا پیالہ لئے  
 ہوئے میرے سامنے آیا آگاہ کیا، پی کر تو تہیں اس باغ

دادہ بودیم دریں میاں پیدا شدیم  
 دلا دل گفتیم۔ باز خواب بود ہمیں حالت  
 در خواب دیدہ شد۔ سوچنا ہم۔ والہا بہ ہر  
 کائنات علی اللہ علیہ وسلم آوردیم و استغنا  
 باحضرت نمودہ منوجہ ندیم۔ (ابن باددر  
 خواں می بینیم کہ اُن حضرت علی اللہ علیہ  
 وسلم حاضر اند۔ ومن نیز در خدمت ایستادہ عصا  
 و دوست آنحضرت است ناگاہ اُن مرد  
 مبتدع پیدا شدہ است، آنحضرت عمار  
 بجانب وے انداختہ بصورت سنگے  
 گشتہ از پیش اُن حضرت گریختہ است  
 آنگاہ در آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم من  
 فرمودند کہ وے گریخت، دیگر درین شہر  
 نخواہد بود از خواب پیدا شدیم و حق نامزد  
 بر آوردیم۔ وگاہ نہ لشکر بگریز آوردیم و بجا  
 منزل اُن مرور و اُن شدیم، ہدیہیم کہ میج  
 آفریدہ در آنجا نیست او پیش از آمدن  
 گریختہ بود۔ مردم گفت کہ چند ساعت شد  
 کہ خاندان او بر اُن کرد و رخت افامت اُن

میں بہر سچا دو رنگ! میں نے خواب میں بھی انکار  
 کر دیا اور پھر ہیر رکھا اتنے میں جاگا اور لاول  
 پڑھی پھر مجھے نید آگئی اور وہی خواب میں بھی  
 دیکھا اور صطوٹیا اور سرور کائنات رعلی  
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کی اور آنحضرت  
 کی استغنا کی طرت منوجہ ہر امر تہ خواب میں بھی آنحضرت  
 صلعم تشریف لے آئے اُیں جنہیں کھڑا ہوا آنحضرت کے دست  
 مبارک میں عصا اور ہر عصا آٹپٹے اس رفیقہ کی  
 طرف پھینکا، وہ مرد ایک کتے کی صورت نیکر  
 آپ کے سامنے سے بھاگا اس وقت آنحضرت  
 نے مجھ سے (مایا کہ دیکھو!) وہ بھاگ گیا اب  
 رکھی! اس شہر میں ہمیں پہنچے۔ جی جاگ گیا او  
 پھر تازہ و حق کیا اور دو نقل شکرانہ ادا کئے  
 کہ اللہ نے اُمت مرحوم کو اس نعمت سے نجات  
 بخشی پھر اس آدمی کے گھر کی طرت روانہ ہوا  
 یہ دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے بہرے ویاں  
 پہنچنے سے پہلے وہ زنا پاک نفیوہاں سے  
 بھاگ گیا تھا اور لوگوں نے کہا کہ تھوڑی  
 دیر ہوئی، وہ گھر کو ویران کر کے اور بچا

جا پرستہ رفت و المکلام، اخبار الاخیار ص ۶۸ و ۶۹ مطبوعہ مجتبیٰ پریس دہلی  
 سامان باندھ کر یہاں سے چلا گیا رتبہ  
 پڑھنے والوں پر) سلامتی ہو!

حضرت محبوب الہی کے مرید مولانا کنا سیر الاولیاء  
 وجہ الدین کے ساتھ معہ کہ میں عالم بٹھکر

استاذ زمان، مقتدائے علمائے دوراں حضرت  
 مولانا وجہ الدین پائلی رحمۃ اللہ کا واقعہ یوں  
 لکھا ہے، رہنہ برگ سلطان المشائخ محبوب  
 الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی  
 اللہ عنہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔

ایک وقت حضرت مولانا وجہ الدین پائلی  
 حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کی  
 خدمت مبارک میں کھڑے تھے۔ جب کہ کے غلو  
 کے بیچ میں پہنچے تو ایک بڑھا، زادہوں اور عباد  
 گداؤں کی صورت و شکل کندھے پر سجادہ ہاتھ میں  
 تبیح سامنے آیا، سلام کیا، اور کہنے لگا کہ میں دو  
 و دراز سے یہاں پہنچا ہوں ہر علم میں مجھے ایک شکل  
 پیش آگئی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ وہ شکل حل  
 فرمادیں مولانا وجہ الدین نے فرمایا بہتر ہے (پوچھئے)  
 اس مرد نے عالمانہ تقریر سے سوالات شروع

۔۔۔ وقتے مولانا وجہ الدین  
 خدمت، سلطان المشائخ می آمدند۔  
 چوں در میان باغات کرہ سید "وید"  
 بیرے و صورت اُردا و در زیرے عبا و  
 و تجا وہ بردوش، و تبیح در گردن پیش آمد  
 سلام گفت و آقا ذکر و کہ من مردے  
 ام، از دور است رسیدہ، مراد ہر علمے  
 شکلی ماندہ است می خواہم از تو حل شود  
 مولانا وجہ الدین گفت، فرمود کہ نیکو باد  
 آن مرد بہ تقریر و اندیشہ ان سوالات آغاز

کرد۔ مولانا وجیہ الدین جواب ہی گفت  
 درخیر می شنکہ ایں مروا از شہر نیست چندین  
 علوم از کجا حاصل کردہ است۔ چون از بحث  
 فارغ شد، مولانا وجیہ الدین ابھر سید کہ شما  
 کجائی روید، مولانا فرمود بحسب دست  
 سلطان المشائخ نظام الحق والدین ایں  
 مرو گفت کہ سلطان نظام الدین چند ایں  
 علمے اندامن اور ابیہا رویدہ ام۔ شما  
 با چندین علوم پیش او کجائی روید؟ مولانا  
 گفت: خبر۔ مولانا از نہا چہی فرمایند سلطان  
 المشائخ بفرستہ۔ و درود نہ مبارک او  
 از علوم من لدنی آ کہ اسند است، ایں مرو  
 گفت، کہ کرامت باشیخ نظام الدین ملاقات  
 کردہ ام، او چند ایں علم نہ اورد۔ برو کجائی روید؟  
 مولانا وجیہ الدین گفت، کہ لا حول ولا قوۃ  
 اللہ باللہ۔ (گفت) از نہا گو۔ ہمیں کہ کلمہ  
 لا حول ولا قوۃ، مولانا وجیہ الدین بزبان  
 راندہ۔ ایں مرو نزدیک شدہ سخن ہی گفت  
 دور شدہ۔ مولانا وجیہ الدین دوم بار

کئے مولانا نے جواب دیئے اور حیرت میں تھے  
 کہ یہ آدمی شہر کا تو نہیں ہے، پھر اس نے اپنے  
 علوم کہاں سے حاصل کئے، حسبِ محبت دونوں  
 فارغ ہو گئے تو (اس گنوار نے) مولانا سے پوچھا کہ  
 آپ کہاں جاتے ہیں؟ مولانا نے جواب دیا کہ  
 سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الحق نور الدین  
 کی خدمت میں اس لیے تھا کہ سلطان نظام الدین (انہما)  
 علم نہیں رکھتے ہیں انکو بہت دکھایا آپ اتنے بڑے  
 عالم تھے مجھے انکے پاس پہنچانے میں تضرع کرنا چاہتا تھا کہ  
 خبر ہے مولانا آپ کی فرمائے ہیں حضرت سلطان  
 المشائخ تو علم کا سند ہیں، اور اُن کا قلب علوم  
 "من لدنی" سے آراستہ ہے اس نے پھر وہی کہا  
 کہ میں نے شیخ نظام الدین سے بار بار ملاقات کی ہے  
 وہ انہما علم نہیں رکھتے، آپ کہاں جاتے ہیں؟  
 چلے جائے مولانا وجیہ الدین نے پڑھا لا حول ولا  
 قوۃ اللہ باللہ نے کہا، مولانا ایسا نہ کہو  
 جوں ہی مولانا نے زبان سے کلمہ لا حول نکالا وہ  
 آدمی جو فریستہ بائیں کر: ارجلا ارجلا، کجا رگی، مذ  
 ہو گیا مولانا تلخ دہ پارہ کلمہ لا حول کہا تو وہ آدمی

کلمہ لا حول گفت، اس مرد وزیر شدہ

چوں خدمت مولانا سجدت سلطان  
المنابع رسدہ، پیش از کلمہ، اس ماحیرا  
عزیز می داد بر نور باطن فرمود کہ آں مرد  
را نیکو متماخنی۔ والا راہ نور دہ بود۔

بہت دور چلا گیا۔

حب مولانا حضرت سلطان المنار و محبوب الہی، محمد بن محمد  
ہنر جوئے نو بینتر کے کہ مولانا یہ مایہ را عن کریں اپنے  
نور باطن سے دکھاکر اور معلوم فرما کر خود ہی ارشاد فرمایا کہ  
”مولانا آپ کے اس آدمی کو خوب پہچانا ورنہ وہ نو ایک لکڑہ کو دیتا“

یہ اراد ان اسلام حضرات  
و ثمن قدیم کا بہکا نانا ہے

گرام کو شیطان مرد و کا دھوکہ دینا قرآن مجید حدیث  
شریفین اور سیر کی مستند کتابوں سے اچھی طرح متا  
ہے۔ یہ چند واقعات مثیل لکھے گئے ہیں۔

ان خواجہات کی رہنمائی میں، ہمارے حضرت  
پیر و مرشد روحی فدائے کے ارشاد (مسئلہ  
”شیخ منبر کی صداقت و حقانیت صفا  
طریقہ سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ شیطان نے حضرات  
انبیاء اولیاء کو دھوکہ دیا ہے، جن کے دھوکہ اور  
فریب، حضرات مقبولین بارگاہ کو محفوظ رکھنے  
والا خود بخود بخدا تعالیٰ ہے جس کا روز ازل سے فرمان  
ہو چکا ہے۔ ان عیادی لیس لک علیہم سلطان یہی  
وعدہ تھی ہے جو اللہ کے مقبول بندوں کے لئے بچا

۲۳۶۱۵

تقریباً  
۱۳۵۷ھ

کی پناہ لگا اور حصن حصین ہے۔

کن لوگوں پر شیطان کا رگڑتا ہے | اور شیطان وحیم  
کے فریب اور دھوکے

میں برباد ہوئے ذوالے حقیقت میں وہی لوگ ہیں  
جو شریعتِ مطہرہ کی حد سے باہر نکلے۔ اور  
حفاظت اور بچاؤ کی اس الہی پناہ گاہ سے خود  
ہی محروم ہو گئے۔

ان ہی کے حق میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ان جہنم لموعودہم | جمعین  
رہیں ان سے ہم کو سب روں کا (یہی فریب خوردہ شیطان چند گراہ لوگ ہیں جن کا ذکر محض  
ہدایتِ مخلوق اور مفادِ عامہ کی عرض سے ”رازنہ“ میں فرمایا گیا ہے۔

اب اسی ”رازنہ“ کے بعض مضامین کی تشریح اور وضاحت درج کتاب کی جاتی  
ہے جسے حضرت نضر العارفین (دقی فداۃ) نے ہم خادموں کے سامنے زبانِ حقِ ترجمان سے  
ارشاد فرمایا۔

---

## راز فدا کی کچھ توضیحات مختصر

سیدنا و مرشدنا حضرت فخر العارفینؒ نے ارشاد فرمایا۔

آدمی سے پہلے دنیا کی آبادی | آج ہم ایک تھمتہ سناتے ہیں، دنیا میں انسان سے پہلے جن آبادی کے کچھ غرضہ بعد ان میں وہ بڑیاں پیدا ہو گئیں جو اب انسانوں میں ہیں ایک دوسرے سے جھگڑے، فساد اور ہمت سی بڑی باتیں کرنے لگے تو ان پر خدا کا قہر نازل ہوا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ جنوں کو جنگلوں اور پہاڑوں اور پانیوں میں بھگا کر خود دنیا میں آباد ہو جائیں اور ہماری عبادت کریں، حکم الہی کے موافق فرشتے جنوں کو نکال کر اور خود دنیا میں رہ کر خدا کی عبادت کرنے لگے۔ قوم جن کا ایک ایک کا سخا وہ فرشتوں سے مانوس ہو گیا اور فرشتوں میں شامل ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا، جو راستہ فرشتے ایک مہینے میں طے کرتے تھے ابلیس ایک روز میں طے کر جاتا تھا، اس کی مروج میں انتہا سے زیادہ پر واز تھی۔ اس نے چالیس ہزار برس زمین پر اور چالیس ہزار برس فرشتوں کی عبادت الہی کی اور چالیس برس علم الملکوت اور فرشتوں کا اسٹاندارڈ پھر اپنے رہنما اور ذکر و تذکرہ و نماز فرمائی کی یادداشتی میں مردود ہو گیا۔

حضرت مولانا دوم نقوی میں فرماتے ہیں

صد ہزار سال ابلیس یعنی | برد ابدال و امیر المؤمنین

زنجبار ابلیس یعنی ایک لاکھ برس | ابدال و امیر المؤمنین

ابلیس اتنی تیزی کیے کہ کھٹا فرمایا، ہم نے کل مولوی شتاب اللہ کے بڑے بھائی سے دریافت

کہا کہ شیطان فرشتوں سے عمر میں بھی کم اور عبادت میں بھی کم، پھر کیا سب سے کم شیطان کی طاقت کمزور یعنی فرشتوں کی طاقت پر غالب آگئی اس لئے خدا تک پہنچنے کا کون سا راستہ اختیار کیا جس راستے سے وہ فرشتوں پر سلطنت لے گیا اور اس قدر مقبول ہوا کہ فرشتوں کا معلم بن گیا یعنی اس لئے کونسا ایسا ذریعہ اختیار کیا کہ جس سے وہ اس قدر جلد خدا تک پہنچ گیا؟۔

”وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔“ تو ہم سے محبت رکھتے ہو، اس لئے تین راستے ہیں ہم نہیں بتاتے ہیں خدا تک پہنچنے کے تین راستے ہیں۔ ایک کو چالی کہتے ہیں۔ دوسرے کو چالی اور تیسرے درمیانی راستہ کو بین الجلال و الجلالہ و خوف و امید کی راہ درمیانی کہتے ہیں۔ راہ جلال میں خوف بیم (اور دہشت) کے سوا اور کچھ نہیں سہتے اس راستے سے کوئی نہیں جاسکتا، کیونکہ خوف محض کی وجہ سے ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے راہ جلال میں صرف اُمید ہے خوف کا نام نہیں ہے اور بیچ کے راستے میں خوف ورجا (خود اور اُمید) دونوں ہیں۔

”تمام حضرات انبیاء و اولیاء نے ہی درمیانی راستہ اختیار کیا ہے تمام مقبولین یا کھلائی“ (جس میں اُمید بھی ہے اور دہشت بھی) اس کی رفتار نسبتاً ہے مگر سب سیدھا راستہ یہی (بیچ کا) راستہ ہے جہاں راستے میں رجائی و رجائی اُمید ہی اُمید ہے اور رفتار بہت تیز ہے۔ شیطان اسی راستے سے گیا تھا۔ فرشتوں نے گھاؤ کے راستے سے ترقی کی کھائی اور شیطان نے قریب کے راستے سے،

لیکن جو اس راستے سے چلا اور جس سے کہ شیطان چلا تھا وہ آخر میں گمراہ

## حافظ فیض الرحمن نے شیطانی راستہ اختیار کیا تھا!

فرمایا: ”حافظ فیض الرحمن بزرگوار! اپنی کمزوریوں سے بھی پی راستہ جو بھی راہ شیطانی چلا وہ گمراہ اختیار کیا تھا، اس راستے سے رشتہ اتنی تیز ہے کہ مہینوں کا واسطہ گھنٹوں میں اور برسوں کا واسطہ مہینوں میں طے ہو جاتا ہے، مگر جو بھی اس راستے سے گیا وہ ضرور گمراہ یا بالآخر بزرگوار! اپنی کمزوریوں سے مروود ہوا۔

شیطان نے اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو تفتیشی شیطانی کا سجدہ تعظیمی سے انکار سجدہ کرنے سے انکار کیا کہ اس کے دل میں ادب اور خوف خدا نہ تھا (اور کہا کہ میں ناراضی آگ کا ہوں اور آدم خاکی ہیں۔ میرا مقام ان سے بہت بلند ہے۔ گویا اس نے دباؤ کا وہ خداوندی کی بے ادبی کی خدا کو نا انصاف بنایا اور معاذ اللہ خدا کو ظالم ٹھہرایا)۔

”حبیب اللہ ثنائی نے فرمایا: ”انی جاعلی فی الارض خلیفہ“ (تحقیق میں زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں) تو ابلیس لعین نے خلیفہ اللہ حضرت آدم کی توہین کی اور ان پر حضور کا امیدی امیدی کی وجہ سے ابلیس کو اس کا گمان بھی نہ تھا کہ وہ خدا کی بارگاہ میں مڑ ہو جائے گا۔ وہ اپنے آپ کو نہا مقبول بارگاہ سمجھتا تھا۔ اور مغرور و پندار کی وجہ سے نہیں سمجھتا تھا کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی مقبول اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

فیض الرحمن نافرمان نے بھی یہی راستہ اختیار کیا تھا فیض الرحمن بھی خدا اور

رسول کو گالیاں دیا کرتا تھا، اس نے نہیں سمجھا کہ جو دے سکتا ہے وہ پھر لے بھی سکتا ہے۔ یہ اُس کی بڑی حافقت تھی وہ دگرگویا، شہزادہ تھا، اور شاہ احمد اللہ بادشاہ تھے شاہ احمد اللہ کے بعد ان کے خاندان میں حافظ فیض الرحمن سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوا، اس کی نفیری بہت زبردست تھی مگر خدا کے تہمتے سے نیست و نابود کر دیا، وہ نہ انسان کی کیا مثال تھی کہ اس پر ماخذ ڈالنا اُسے ”ولادت معنوی“ تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو سچی ولادت معنوی تھی۔

”ولادت معنوی“ کے بعد کشف ہوتا ہے۔ حافظ فیض الرحمن کی حالت ہر شخص نہیں سمجھ سکا۔“

”حافظ فیض الرحمن اس قدر معمولی حیثیت کا آدمی تھا معمولی حیثیت کا آدمی اور اتنا کور فرما کہ اگر کوئی جہان آجائے تو دگرگاہیں بھی ذبح نہیں کر سکتا تھا مگر اُس نے گدی نشین ہونے کے وقت کہا کہ اگر میں سو گاہیں ذبح نہ کر سکتا تو میں اپنا گلا کٹوا دوں گا، اس نے ایک سو چار گاہیں ذبح کرائیں۔ اُس نے چار کہا تھا، اس میں اتنی طاقت تھی جو کہا تھا، اُسے پورا کر دکھایا، وہ پانچ سو گاہیں ذبح کر سکتا تھا۔ ہم نے سنا کہ بعد میں اس نے کہا تھا کہ آئندہ میں پانچ سو گاہیں ذبح کر اوں گا، اُسے یہ سن کر کہا کہ وہ پانچ سو گاہیں تو اس وقت ذبح کر سکتا ہے اُس میں بہت بڑی قوت تھی۔“

”اُس نے ایک وقت میں ایک سو چار گاہیں ذبح کیں تو اگر ایک گائے کا ایک <sup>۱۲</sup>گلین من گوشت رکھا جائے تو ایک سو چار من گوشت ہوا، اگر ہر گائے میں دو من گوشت فرض کیا جائے تو دو سو آٹھ من گوشت ہوا اور اتنے گوشت کے لئے چار مل کتنے خرچ ہوئے ہوں گے۔ اور مصالحہ وغیرہ دوسرا خرچ اس کے علاوہ ہے۔“

مخاطب سے فرمایا: ”آپ نے کہیں دیکھا یا سنا ہے کہ کسی راہی جنت کے آدمی نے اس قدر گوشت کھلایا ہو؟“

”حافظ فیض الرحمن بہت غریب آدمی تھے، مگر ان کو اس قدر ہمت کیوں ہوئی اس میں ایک راز ہے۔“

فرمایا: ”اسے بہت قوت تھی، بہت تصرف تھا وہ صاحب مقام رہا۔  
**تصرف کی قوت** اس کی فیکٹری بہت دیر دست تھی صرف جوش و خروش کی فیکٹری نہ تھی۔  
 کیونکہ اُسے ولادت معنوی تھی، وہ شہزادہ یعنی شاہ احمد شاہ کا ولی عہد تھا۔ مگر خدا کے آگے کچھ بھی نہ تھا، غضب الہی نے اُسے نیست و نابود کر دیا، البتہ واقعہ اوکھی نہیں ہوا کہ اس مقام کا دورہ لینا اور اس قوت کا آدمی یوں پلاک ہوا ہو۔

شاہ احمد شاہ کا مزار فیض الرحمن کے مکان کے اتر کی طرف ہے ہم نے  
**ترک ادب** سنا کہ گہمی نشین ہونے کے بعد فیض الرحمن اتر کی طرف پاؤں کر کے سوتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ شاہ احمد شاہ کے پاس کچھ نہیں رہا، ان کا ذکر مست کر دیا ہے ادبی ناپاک ولادت معنوی کی ایک علامت و تاثیر تھی، ہم نے سن کر کہا اس نے سچ کہا شاہ احمد شاہ کے پاس جو کچھ بھی تھا (ناپاک) ولادت معنوی ہونے کے بعد، اُس نے سب بیاہ ”شاہ جارج پنجم اگر یہ کہیں کہ ملکہ روسو یہ اور ایڈورڈ ہفتم کے پاس کچھ نہیں رہا اب میں بادشاہ ہوں، اور اب میری ہی سلطنت ہے“ نوان کا یہ کہنا شجیرک ہے یا نہیں؟ ”ولادت معنوی جہیل ہونے کے بعد ایسا ہی فیض الرحمن نے کہا (اس نے واقعی) شاہ احمد شاہ کا سب کچھ لے لیا تھا۔“

اسی طرح ناپاک ولادت معنوی کے خاصہ اور تاثیر کی وجہ سے رعایا کے روز فنا

میں بیان کیا گیا ہے، مرزا غلام احمد تادیاتی سے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی جناب میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کی ہیں، جیسے کہ پہلے۔  
عیسیٰ کجا استغنا بہ ہند یا بہ منبرم

۵

ابن مریمؑ کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے  
فرمایا: ولادت معنوی رکسی مرید کو دینی پیر کے اختیار میں نہیں ہے، خدا جس کو چاہتا ہے اس کو دنیا ہے۔ جیسے کہ جارج پنجم کا ملکہ کا پوتا ہونا نہ (ملکہ کے اختیار میں تھا نہ ملکہ کے لڑکے کے اختیار میں تھا، اسی طرح شاہ احمد الشاہ کے بھی اختیار میں نہ تھا،  
فرمایا: یہ باتیں ہیں اسی سال ۱۳۲۵ھ میں معلوم ہوئیں، ہم نے نہ تو  
یہ باتیں کب معلوم ہوئیں کسی کتاب میں دیکھا، نہ کسی سے سنا کہ ولادت معنوی پاک اور ناپاک  
ردو نوں طرح کی ہوتی ہے!

# مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات کی تشریح

۷۷

مظاہر الاسلام (ساکن مہرٹھ) سے ارشاد فرمایا۔

ارشادِ ہدایت میں سب سے پہلے فرمایا کہ ”دنیا میں جتنی مخلوق ہے اس مخلوق میں اول درجہ ہدایت پر کون ہے؟“ خود ہی فرمایا ”سب سے اول درجہ ہدایت پر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ انہیں غیب سے ہدایت ہوتی ہے، ان پر وحی نازل ہوتی ہے (حضرات انبیاء کے بعد) ہدایت کے دوسرے درجے پر حضرات اولیاء اللہ ہیں، تیسرے درجے پر عوامِ مسلمین ہیں پھر فرمایا ”اس کا کیا سبب ہے کہ مرزا غلام احمد کو حضرت عیسیٰ (علی نبینا وعلیہ السلام) کی وقتاً کا اور اپنے سچ موعود ہونے کا یقین ہوا، اُن کے قلب میں کیا بات آئی جس کی وجہ سے انہیں ایسا یقین ہو گیا؟ کیا کسی نے اس کا سبب لکھا ہے؟“

(مخاطب نے عرض کیا نہیں)

خود ہی ارشاد ہوا ”یقین غیبی آواز سے پیدا ہوتا ہے، آواز غیبی دو قسم آواز غیبی دو طرح کی“ کی ہوتی ہے۔ پاک، ناپاک، پاک آواز غیبی خدا کی طرف سے ہوتی ہے جسے نبی و رسول سنتے ہیں اور اسی آواز غیبی کے سننے پر انہیں اپنے نبی و رسول ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اگر تمام دنیا اُن کی مخالفت ہو اور اُن پر دنیا میں ایک شخص بھی ایمان نہ لائے تو بھی اُن کا یقین یہی ہو گا کہ میں نبی اور پیغمبر ہوں، کیونکہ غیبی آواز نے یہی بتایا ہے

اگر ان کے سامنے آسمانی کتاب بھی رکھ دی جائے تو وہ بھی کہیں گے کہ یہ حکم سوخ ہے  
 دجھے جو حکم خدا سے ملا آپ اس پر عمل کرنا ہو گا

”اگر ہمارے حضرت نبی کریم علیہ السلام کو کوئی بھی نبی نہ ماننا  
 بی ہونے کا یقین تو بھی آپ کو اپنی نبوت کا یقین اسی آواز غیبی روحی کی وجہ سے ہوتا“

ریہ ہے پاک آواز غیبی -

”دوسری ناپاک آواز غیبی ناپاک جنوں اور جنیتوں کی ہوتی ہے ریہ ہے  
 ناپاک آواز غیبی ناپاک غیبی آواز اسی ناپاک آواز غیبی سے مرزا غلام احمد کو گراہا گیا“

تجس طرح پاک آواز غیبی کی وجہ سے اولیٰ درجہ ہدایت پر حضرت انبیاء ہیں۔  
 اسی طرح جن اور موکل کی ناپاک غیبی آواز کی وجہ سے اولیٰ درجہ کے گمراہ یہ لوگ ہوتے  
 ہیں، ”جیسے کہ یہ تین اشخاص جن کا ذکر آواز غیبی میں ہوا ہے۔

”مرزا غلام احمد کا یہ حال تھا کہ وہ غیبی آوازیں سننے لگتے اور انہیں یقین تھا  
 کہ غیبی موعود میں ہوں، اور یہ یقین موکلین کی غیبی آواز پر ہوا، اُن کو غیبی آواز سنائی  
 دیتی تھی، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ زبان سے ایک بات کہتے ہیں، مگر دل میں اپنے  
 آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں، مگر مرزا غلام احمد ایسے نہ تھے کہ اُن کے دل میں کچھ اور زبان پر  
 کچھ ہو۔ اس کا سبب یہی آواز غیبی تھی جسے وہ سننے لگتے۔ اگر تمام دنیا اُن کو نہ ماننا  
 جب بھی مرزا غلام احمد اپنے آپ کو مسیح موعود ہی سمجھتے“

(جتنی کہ آواز غیبی نہایت عوان مرزا غلام احمد قادیانی، لکھا گیا ہے کہ)

”(معنوی) ولادت کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن میں انہیں موکلین کو آواز  
 زعم باطلی دینے اور غیبی خبریں سناتے لگے، اور کہا کہ ”یہی مرگیا ہے اس کی روح

مہتا رسد دل میں داخل اور پیدا ہو گئی ہے۔ تم ہی عیسیٰ ہو، ان کے دل میں یقین پیدا ہوا کہ وہ حقیقتہً حضرت عیسیٰ کی روح میرے اندر داخل ہو گئی ہے اسی وجہ سے عیسیٰ مسیح (ع) ہو کر ہو سکے گا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر وہ حقیقت ان کا یہ یقین غلط و غم باطل پر مبنی تھا، کہ چونکہ جس عیسیٰ کی قوت ان کے اندر آگئی تھی وہ فی الواقع خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہا السلام) کی نہ تھی بلکہ اس سالک موکل فیقر یعنی عابد کی تھی، اس لیے اس کا نام عیسیٰ تھا)

(از مؤلف کتاب) واضح ہو کہ مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ  
 زبیر عیسیٰ کشمیر میں اسلام کی وفات ہو جانے کے مدعی تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ان کی قبر بھی معلوم ہے جو کشمیر میں ہے اور اس مدفون قبر کا نام عیسیٰ ہے)

فرمایا: یہ پاک (اور پاک غیبی) کو اڑکی نیز (بلحاظ مقدور بشری)  
 قیصر مشکل ہے! ناممکن ہے جب تک خدا نہ تبارے، جس طرح فرشتوں کو خدا نے طاقت دی ہے کہ جس شکل میں چاہیں اپنے آپ کو بدل سکتے ہیں، اسی طرح جنوں کو شیطان کو (اور اس کی ڈیڑھ) یہ قوت بخشی ہے کہ جس صورت میں چاہے اپنے آپ کو بدل سکتا ہے اور آواز دے سکتا ہے۔“

(نستعلیق مختلف صورتیں اختیار کر سکتے ہیں) چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل (علیہ السلام) مختلف صورتوں میں آئے ہیں کبھی وجہ کلبی، صحابی کی صورت میں کبھی کسی بدوی سائل کے روپ میں وغیرہ!  
 اس بات کی نیز کہ یہ نشتہ ہے یا حق ہے ردیو ہے یا پروکا؟ بہت مشکل ہے  
 خدا ہی پہچان دے تو ہو سکتی ہے۔“

فرمایا: ”اچھا ایک بات بتائیے، دو شخص ہیں دونوں کا ایک نام کے دو شخصوں کی آواز۔“ نام زید ہے۔ ایک زید عالم اور بزرگ مشہور ہے اور دوسرا زید چور اور غیر معروف ہے آپ رات کے وقت اندھیرے کمرے میں بیٹھے ہیں کہ اُس زید نے جو چور ہے کمرے کے باہر سے آواز دی، اور اپنا نام بتایا کہ میں زید ہوں نام مشتے ہی آپ کو خیال ہوا کہ یہ وہی زید ہیں جو عالم اور بزرگ ہیں، اور آپ کو اس کا یقین کامل ہو گیا تو اسے محاورہ اُردو میں کیا کہیں گے رکن لفظوں میں اس کی تعبیر کریں گے؟“

علماء کے محاورہ میں ایسے موقع پر ”جہل مرکب“ مستعمل ہے، یہاں حجت علی نے ”مغالطہ“ اس کے معنی بتائے۔ لیکن مغالطہ کے معنی دھوکہ دینے کے ہیں۔ اور وہ زید دھوکہ نہیں دیتا ہے، بلکہ اس نے آواز دی، اور پھر اپنا نام سچ بتایا اور آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی مشہور و معروف بزرگ ہے۔

فرمایا: ”مرزا غلام احمد خاں دیالی کا یہی حال تھا۔ کہ مومنین مرزا صاحب کا ماجرا یہ ہی تھا۔“ آوازیں دینے اور غیبی خبریں انہیں سناتے لگے اور کہا کہ عیسیٰ مر گیا ہے، اُس کی روح نہ ہمارے دل میں داخل اور پیدا ہو گئی ہے۔ تم ہی عیسیٰ ہو۔“

(یہ آوازیں سن کر) ”اُن کے دل میں یقین پیدا ہوا کہ حقیقتاً حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی روح میرے اندر داخل ہو گئی ہے، مومنین کو نہیں بچانا، اُن کو فتنہ اور اُن کی آواز کو حتیٰ یقین کہا، اور عیسیٰ موعود ہونے کا دعویٰ کرنے لگے،“

”مگر اُن کا یہ یقین زعمِ باطن پر مبنی تھا۔“

مخاطب سے فرمایا: ”بناؤ ایچ اور جھوٹ کیا معنی ہیں؟“  
 ”سچ اور جھوٹ کیا ہے؟“ فرمایا: ”اگر کوئی شخص کہے کہ شمس الاسلام آیا، مگر دل میں وہ جانتا ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا، تو تم (سے جھوٹا کہو گے۔ کیونکہ اس کے دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے۔“

”لیکن ایک شخص کہے کہ شمس الاسلام آیا، اور اُسے شمس الاسلام کے آنے کا یقین ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا تو ایسے آدمی کو تم سچا کہو گے یا جھوٹا؟ اُس کا دل اور اس کی زبان تو ایک ہے، لیکن واقعہ خلاف ہے یعنی اُسے یقین ہے اور اُس کو کسی نہ کسی طرح علم ہے کہ شمس الاسلام آیا ہے، مگر نفس واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا ہے تو ایسا شخص جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ اپنے علم کے مطابق سچ کہہ رہا ہے۔ اگرچہ نفس واقعہ اس کے خلاف ہے۔“  
 ”مظاہر الاسلام نے عرض کیا: ”ایسی صورت میں اس سے مواخذہ کیسے ہو گا؟“

فرمایا: ”کفر کو کافر، اور عیسائیت کو عیسائی سچا جانتے ہیں اور انہیں مواخذہ اس لئے ہو گا“  
 ”پچھلے مذہب کی سچائی کا یقین ہے مگر اس کے باوجود وہ گمراہ ہیں اور خدا کا ان پر عذاب ہو گا کہ وہ بن حنی کا یہ پیام کیوں نہ قبول کیا؟ اور خدا کے آخری اور کامل واکسل قانون کی کیوں پیروی نہ کی؟ یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی اور حافظ نعیم الرحمن کا ہے، کہ وہ خود جو آدھیں سننے، سننے والے کو کتاب و سنت پر کیوں نہیں پیش کرتے؟ سننے اور ان آوازوں کو قرآن مجید اور حدیث شریف سے بڑھ کر سچا رکھوں، سمجھتے تھے، اور مرزا غلام احمد کو تو یہ دعویٰ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی ہے۔ پس یہ لوگ کتاب اللہ اور سنت

رسول اللہ کی پناہ سے روانہ ہوا۔ باہر نکلتے ہی پیچھے ہٹ کر شیطان مردود کے شکار ہو گئے  
ایسے شخص سے مواخذہ کیوں نہ ہو؟

فرمایا: ”یقین کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یقین کے بعد جوش پیدا ہوتا ہے؟ تقریر  
یقین کے آثار پر جوش ہو جاتی ہے اور چہرے پر رونق اور نور آ جاتا ہے جس طرح کہ کسی  
مکان میں آگ خواہ مالک کے ہاتھ سے لگے۔ خواہ کسی چور کے ہاتھ سے لگ  
جائے۔ مگر وہ ہر صورت میں جلی اُسے گی۔ کیونکہ آگ کا کام جلانا اور روشن کر دینا  
ہے۔ اسی طرح یقین، خواہ پاک ہو۔ خواہ ناپاک دونوں حالتوں میں جوش پیدا ہوگا  
اور چہرے پر نور آئے گا۔“

”نور کی دو قسمیں ہیں، رحمانی اور شیطانی۔ چہرے پر نور دونوں قسم کے یقین  
نور کے انعام کی وجہ سے آ سکتا ہے۔“

فرمایا: ”رحمانی اور شیطانی نور کی پہچان رہبر شخص کے لئے بہت مشکل ہے۔ ظاہری  
علم و فضل سے اس کی تمیز نہیں ہو سکتی، ورنہ مرزا غلام احمد جیسے عالم و فاضل گمراہ نہ ہوتے  
جس کو خدا اعلم علیا فرمائے وہی تمیز کر سکتا ہے۔“

فرمایا: یاد رکھنا کہ ان نین شخصوں کے حالات میں یہ باتنا جو ہم تم سے کہتے  
نہ دیکھنا۔ مثالاً یہ کہ اگر کسی پاک اور ناپاک دونوں ہوتی ہے ہیں پختہ کچھ معلوم نہ تھی  
بہت کتابیں لکھتے اور حدیث و فقہ و تفسیر کی ہیں، مگر یہ باتیں ہم نے کسی کتاب میں  
نہیں پڑھیں اور نہ ہم نے کسی سے نہیں، اور نہ ان باتوں کا تعلق علم ظاہر سے ہے بلکہ  
خفی سبحانہ انسانی لئے عالم غیب سے آتا ہے اور مکتشف ہیں ہیں علم دیا ہے

بہ کتاب و پے سوند و دستا  
یعنی اندر دل معلوم انبیاء

ان تینوں کے حالات معلوم ہونے کے بعد بہت سی غلط باتیں صحیح ہو گئیں اور بہت سی صحیح باتیں رجحان کا علاقہ خفائی (البیہ اور خفائی کتاب و سنت سے نہ تھا) غلط ہو گئیں۔

فرمایا: حافظ فیض الرحمن پر خدا کا عذاب یہاں دنیا ہی میں نازل ہوا۔  
عذابِ حال کے وصال (اور ظہر الہی نے) اُسے نیست و نابود کر دیا، اور مرزا غلام احمد پر وہاں (دوسرے عالم میں) عذاب ہو گا، اور وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ مرزا غلام احمد کہتے تھے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور حافظ فیض الرحمن نے اپنے آپ کو یہ مشہور کیا کہ میں (غیبی) محکمہ تار برقی اور محکمہ احکام شہی ہوں۔ ہمارے زمانے میں یہ دونوں وصال ہوئے ہیں۔ ایک ہنگامہ کے پچھلے پر، اور دوسرا ہندوستان کے پورب سرسید پر! ان کے اندرونی حالات اس قدر پیچیدہ (اور اتنے گہرے) ہیں کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا محال ہے۔ لیکن جس کو خدا استے!۔“

۶۷ ربیع الاخری ۱۳۳۵ھ شنب جمعہ کو ہیں رات حافظ فیض الرحمن اور  
ہلاکت کے خواب مرزا غلام احمد قادیانی اور شاہ احمد علی قوتی مؤثرہ اور فقیری غنیمت الہی سے ہمارے حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہ کے دست حق پرست سے ہلاک ہوئی۔ اسی شنب میں حافظ فیض الرحمن کے گاؤں (سات پاربا) کے رہنے والے دو شخصوں نے خواب میں دیکھا،

(الف) ہمارے حضرت قبلہ قدس سرہ کے ماسخوں حافظ فیض الرحمن کی خفیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک و برباد کر دیا۔

(ب) غالباً اسی رات میں منشی عبد القدیر نے دہلی میں دیکھا کہ مرزا غلام احمد کی لاش کفن میں لپیٹی ہوئی ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرہ کے ساتھ رکھی ہوئی ہے۔

معلوم ہوا کہ اُس نے ہمارے حضرت قبلہ کا مقابلہ کیا تھا اور بے ادبی کی سختی۔ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

جب یہ خواب خدمت مبارک میں عرض کیا گیا تو آپ نے خواب کو سن کر فرمایا۔  
 ”منشی عبدالقدیر کا خواب سچا ہے، لکھ لیا جائے“

مولفیت کتاب خواب کی تعبیر تو عرض نہیں کرتا، مگر ظاہر ایہ بات معلوم  
 رہی ہے کہ ان دونوں گروہوں کی قوت موثرہ اور ولادت معنوی کی پہلا  
 کا جو معاملہ عالم غیب میں گذرا اس کی اطلاع بذریعہ روئے صداقتہ، اللہ تعالیٰ کی جانب  
 سے ظاہر فرمائی گئی۔“

راہِ فنا کی اشاعت کے بعد میرٹھ کے مظاہر الاسلام، خدمت اقدس  
 قادیانی جماعت کا حال میں حاضر ہوئے تو ان سے دریافت فرمایا کہ مرزا غلام احمد کی جماعت  
 کی اب کیا حالت ہے؟ اور ہندوستان میں اب لوگوں کے اُن کے متعلق کیا خیالات ہیں؟  
 انہوں نے عرض کیا، کہ قادیانی جماعت وہ فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے ایک فرقہ احمدی لاہوری  
 کہلاتا ہے دوسرا احمدی قادیانی پہلا فرقہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی و رسول نہیں  
 مانتا صرف محمدؐ مانتا ہے اور دوسرا فقیر بنی رہ رسول مانتا ہے) ہندوستان میں اب  
 اس جماعت کا اگلا ساحل و اعتبار نہیں رہا، پول کھل گیا ہے، اور عام طور پر لوگ ذاتیت  
 و آگاہ ہو چکے ہیں کہ قادیانی تخریب کا منشا و مقصد تو بارگاہِ رسالت سے کھلم کھلا بغاوت ہے،  
 مرزا صاحب کے کجائشیں اور بیٹے کا تو مندرجہ ذیل اعلان ہے۔)

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود و مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بیعت میں شامل  
 نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود و مرزا صاحب قادیانی کا نام بھی نہ سنا ہو

وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں“ رنعوذ باللہ! آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

منظاہر الاسلام نے دورانِ تذکرہ میں یہ بھی عرض کیا کہ ایک  
استخارہ حق معین میں نہیں ہے | قادیانی نے کہا کہ میں نے تو استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار  
 کیا ہے؟ اس لئے میں نے ٹھیک کام کیا ہے۔

قرمابا: ”حق کی دو قسمیں ہیں حق معین اور حق دائرہ حق معین وہ ہے جو خود حق ہے جیسے  
 کہ اسلام اور اس کا مقابلہ بھی باطل جیسا کہ کفر و منکر اور حق دائرہ ہے جو خود حق ہے  
 اور اس کا مقابلہ بھی حق ہے، جیسے خفی، شافعی، مالکی اور حنبلی حضرات ائمہ مجتہدین کے  
 یہ چاروں مذہب حق دائرہ ہیں، استخارہ حق معین میں جائز نہیں، حق دائرہ میں جائز ہے،  
 لہذا قادیانی کا یہ کہنا کہ حق معین میں استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار کیا، یہ سراسر  
 باطل بلکہ کفر ہے کہ حقیقت میں تو قادیانی مذہب اسلام کا مقابلہ اور باطل ہے، اُسے اختیار  
 کرنے کے لئے استخارہ کا کیا محل اور کیا جواز؟

# قادیانی مذہب کا عروج و زوال

اور ہمارے حضرت پیر و مرشد - حضرت فخر العارفین مٹکے اہامی ارشادات اور  
یعنی پیشین گوئی کی تصدیق ملتا ہے،

مرزا غلام احمد صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب کو اور بھی  
قادیانیت کا عروج ترقی ہوئی تھی، خود قادیانیوں کا دعویٰ تھا کہ اب ان کی تعداد پانچ لاکھ  
ہے۔ ”خود مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی زندگی میں دعویٰ کیا تھا کہ قریباً کم لاکھ انسان  
ان سے بیعت کر چکے ہیں رقیقۃ الہی ص ۱۱۱، معتقہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی  
”اور قادیانی جماعت کی انہیں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں قائم ہوئی تھیں  
پیرچوش نظریں ہوتی تھیں اور قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی مسلمانوں سے مناظرہ  
و مباہلہ اور مجادلہ کرتے تھے، کثرت سے پمفلٹ اور اخبار و اعلان شائع کئے جاتے تھے  
قادیانی وفد ہندوستان بھر میں دورے کرتے اور قادیانیت کی اشاعت کرتے تھے۔۔۔  
۔۔۔۔۔۔۔۔ اور علماء اسلام، گوشہ گوشہ میں قادیانیت کی ترویج کرتے  
و قلم سے کرتے تھے (جز اہم الشہر) اس کے باوجود قادیانیت کا عروج بڑھتا ہی جاتا تھا  
انگلستان اور برلن رجسٹری بمقام قادیانی مشن ”قائم ہو گئے تھے۔ قرآن مجید کے انگریزی  
ترجمے شائع کئے جاتے تھے جو ترجمے کہ قادیانی متفقدات سامنے رکھ کر کئے جاتے تھے  
اور اس طریقہ سے قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی۔ ان سب باتوں کا مجموعی اثر

نتیجہ یہ نکلتا کہ قادیانی مذہب کو زہرچہ ہونا چلا گیا۔  
 ”قادیانی تحریک پر ایک وقت تو ایسا گذر اٹھا کہ ایک ایک دن میں پان پان سو  
 اور ہزار ہزار مسلمانوں نے قادیانی مذہب قبول کیا،  
 قادیان کے اخبار الفضل نے لکھنا غنا کہ:-

”۱۹۱۷ء میں چار لاکھ کی جماعت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتی تھی“

رافضی سرور، ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء جلد ۱۱ - نمبر ۶

خلیفہ قادیان مرزا محمد احمد صاحب نے سب حج کو روک دیا اور اس پر اس کے اجلاس  
 میں بیان دیتے ہوئے کہا:-

”میں جماعت قادیانی کی صفہ اور نماز آیتا سکنا ہوں۔ چار پانچ لاکھ  
 کی جماعت ہے۔“ راجا - الفضل قادیان ۲۶ جون ۱۹۱۷ء

یہ قادیانیت کے شروع کا حال تھا۔ اب تہذیبی ملاحظہ ہو کہ  
قادیانیت کا منزل ”۱۶ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۷ء کی شب کو ان  
 کی قوت موثرہ خدا کے غضب سے ہلاک کر دی گئی۔ اسی دن سے اس کے مذہب کا منزل  
 شروع ہوا“

قادیانی خواہ لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا مرکز قادیان سے دونوں  
 کا جوش و خروش ٹھنڈا کر چکا ہے۔ تمام مذکورہ باتیں مفقود ہیں، اب تو یہ لوگ کبیر کے پیرو ہیں، اب کچھ آثار نظر آ رہے  
 ہیں تو یہ وہی ہیں جو برطانوی حکمران کی طرف سے اس جماعت کی وفاداری کے صلہ  
 کے طور پر وقتاً فوقتاً اعلیٰ درجی ملازمتوں اور سرکاری فرائض کی صورت میں بخشش  
 ہوئے تھے۔

واضح ہو کہ قادیانی اس پسند اور اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ہماری تعداد چار پانچ لاکھ ہے بڑھ کر اور زیادہ ہو گئی ہو گی۔ لہذا قادیانی جماعت نے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں اسلامی جماعت سے اپنا جداگانہ اندراج کرایا تاکہ عوام پر اپنی ترقی کا اثر ڈالا جائے۔

مگر خدا کے فضل سے قادیانیوں کو اپنے ارادے اور منصوبے میں مستحکم بچتر ہزار شکست کا منہ دیکھنا پڑا ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی سرکاری رپورٹ میں قادیانیوں کی کل تعداد ۵۵ ہزار نکلی!

کتاب "قادیانی مذہب" مصنفہ جناب پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب صفحہ ۳۰۴ بحوالہ اخبار الفضل قادیان (۲ جون ۱۹۳۷ء)

۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں قادیانیت کے زوال کا نقشہ مستند طریقے سے پہرہت نہ ہوئی اس سے آگیا تو ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں اپنا جداگانہ اندراج کرانے کی جہت نہ ہوئی اور عام مسلمانوں کے ضمن میں قادیانیوں نے اپنا اندراج کا خدا بیت مردم شماری سرکاری میں کرایا تاکہ پروہ ڈھکا رہے۔

پس راؤ فنائیں ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین دے بے جو ارشاد فرمایا تھا اور بھی زوال ہو گا وہ حق ثابت ہوا، حرمنا بھرت پور اہوا اور تمام وکسا، اپور اہو کر رہیگا۔ کہ قادیانی مذہب کا آئندہ اور بھی زوال ہو گا۔ وما ذاک علی اللہ بعزیز۔ آپ مدد کا ارشاد ہے:-

”مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی۔ کیونکہ ان کی قوت موثرہ باقی تھی“ ۱۳۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہو کر منزل شروع ہو گیا کیونکہ غضب الہی سے وہ قوت نہ موثرہ بڑا کم ہو گئی۔ جو غلبہ کو کشش کرتی تھی اب

حق سبحانہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ منزل کہاں تک پہنچے گا۔

فنا دینی مذہب کے تنزل کے متعلق آپ کا دوسرا ارشاد یہ ہوا تھا  
درخت جڑ سے کاٹ ڈالا گیا ہے | وہ پہلے کا درخت اگر جڑ سے کاٹ دیا جائے تو اس کے خشک

ہونے میں بھی ذہمگئی ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ مرزا صاحب کی قوت مؤثرہ جس سے اُن کے  
 مذہب کو ران کی زندگی میں اور اُن کے بعد ترقی ہوئی، سختی، خدا کے غضب سے ہلاک کر دی گئی، جڑ  
 کٹ گئی اور یہ درخت (رفنہ رفته خشک ہو جائیگا) انشاء اللہ تعالیٰ

ہمارے حضرت فخر العارفین رضائے دین منین، ناصر الاسلام والسلمین نے جو  
 فرمایا اس کی صداقت اور سچائی و دہر کے چمکنے ہوئے آفتاب کی طرح ظاہر اور روشن ہو گئی  
 کہ فنا دینی مذہب کی ترقی ختم ہوئی اور تنزل اس دہرے تک پہنچا کہ پچھتر ہزار کی تعداد ہی  
 کائنات اس جماعت کی رہ گئی۔

آئندہ حق سبحانہ تعالیٰ کی تدریس کا لمحہ سے امید ہے کہ اور زیادہ تنزل ہوگا۔  
 انشاء اللہ تعالیٰ۔

سننا جاتا ہے کہ اب مرکز فادیان کی یہ کوشش ہے کہ فادیان کہ اگر وہ کا دوسرا  
 دلیام باغ بنا دیا جائے۔ جہاں صنعتی اور تجارتی کاروبار ہے۔ پس فادیان میں بھی صنعتی کارخانے  
 کھولے جائیں اور تجارت بڑھائی جائے، اور یہ اس لئے کہ مستقبل تاریک ہے، مادی ترقی سے  
 ہی اپنی مہنتی کی بقا و السبتہ سمجھتے ہیں۔

یہی حال شاہ احمد اٹھ کے طریقے کا ہوا۔ کہ اُن کا  
 یہی حال دوسرے دونوں شخصوں کا ہوا | عروج ختم ہو کر تنزل شروع ہوا، صرف کچھ لوگ لکیر  
 کے بغیر رہ گئے ہیں وہ بھی رفته رفته ختم ہو رہے ہیں۔

اور حافظ فیض الرحمن کا مجموعہ ۳۳۵ اشعار میں ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ جتنے دن زندہ رہے گمنام اور خراب و خستہ حال رہے۔ اب ان کے طریقے کا کوئی نام بواقی نہ رہا۔ و ما علینا الا بلیغ۔

اب اس کے بعد ”راز فنا“ کے بعض دوسرے مضامین مختلف ولادت معنوی اور قوتیں موثرہ وغیرہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔

---

## مولائی مُرشدی چھ فخر العارفین کی ایک پیر الہیہ

سترہ ماہ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ کی تاریخ ہے، چاشت کا وقت ہے مجلس خاص یہ جس میں علوم اسلامیہ کے عالم و فاضل بھی حضورِ خداست اقدس ہیں اور نئے مغربی تعلیمیتا بھی اور بہت سے طالبانِ خدا، لکھے پڑھے اصحاب بھی ہیں، مُرشدِ نادِ مولانا حضرت فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ ولادتِ معنوی، اور قوتِ مؤثرہ اور اس کی وضاحت اور تفصیل میں اور اس کے خلائق و اسرار میں آغا و کلام فرمایا اور اسی پر ہر لائقِ ارشادِ فرمائی جس سے طریقہ بعض پر مشیدہ اور اہم مسائل نے نقاب ہو گئے اور اسلام کی خفائیت و صداقت عالم ”اب آفتاب کی طرح ظاہر ہو گئی۔ اور تمام دیگر اہل مذاہب کی غلط فہمی، فریب خوردگی اور پاک و ناپاک نفیری کی تفریق واضح ہو گئی۔ سبحان اللہ کیا مبارک وقت تھا۔

اس مجلس شریف کے آخر میں آپ نے فرمایا تھا۔

”یہ صدی میں پہلی بار“ ”یہ سو سال کے اندر کسی بزرگ نے ولادتِ معنوی کی توجیح اور تفسیر کیا

انہیں فرمائی۔ البتہ ولادتِ معنوی کے متعلق اشارے کئے آج خدا جاسے کیا سبب کہ ہم نے تم لوگوں سے اتنی باتیں کہیں“ پھر آپ نے ہم خادموں کے خین میں دعا فرمائی۔

اس مبارک ارشاد کے بعض حصے یہ خادمِ رمولفِ کتاب اپنی یادداشت اور

اپنے فہم کے مطابق نقل کرنا ہے، بونہ اللہ تعالیٰ سبحانہ،

# تقریر مبارک و پراسرار یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرہ نے عجز میں سے ارشاد فرمایا۔

”راؤ نانا“ میں حافظ فیض الرحمن کی فقیری ہلاک ہوئے کا ذکر ہے کہ ایک  
بچہ شیر کی ہلاکت | جاندار چیز شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔ اسے مار کر اور جلا کر تالاب میں  
گٹا ڈر دیا۔ بتاؤ وہ کیا چیز تھی؟“

سب بھترین دربار چپ رہے۔

جو اب سوال میں خود ہی فرمایا۔ ”وہ چیز حافظ فیض الرحمن کی قوتِ موثرہ تھی، جو  
ذات سے علیحدہ صفات ہے، اگر یہ قوت باقی رہ جاتی۔ تو اس قوت سے ان کے طریقے کا  
عروج ہوتا اور اس کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے۔“

یہ چار حقائق بیان فرماتے | مذکورہ بالا ارشاد میں چار باتیں آپ نے فرمائیں

(۱) حافظ فیض الرحمن کی فقیری عالمِ غیب میں، شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔

(۲) وہ اُن کی قوتِ موثرہ تھی۔

(۳) قوتِ موثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے۔

(۴) قوتِ موثرہ پر ہلاک اور قتل وارد ہو سکتا ہے۔

اسرارِ خدا و پاک بیان کیا جاتا ہے۔ ان چار امور کا ثبوت  
ان چار حقائق کی تصریح اور ان کی تفسیر ہے۔

فرمایا: ”کہ شیخ سدر اور علیرالدین، جن کا جراح  
 توت موثرہ، تاپاک و لادنت منوی کی تثنیل  
 شہرت رکھتا ہے، منہ و نشان میں عام طور سے  
 مشہور ہے کہ تاپاک اور خبیث ہیں۔ جو لوگوں کو سناستے، اور تکلیف پہنچاتے ہیں،  
 بناؤ کہ یہ کیا بات ہے؟ کیونکہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے اور اس کے جسم سے  
 روح نکل جاتی ہے تو اب وہ مردہ (لاشہ بیجان) ہے، پھر اس انسان کے مردہ ہو جاتے  
 اور دھپا سے گزر جاتے کے بعد یہ کیا چیز جو اس عالم میں ظاہر ہوتی اور نفرت کرتی ہے  
 جس طرح کہ شیخ سدر وغیرہ سے ان کے مرنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے؟  
 جواب ارشاد فرمایا: ”یہ اُن کی توت موثرہ، تاپاک و لادنت منوی ہے کہ جو  
 ذات سے علیحدہ صفات ہے!“

فرمایا: ”قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس آدمی  
 ثبوت دلائل شرعیہ سے  
 کا انتقال غیر ایمان رکھ کر ہو جائے، اس کی روح سچتیں مچانی  
 ہے اور جس آدمی کا ایمان کے ساتھ انتقال ہوتا ہے تو اس کی روح علیین میں جاتی ہے  
 اور جسم قبر میں رہتا ہے اور دونوں کی روح نیا متانک وہیں رستہیں یا علیین میں  
 و محصور رہتی ہے۔“

قرآن میں فرمایا: ”قرآن مجید میں ارشاد ہوا  
 ان کتاب الفجر لفی سحیر، و ما ادرک  
 ما یحییٰ و ما یموت (۳۰ بارہ سورہ مہملین) کے ہے اور کیا جانتے نہ کیا و یحییٰ، و قمرہ لکھا ہو۔“

حضرت شاد عبد العزیز صاحب محدثنا دہلوی نے تفسیر فتح العزیز، میں اس آیت

تفسیر کی تفسیر میں جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے مطبوعہ مجلہ نائی (صفحہ ۹۴-۹۵)

”سچّیں صیغہ مبالغہ جن سے ہے معنی زندان تنگ و تاریک یہ مقام سچّیں زمین کے ساتویں طبقہ کے نیچے ہے یہاں وہ جنہوں کے مرنے کے بعد ان کی ارواح کا قید خانہ ہے اور یہاں بدکاروں کی رُوح کے رہنے کی جگہ ہے، قیامت تک ان پر طرح طرح کا عذاب اس قید خانے میں ہوگا“

نیکوں کی جگہ اسی سورت کی دوسری آیت پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّ كِتَابَ الْأَنْبِرِ آتٍ عَلَيْنَا هُ  
وَمَا أَذْرَاكَ مَا عَلَيْنَا هُ  
كِتَابٌ مِّنْ قَوْلٍ هُ

اس کی تفسیر میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں (حس کا خلاصہ یہ ہے)  
”مقام علیین ساتوں آسمان کے اوپر ہے، موت کے بعد نیکوں کی ارواح وہاں جاتی ہیں۔ اور (یہ مقام علیین) مقربان یعنی انبیاء و اولیاء کی ارواح کا مستقر رہنے کی جگہ ہے“

اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد نیکوں کی رُوح علیین میں اور بدوں کی رُوح جحیم میں جاتی ہے تو پھر شیخ سد و غیرہ سے جو تصرفات اس دنیا میں ہوتے ہیں وہ دراصل ان کی رُوح کے تصرفات نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی رُوح اپنے اپنے مقام میں محصور و محفوظ ہے، بلکہ یہ تو ان کی قوت مؤثرہ ناپاک کے تصرفات ہیں۔

قوت مؤثرہ پاک و لاوت معنوی کی دوسری نشیں | قوت مؤثرہ ناپاک و لاوت معنوی کا بیان

فرمانے کے بعد حضرت قبلہ روحی فداہ نے پھر جنرین کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

”بتاؤ حضرات انبیاء علیہم السلام کے دنیا سے گزر جانے کے بعد ان کے مذہب کا عروج و ترقی اور ان سے ہدایت مخلوق کس طرح ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا سے تو یہ حضرات رحمت فرما چکے اور جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ان حضرات کی ارواح مقدسہ کا مستقر مقام علیین ہے دیکھو کہ کونسی قوت ہے کہ جس سے ان حضرات کے پروردہ فرمانے کے بعد مذہب کا عروج ہوتا ہے (چنانچہ ہمارے حضرت نبی کریم علیہ السلام و التسلیم اور اکثر انبیاء علیہم السلام کے مذہب کا عروج ان کے بعد ہوا ہے)“

جنرین متحیر اور خاموش رہے جواب میں فرمایا۔

”یہ عروج اور ترقی اور ہدایت مخلوق ان حضرات کی قوت موثرہ پاک و لادت معنوی کے تصرف سے ہوتی ہے، وجہ تک مخفی بجا نہ تعالیٰ کو منظور ہے“

آپ کے مندرجہ بالا پراسرار کلام کو سمجھنے کے لئے چند امور موقوف  
چند امور موقوف علیہ

(۱) قوت موثرہ نتیجہ ہے اعمال کا (روما کسبتہ الیدیکم) خواہ عمل جلالی اسما لئے حسی کی تاثیر کا ہو۔ خواہ اسمائے حسی اجمالی کی تاثیر کا۔

(۲) عالم مثال مستقر ہے قوت موثرہ کا

(۳) اقسام فنا۔

(۴) عالم مثال سے قوت موثرہ کا تعلق اور اس کی ترقیات۔

(۵) ولادت معنوی دو طرح کی ہے پاک اور ناپاک۔

(۶) قوت موثرہ روح کی صفت ہے۔

(۶) قوت موثرہ پر ہلاکت اور سلب کا وار دہونا۔

## اُمور سندرجہ بالالکی توضیح

۱۔ قوت موثرہ نتیجہ اعمال کا خواہ عمل اسمائے حسنیٰ اجمالی کی تاثیر کا ہو خواہ جلالی اسمائے حسنیٰ کی تاثیر کا (رواکسبت پر یکم)

ارشاد فرمایا: ”سالکوں میں جو متاض لوگ ہوتے ہیں۔ اور ذکر و تفل اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ کثرت ریاضت کی وجہ سے پہلے اُن کے فضلے قلبیہ گرم ہوا حرارت پیدا ہوتی ہے اور ایک زمانہ دراز تک ریاضت و مجاہدہ و تصفیہ و تجلیہ کر سنے سے یہ قوت اُن کے دلوں میں اس طرح کی پیدا ہو جاتی ہے جس سے بہ شمار کشف و کرامات یا اسناد کا اُن سے ظہور ہوتا ہے۔“

”اُس کو اصطلاح میں قوت موثرہ کہتے ہیں۔“

”دوسرا طریقہ قوت موثرہ کو درانتا حاصل کرنا یہ ہے کہ کسی رویش سے، یا غافل سوچے بغیر کی قوت موثرہ سے کسی سالک کے دل میں قوت پیدا ہو جائے۔“

”اس کو ولادت معنوی کہتے ہیں۔“

”ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ بغیر ریاضت کے درانتا اُسے قوت موثرہ حاصل ہوتی ہے۔“

”جیسے کہ بادشاہ کو مرنے کے بعد ولی عہد کو سلطنت درانتا پہنچتی ہے۔“

”مگر فنا ہر ایک سالک کو حاصل نہیں ہوتی ہے، جس سالک کی یہ قوت موثرہ ترقی

کرتے کرتے فنا کے درجے تک پہنچتی ہے۔ بس فنا انہی کو حاصل ہوتی ہے۔

انسان فنا فنا کے ساتھ درجے ہیں۔

”جہادی۔ نباتی۔ حیوانی۔ انسانی۔ وہ چار دنیا میں ناسوتی کہلاتی ہیں (باقی نہیں  
نہیں۔ ملکوتی۔ جبروتی۔ لائوتی کہلاتی ہیں۔“

ان سات درجوں کی فنا کے ثبوت میں آئیے فنوی حضرت مولانا، دہ  
تہ فنا و ن کا ثبوت کے یہ اشعار اذنا و ذمائے راز و غیر سویم فنوی مولانا دوم مطبوعہ  
نامی پریس کا پنور صفحہ ۳۳۴ تحت عنوان گفتن عاشق عاذلان و نہدید کشتگان (۱) ۷

ازجہادی موم و نامی شدم	رہل مطلب (تاواتک فنا ہو کر نباتات
وز نما مردم ز حیواں موزدم	اور نباتات سے فنا کر حیوانات اور حیوانات
مردم از حیوانی و آدم شدم	سے فنا ہو کر انسانیت میں فنا
پس چه ترسم کے ز مردم کہ شدم	ہوا پس میں ایسی فنا سے کیوں ڈر
تخلہ و بگو میرم از شبہ	اور انسانیت میں فنا ہو کر ملکوتی فنا ہوگی
تا بر آدم از ملک بال و پر	ملک کے پر پر و از نعیم ہوں گے
از ملک ہم بایدم جستن ز غم	پھر فحائے ملکوتی سے فنا ہو کر آگے بڑھے
کل شیء ملک إلا وجہہ	(جبروت میں فنا ہوئے کہ) خدا کی ذات
بار و بیکر از ملک قرباں نوم	کے سوا سب کو فنا ہے اور یہ وہ مقام ہے
انجہ اندر ہم ناپیداں شوم	کہ فرشتے قربان ہوں اور جو قیاس و ہم میں نہ کہے
پس عدم گردم عدم چون ز غم	وہ ہو جاؤں پھر عدم ہو جاؤں رلا تہ میں فنا ہو جاؤں
گویدم کا تا المیسہ راجعون	”بیشک ہماری بازگشت خدا ہی کی طرف ہے“

دشمنوی حضرت مولانا دوم کے دو سر و قزروں میں بھی ان سات درجوں  
کی فنا کا ذکر ہے۔)

(دوسرے) واضح ہو کہ انسان اس دنیا میں آتا ہے جو عالم  
عالم مثال جو مستقر ہے قوت مؤثر کا | مادی ہے، اور جسے عالم اجسام اور عالم آسوت کہتے  
ہیں۔ اور اس عالم اجسام سے بالاً عالم مثال ہے اور یہ عالم مثال غیر مادی ہے اور وہ  
ہے عالم ملکوت میں اور درمیان میں ہے عالم ارواح اور عالم اجسام کے اور یہ مستقر اور  
قرار گاہ ہے اعمال کے مناسب حال صورتوں کا۔

اور عالم ارواح مفقود اور مادہ دونوں سے مشترکہ اور مقدس ہے۔ اور  
مثال عالم مثال | عالم اجسام مادی ہے اور عالم مثال مادہ نہیں رکھتا لیکن مفقود رکھتا  
ہے اس مفقود کی مثال یوں سمجھیں کہ جس طرح آئینہ میں شبیہ متقابل نظر آتی ہے اور اس کے  
زنگے روپ اور ضد و نقیض اس میں نمایاں ہوتے ہیں اور یہ شبیہ جو آئینہ میں منعکس ہے  
مادہ آئینے کے اندر رکھ دیتے تھے، اللہ مفقود کے ساتھ نمایاں ہے۔ یہی حال عالم مثال کا  
ہے۔ اس میں انبیاء کی شبیہ بلا مادہ، صرف مفقود کے ساتھ وجود میں آتی اور نمایاں ہوتی ہے  
اور عالم مثال کا وجود شریعت و طہارت کی دوسے جمیع حضرات صوفیہ کرام اور  
اکثر محدثین عظام کے نزدیک ثابت ہے۔

اور وجود عالم مثال کے جو حضرات اکابرین اسلام قائل ہیں ان میں قابل الذکر  
تأملین | حضرت علامہ غفرلہ، حضرت علامہ سید قطب، حضرت مولانا شاہ نواب علی صاحب،  
حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت علامہ طہی، حضرت علامہ جگر  
عقلمانی، حضرت مولانا مرتضیٰ صاحب اور حضرت مولانا امام غفرانی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں  
اور جن حضرات نے عالم مثال کے وجود سے انکار کیا ہے وہ انکار اصول علم فلسفہ کی بنا  
پر ہے اور وہ مذہب فلاسفہ کے مسائل کو دلیں میں پیش کرتے ہیں۔  
منکرین

سبب اس اختلاف کا یہ ہے کہ حدیثوں میں وارد ہے، فیماست کے دن خدا جوہر اعراض کے سامنے نماز، روزہ اور حج اور اسلام کی دوسری نیکیاں وغیرہ جسم اور عقل میں تشکیل ہو کر آئیں گی، اور اپنے صاحب (فاعل) کے لئے شفاعت کریں گی۔ فلاسفہ اور حکماء وغیرہ کہتے ہیں کہ اعمال جوہر و اعراض کی قسم سے ہیں۔ اور جوہر و اعراض و معالی کا جسم میں منقلب ہونا، عقلاً محال ہے جیسا کہ علم فلسفہ میں بیان کیا گیا ہے لہذا وہ ایسی حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں جن حدیثوں میں اعمال کا منقلب جسم اور تشکیل ہونا وارد ہوا ہے اور ان حدیثوں کو اس معنی پر برقرار نہیں رکھتے۔

جب اس گروہ کے نزدیک اعمال کا جسم و صورت میں تشکیل ہونا عقلاً محال ہے، تو پھر ان کو جو عالم مثالی تسلیم کر لے، کی ضرورت نہیں رہی، کیونکہ عالم مثال تو اعمال کی وقتی صورتوں کا مستقر اور قرار گاہ ہے۔

لیکن حضرات صوفیہ کرام اور حضرات علمائے محققین محدثین جو جوہر حدیثوں کا اصلی مفہوم عالم مثال کے قابل ہیں، ان حدیثوں کو اسی لفظ و معنی پر برقرار رکھتے ہیں تاویل نہیں کرتے اور یہ ان کے آداب ہے۔

کیونکہ محدثین کا مسلک علی العموم یہ ہے کہ تمام نصوص رکہ کلام الہی و نبوی سے ہیں، اپنے ظاہر معنی پر جموں کے جائیں گے، اور ظاہر معنی سے بغیر قوی قرینہ کے عدول نہیں کیا جائیگا۔

حضرت علامہ قرطبیؒ اسی مذہب پر ہیں، انہوں نے کتاب تذکرۃ الموت میں اور علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ کتاب المعنی الدقیقہ فی ادراک الحقیقہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:-  
”جوہر و اعراض کا منقلب جسم ہونا اگرچہ فلاسفہ کے نزدیک محال عقلی ہو مگر

خداوند تعالیٰ کے نزدیک (محال نہیں) تمام امور معقولہ جن کا ہم تصور کرتے ہیں یعنی معانی اور جوہر و اعراض وغیرہ اگر وہ بصورت اجسام اس عالم میں متخلف ہوں تو اس کی قدرت کے آگے کیا بڑی بات ہے؟ اور اس کا مانع کون ہے، البتہ ہم اس عالم کی حقیقت کو نہ اور اک کر سکتے (اور نہ محسوس کر سکتے ہیں) اور یہ (اپنے حجاب کی وجہ سے) اور یہ ہر مسلم ہے کہ عقل انسانی تمام عالم الہیہ کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ لہذا احادیث کے الفاظ کی اس کے معنی کے مطابق تسلیم و تصدیق کرنی ایک ادنیٰ درجے کا ایمان ہے۔ اور فرماتے ہیں: ”اولیاء اللہ نے البیہاری مشاہدہ کیا ہے اور میں اطلاع دی ہے کہ معانی اور اعمال جسم کی صورت میں تشکیل ہوتے ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔“

اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے فیوض و برکات سے ہیں نفع پہنچائے اور ہمارا احقر ان کے ذمہ مریدین میں کمرے (آمین)

(حضرت علامہ قزطبی اور علامہ سیوطی کا مضمون ختم ہوا)

اور حضرت مولانا شاہ قزلباش علی صاحب کا کوئی لکھا کتاب مطالب رشیدی

بیان عالم مثال میں فرمایا مطالب رشیدی صفحہ ۳۲۱

”بدان کہ عالم مثال عالمی است مابین

عالم اجسام و عالم ارواح، فوقی از اقل و در تحت و

نقطہ و تحت از ثانی و عالم ارواح مقدس از ہبوط و تدویع نہادہ

و از روی مقلدہ و عالم اجسام ہمہ مادہ و از دوہم مقدس از عالم

مثال مادہ نہادہ و از دوہم مقدس از عالم ارواح و حکماء و جہو

مشکلیں عالم مثال را احکام کو نہ نشا خستہ اند و حکماء و اشراق

و تہو و رصو فیہ کرام یدان قائل اند عقل صحیح  
 بدان حاکم است، چون قادر مطلق علیہ آفرید  
 کہ از مادہ و مقدار منزہ است، و علیہ و بجز کبریا  
 موصوف، سعت قدرت چنان می خواهد کہ عالم  
 مابین ہر دوی باشد کہ مادہ ندارد و مقدار دارد  
 انا انچہ مقدار دارد و مادہ نہ دارد و منصور نیست کہ  
 نمود بے قدر رہا شد۔ و نزد محققان بیشتر احکام  
 آخرت کہ شرع مطہر بدان مطلق است پیر میان  
 عالم خلق دارد۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب  
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور اثبات عالم مثال  
 ”حجۃ الالبانہ“ کے (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۱) ایک پیرا باب ثبوت عالم مثال میں تحریر فرمایا  
 ہے جس کی اصل عبارت مع ترجمہ اردو درج ذیل ہے۔

<p>اعلم انہ دلت احادیث          کثیرۃ علی ان فی الوجود عالماً          غیر عنصری یمثل فیہ المعانی          باجسام مناسبتہا فی الصفۃ          ویستحق ہذا لک الاشیاء قبل          وجودہا فی الارض من</p>	<p>”جاننا چاہئے کہ بہت سی حدیثوں سے          ثابت ہوا ہے کہ عالم موجودات میں          ایک ایسا عالم بھی ہے جو غیر عنصری          ہے، اور جس میں محافی ان اجسام کی          صورت میں تشکل ہوتے ہیں جو اوستا          کے لحاظ سے ان کے مناسب ہیں، پہلے</p>
--	--

المتحقق فاذا وجدت كانت هي  
هي بمعنى من معاني هو هو وان  
كثيراً من الاشياء لها الجسم  
لها عند العائمة تنتقل وتنزل  
ولا يزالها جميع الناس قال  
النبي صلى الله عليه وسلم لها  
خلق الله الرحم قامت فقالت  
هذا مقام العائذ بك من  
القطيعته وقال ان البقرة و  
ال عمران تاتيان يوم القيمة  
كأنهما غامتان او غياتيان  
او فراقان من طير صواف  
مخا جان عن اهلها وقال  
يحيى الاعمال يوم القيامة فتحي  
الصلاة ثم يحيى الصدقة ثم يحيى  
الصيام الحديث وقال ان  
المعروف والمتكر للخليقتان  
تتسبان للناس يوم القيامة  
فاما المعروف في الدنيا اهلها

اس عالم میں اشیاء کا ایک گونہ وجود ہو لیتا  
ہے۔ تب دنیا میں اُن کا وجود ہوتا ہے اور  
یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس  
عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے۔  
اکثر وہ اشیاء جو عوام کے نزدیک  
جسم نہیں رکھتیں اس عالم میں منتقل ہوتی  
ہیں۔ اور اترتی ہیں۔ اور عام لوگ اُن  
کو نہیں دیکھتے۔ اُس حضرت ربی علیہ السلام  
و آدوسلم نے فرمایا ہے کہ جب خدا نے  
رحم کو پیدا کیا تو وہ کھڑا ہو کر بولا کہ یہ اس  
شخص کا مقام ہے جو قطع رحم سے پناہ مانگ  
کر تیرے پاس پناہ ڈھونڈتا ہے۔ اور  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقراء آل عمران  
قیامت میں بادل یا سائبان یا صفت سبتہ  
پرنندوں کی طرح آئیں گی اور ان لوگوں کی  
طرف سے وکالت کریں گی جنہوں نے اُن  
کی تلاوت کی ہے،

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں  
اعمال جہنم میں گئے تو پہلے نازل آئیں گی، پھر

وَأَمَّا الْمُنْكَرُ فَيَقُولُ أَلَمْ يَكُنْ أَلَيْكُم  
وَالَا يَسْتَعْطِيعُونَ لَهُ إِلَّا لَنُزْمَا  
وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَبْعَثُ  
الرِّبَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا وَيَبْعَثُ  
الْجَمْعَةَ ذَهْرًا مَصْبُورَةً وَقَالَ  
يَوْمَئِذٍ بَالِدُ نِيَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي  
صُورَةِ عَجُوزٍ شَمْطَاءٍ زُرْقَاءٍ  
أَنَّهُمْ بِهَا مَشْوَاهُ خَلَقَهَا  
قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أُرِي أُنِى لَأُرِي  
مَوَاقِعَ الْفِتَنِ حُلَالٍ يَهْوَتْكُمْ لَمَوَاقِعَ الْفُتْرِ  
وَقَالَ فِي حَدِيثٍ لَا سَوَاءَ مَا فَازَ أَرْبَعَتَانِ  
نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ  
فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ  
مَا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا  
الظَّاهِرَانِ فَالْزَيْنِيلُ وَالْفَرَائِدُ  
وَقَالَ فِي حَدِيثٍ صَلَاةُ الْكُفْرِ  
صُورَةٌ لِي الْجَنَّةِ وَالنَّارُ فِي  
لَفْظٍ بَيْنِي وَبَيْنَ جَدَارِ الْقُبْلَةِ  
وَفِيهِ أَنَّهُ بَسْطُ يَدَيْهِ لِيَتَنَاوَلَ

خبرات، پھر روزہ الخ۔

اور آنحضرت رصلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ نیکی اور بدی، دو مخلوق ہیں جو دنیا  
میں لوگوں کے سامنے کھڑی کی جائیں گی۔  
نوبنیکی اپنی والوں کو بشارت دیگی اور بُرائی  
بُرائی والوں کو کیسی ہٹو ہٹو لیکن وہ لوگ  
اس سے چپے ہی رہیں گے اور آنحضرت نے  
فرمایا کہ جتنے دن ہیں نیاست میں وہ معمولی  
صورت میں حاضر ہوں گے لیکن جمعہ کا دن  
چمکتا دکھائی دے گا۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ نیاست  
میں دنیا ایک بڑھکیا کی صورت میں لائی جائیگی  
جس کے بال کچھڑی رکچہ سیاہ اور کچھ سفید  
وانت نیلے اور صورت بد نما ہوگی۔

اور آنحضرت (روحی غذا) لکھا صحابہ  
سے فرمایا جو میں دیکھتا ہوں کیا تم بھی  
دیکھتے ہو؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تہا  
گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں جس  
طرح بادل کے قطرے۔

اور اس حضرت نے معراج کی حدیث میں  
 نہ دیا کہ (مجھے) اچانک چار ہنریں نظر  
 آئیں دو ہنریں اندر بغیر اور دو باہر ہیں  
 جبریل سے پوچھا یہ کیا ہے ؟ تو نے اندر  
 کی ہنریں تو جنت کی ہیں اور باہر کی نفل و فرات ہیں  
 اس شخص نے اسے کسوت کی نماز کے متعلق  
 فرمایا کہ بہشت اور دوزخ میرے سامنے  
 مجھ کر کے لائی گئیں اور ایک روایت میں ہے  
 کہ میرے اور قبلہ کی دیواروں کے بیچ میں  
 بہشت اور دوزخ مجھ ہو کر آئیں۔ میں نے  
 ہانپ پھیلانے کہ بہشت میں سے انگوڑ کا  
 ایک خوشہ توڑ لوں۔ لیکن دوزخ کی گرمی کی  
 بیشک ڈک گیا۔

اور حدیث میں ہے کہ اس شخص نے حجابوں  
 کے چور کو اور ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا  
 جس نے ایک بی کو ہانڈھ کر مار ڈالا تھا اور ایک  
 فاحشہ عورت کو جنت میں جس نے کتے کو پانی پلایا  
 اور یہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ کی  
 رسوت ہر عام لوگوں کے خیال میں ہے وہ

عنقودا من الجنة وانه تطلع  
 من النار وتنفخ من حرها  
 ورائی فیہا سارق الحبیج  
 وازا امرأة التي ربطت الهوة  
 حتى ماتت ورائی فی الجنة  
 امرأة موسی سقت الکلب  
 ومعلوم ان تلاح المسافة لا  
 تنع للجنة والنار بل جساها  
 المعلوم عند العامة وقال  
 حفت الجنة بالمسکرة حفت  
 النار بالشهوات ثم أمر  
 جبریل ان ينظر الیهما و  
 قال ينزل البلاء فیعالجہ  
 الدعاء وقال خلق الله العقل  
 فقال له اقبل ق قبل وقال  
 له اذ بر فاذ بر وقال هذا  
 کتابا من رب العالمین الخ  
 وقال یوقی بالموت کانه کبش  
 فیذ یج ملین الجنة والنار و

اس قدر ربیع کتبہ کے چار دیواری کی ،  
مسافت میں نہیں ساسکتی ۔

اور حدیث میں ہے کہ بہشت کو مکروہات  
سے اور دوزخ کو شہوات سے چاروں طرف  
سے گھیر لیا ہے ، پھر جبریلؑ کو خدا نے حکم  
دیا کہ دونوں کو دیکھیں ۔

اور حدیث میں ہے کہ بلا اُترتی ہے تو  
وہ اس کا مقابلہ کرتی ہے ، اور حدیث میں  
ہے کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا کہ آگے آ-  
نودہ آگے آئی ۔ پھر کہا کہ پیچھے ہٹ  
جا ۔ تو ہٹ گئی ۔

اور حدیث میں ہے کہ دونوں کتابیں پروردگار  
عالم کی طرف سے ہیں الخ

اور حدیث میں ہے کہ انبیاء کے دن امت  
ایک مینڈھے کی شکل میں لائی جائیگی اور بہشت  
اور دوزخ کے درمیان فج کر دی جائیگی ۔

(اور قرآن میں) خدا سے فرمایا کہ ہم سے  
زوجہ مریم کے پاس بھیجی تو وہ اُن کے ساتھ  
ٹھیک آدمی کی شکل بن کر آئی ۔

قال تعالیٰ فارسلنا الیہا روحنا  
فتمثل لہا بشر سویمًا واستفاض  
فی الحدیث ان جبریل کان  
یظہر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ویترأی لہ فی کلمہ دکا یراہ  
سائر الناس وان القبر یفسح  
سبعین ذراعاً فی سبعین اور  
یضم حتی تختلف اضلاع  
المقبور وان الملائکۃ تنزل  
علی المقبور فشاہ وان عملہ  
یمثل لہ وان الملائکۃ تنزل الی  
المختصر بأیدہم الحیر او  
المسح وان الملائکۃ تضرب  
المقبور بمطرقۃ من حديد  
فیصدح صیحة یسمعہا ما بین  
المشرق والمغرب وقال النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم لیسطل  
علی الکافر فی قبرہ تسعة وتسعون  
تنبتاً تہتمشہ وتلد عد حتی

اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ  
جبریلؑ آنحضرتؐ کے سامنے  
آئے اور آپؐ سے بائیں کھڑے تھے  
اور کوئی اُن کو نہیں دیکھتا تھا۔

اور حدیث میں ہے کہ تبر  
نہنئہ و نہنئہ گز چوڑی ہو جاتی ہے،  
یا اس قدر مسٹ آتی ہے، کہ مُردہ  
کی پسلیاں بھُکس ہو جاتی ہیں۔

اور حدیث میں ہے کہ مُردے  
قبر میں آتے اور مُردہ سے سوال کرتے  
ہیں، اور مُردہ کا عمل مجسم ہو کر سامنے  
آتا ہے، اور نزع کی حالت میں  
فرشتے حسیر یا گویا کا کپڑا لے کر  
آتے ہیں۔ اور مُردے مُردہ کو رجو  
وُبا سے بے ایمان کیا ہے، بوجہ کے  
گروڑے مار رہے ہیں۔ مُردہ شور مچاتا ہے  
اور اس کے شور کی آواز تو مشرق سے  
مغرب تک کی چیزیں سنتی ہیں۔

اور حدیث میں ہے کہ قبر میں

تقوم الساعة و قال اذا اذل  
الميت القبر مثلث له الشمس  
عند غروبها فيجلس يمسح  
عينيه ويقول دعوني صلى  
واستغفر في الحديث ان  
الله تعالى ينجلي بصور كثيرة  
لاهل الموقف وان النبي صلى  
الله عليه وسلم يدخل على  
سربه وهو على كمر سبي وان  
الله تعالى يكلم ابن آدم  
شفاهها الى غير ذلك مما لا يحصى  
كثرة والناظره في هذه  
الاحاديث بين احاديث ثلاث  
اما ان يقر بظاهرها فيبسط  
الى اثبات عالم ذكرنا شأنه  
وهذا هي التي يقتضيهما  
قاعدات اهل الحديث نثبت  
على ذلك السيوطي رحمه الله  
وبها اقول واليهما اذهب

يقول ان هذه الوقایع تنری  
 بحس الراعی و تقمّل له فی بصره  
 وان لم تکن خارج حسه و قل  
 بتظیر ذلک عبد اللہ بن مسعود  
 فی قوله تعالیٰ یوم تاتی السماء  
 بدخان مبین انهم اصابعهم  
 جلب فحان احد هم ینظر  
 الی السماء فیری کھيئة الدخان  
 من الجوع ویذکر عن ابن مالک  
 ان کل حدیث جاء فی المتقل  
 والرؤیة فی الحشر فمعناه  
 انه یغیر ابصار خلقه فیرونه  
 نازلاً منجلیا ویناجی خلقه و  
 یناطبهم وهو غیر متغیر عن  
 عظمتہ ولا منتقل لیعلموا  
 ان اللہ علی کل شیء قدیر  
 او یجعلها تمثیلاً لتفہم معان  
 اخوی و لست اری المقتصر  
 علی الثالث من اهل الحق۔

کاشمیر پر تھانہ سے اڑ رہے  
 مُسقط ہوتے ہیں۔ جو اس کو کاٹتے  
 ہیں ناقص ست۔ اور حدیث  
 میں ہے کہ جب قبر میں مُردہ  
 آتا ہے تو اُسے نظر آتا ہے۔ کہ  
 آفتاب غروب ہو رہا ہے۔ اور  
 وہ اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے  
 بھہو، میں نماز پڑھ لوں۔

اور حسدِ بیش میں اکثر جبکہ  
 آیا ہے کہ قیامت میں خدا بہت  
 سی مختلف صورتوں میں لوگوں کے سامنے  
 جلوہ گر ہوگا، اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ و  
 وسلم) خدا کے پاس اس حالت میں جائیں گے  
 کہ خدا اپنی کرسی پر بیٹھا ہوگا اور کہ حسد  
 لوگوں سے بالمشافہ بات چیت کرے گا۔

اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن کا شنا  
 نہیں ہو سکتا۔ ان حدیثوں کو جو تھخہ

بین باتوں میں سے اُسے ہے

یا تو تمام حدیثیں

وقد صور امام الغزالي في  
عذاب القبر تلك المقامات  
الثلاث حيث قال امثال هذه  
الرضاء لها ظواها صريحة و  
اصرا رقيقة ولكنها عند رب  
البصائر واضحة فمن لم يتكشف  
له حقايقها فلا ينبغي ان ينكر  
ظواها بل اقل درجات  
الايمان التسليم والتصديق  
(فان قلت) فمتى نشاهد  
الكافر في قبره مدقة وثرابه  
ولا نشاهد شيئا من ذلك  
فما وجه التصديق على خلاف  
المشاهدة (فاعلم)

ان لك ثلاث مقامات  
في التصديق بامثال هذه الاحوال  
وهو الاظهر والاصح والاسلم  
ان تصدق بانها موجودة وهي  
تلذع الميت ولكنك لا تشاهد  
وہا

سے اور اس صورت میں اس کو ایک ایسے  
عالم المثال کا قائل ہونا پڑیگا جس کی کیفیت  
ہم اب بیان کر چکے آویہ وہ صورت ہے جو  
اہل حدیث کے قاعدہ کے مطابق ہے چنانچہ  
علامہ سیوطی نے اس کی طوط اشارہ کیا ہے  
ادخو ومیری بھی یہی رائے اور یہی  
مذہب ہے کیا پھر وہ اس بات کا قائل ہو کہ کچھ  
دائے کو حالت میں یہی شکل نظر آتی ہوگی تو  
اس کی نظریں وہ اسی طرح جلوہ گر ہوں گے  
گو اس کے حواس کے باہر ان کا وجود نہ ہو  
چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ آسمان اس کا  
صاف دھواں بن کر نظر آئیگا اس کے معنی  
عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسی کے قریب قریب  
لئے ہیں یعنی یہ کہ لوگوں پر قحط پڑا تھا تو  
جب کوئی آسمان کی طوط دیکھتا تھا تو  
اس کو بھوک کی وجہ سے آسمان دھواں ہوا  
معلوم ہوتا تھا۔ ابن ماجہ میں مشہور حدیث  
سے مراد ہے کہ جن حدیثوں میں خدا کے  
اترے اور مرنے ہوئے کا ذکر ہے ان کے معنی یہ ہیں

کہ خدا مخلوق کی نظر میں۔ ایسا نفیسم پیدا  
 کر دے گا، کہ وہ خدا کو ایسی حالت میں  
 دیکھیں گے، کہ وہ اتر رہا ہے اور تختی کر رہا  
 ہے، اور اپنے منہ دوسرے گفتگو اور  
 خطاب کر رہا ہے، حالانکہ خدا کی جو شان  
 ہے نہ اُس میں تغیر ہوگا نہ خدا منتقل ہوگا  
 اور یہ اس لئے ہوگا، کہ لوگ جان لیں کہ  
 خدا ہر چیز پر قادر ہے، تیسری صورت یہ  
 ہے کہ یہ سب باتیں بطور نمائش بیان کی  
 گئی ہیں۔ جن سے دوسرے مطالب کا  
 ذہن نشین کرنا مقصود ہے، لیکن جو شخص  
 صرف اس احتمال پر بس کرتا ہے میں اس کو  
 اہل حق میں شمار نہیں کرتا۔

ذَٰلِكَ فَاَن هَذِهِ الْحَيٰۤیْنَ لَا تَسْبِقُ  
 لِمُشَاهَدَةِ اَلْاُمُوْر الْمَلَكُوْتِ وَ  
 كُلِّ مَا يَتَعَلَقُ بِالْاٰخِرَةِ فَهُوَ مِنْ  
 عَالَمِ الْمَلَكُوْتِ اَمَّا تَرَى لِهٰۤیْ  
 رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَيْفَ كَانَ يَوْمَئِذٍ  
 بَنُوْلٍ جَبْرِیْلٍ عَلَیْهِ السَّلَام  
 وَمَا كَانَ اِشْهَادُ رَنَدٍ وَیَوْمَئِذٍ  
 بَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِشْهَادًا فَاَن  
 كُنْتُ لَا نَوْمَ مِنْ هٰۤیْ اَفْتَحْ صَحِیْحَ  
 اَصْلِ الْاِيْمَانِ بِالْمَلَكُوتِ وَ  
 الْوَحٰی اَھَمُّ عَلَیْكَ وَاَن كُنْتُ  
 اَمْنْتُ بِهِ وَجُوْزَتْ اَن اِشْهَدَ  
 اَلنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمُ  
 مَا لَا اَشْهَدُ الْاٰمَةَ فَكَيْفَ لَا  
 تَجُوْزُ هٰذَا اِنِ الْمِیْتَ وَكَمَا اَن  
 الْمَلِكُ لَا یُشْبِهُ الْاَدَمِیْنَ وَ  
 الْحِیَوَاتِ فَالْحِیَاتِ وَالْعَقَارِ  
 الَّتِی تَلْذَعُ فِی الْقُبْرِ لَیْسَتْ مِنْ  
 جَنْسِ حِیَاتٍ عَلَمًا بَلْ هِيَ جَنْسُ

آخر وتذكر بحاسة اخرى  
المقام الثاني ان نتذكر ان  
النائم وان قد يرى في نومه  
حسية تلهع به وهو يتألم  
بذلك حتى يراه سبها يعجب  
ويعرق جبينه وقد يزعج  
من مكانه كل ذلك يذركه  
من نفسه ويتأذى به كما يتأذى  
الليقظان وهو يشاهده في  
انت ترى ظاهره ساكنا ولا ترى  
حواليه حية ولا عقربا والحية  
موجودة في حقه والعذاب  
حاصل ولكن في حقه غير  
مشاهد اذا كان العذاب  
في الم اللذع فلا فرق بين حية  
تتحلل او تشاهد المقام الثالث  
انك تعلم ان الحية بنفسها لا  
تولد بل الذي يلقاها منها هو  
الم السم ثم السم ليس هو

السم بل عذابك في اثر السم  
الذي يحصل فيك من السم فلو  
حصل مثل ذلك الاثر من غير  
سم لكان العذاب قد تفرغ  
كان ولا يمكن تعريف ذلك  
النوع من العذاب الا بان  
يضاف الى السبب الذي يقيق  
الي في العادة فانه لو خلق  
في الانسان لذة الوقوع مثلاً  
من غير مباثمة صورة الوقوع  
لم يمكن تعريفها الا بالاضافة  
اليه لسكون الاضافة للتعريف  
بالسبب وتكون ثم السبب  
حاصلة وان لم تحصل صورة  
السبب والسبب يراد لثمة  
للاذاته وهذه الصفات الملقاة  
تنقلب مهلكات موزيات و  
موليات في النفس عند الموت فيكون  
آلامها كالآلام لذع الحيات من

غیر وجود ہا انتہائی۔

یہ ہے، عالم مثال پر، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہوی کی تفسیر کا اقتباس،

ان کی تفسیر کی اس عبارت آغاز سے لے کر کوجانا پائے۔ ان چار باتیں ثابت ہوئیں | الفاظ تک کہ ”عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے“ چار باتیں ثابت

ہوئیں۔

نمبر ۱۔ عالم موجودات میں ایک ایسا بھی عالم ہے جو غیر غفیری ہے۔ ”عالم مثال“ اس عالم کا نام ہے۔

نمبر ۲۔ اس غیر غفیری عالم مثال میں معانی، یعنی اعمال ان اجسام کی صورت میں تشکیل ہوتے ہیں جو بلحاظ اوصاف ان اعمال کے مناسب حال ہیں۔

نمبر ۳۔ پہلے اس عالم مثال میں ان اشیا کا ایک گونہ وجود ہوتا ہے، ثبوتاً ثبوتاً، و ثبوتاً میں ان کا وجود ہوتا ہے۔

نمبر ۴۔ اور یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے۔

یہ ہے چار نمبروں میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ کی تفسیر کا خلاصہ۔  
اب سیدنا حضرت فخر العارفین قدس سرہ کے الاشکالات مندرجہ ”رازنما“ کے تطبیق ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی ثابت کردہ چار باتوں کی تطبیق ملاحظہ ہو۔

## حضرت شاہ ولی اللہ صاقر ماہیں جب سے

۱۔ عالم موجودات میں ایک غیر  
عنصری عالم مثال ہے۔

۲۔ شاہ صاحبؒ نے عالم مثال میں عمل  
کی حقیقی صورت کا وجود میں تشکل ہونا فرمایا

۳۔ جناب شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اولاً اس  
عالم مثال میں انبیاء کا ایک گونہ وجود ہوا لیکن  
ہے نبی و ثانیاً و ثانیاً میں ان کا وجود ہوتا ہے

۴۔ جناب شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ  
یہ دنیاوی وجود ایک اغیار سے بالکل

## حضرت فخر العارفینؒ فرماتے ہیں

۱۔ آپؒ نے اسی عالم مثال کو ”عالم غیب“  
سے تعبیر فرمایا، عالم ظاہر کے متقابل ہوئے  
کی رعایت سے،

۲۔ حضرت فخر العارفینؒ نے راز فنا میں عمل  
کی حقیقی صورت کو اس نصیح کے ساتھ بیان  
فرمایا کہ عالم مثال رعالم غیب میں جمادی ہشود  
میں یا ثانیاً یا حیو الی یا انسانی شکل میں تشکل  
ہوتی ہے۔

۳۔ حضرت فخر العارفینؒ ”راذ فنا میں  
فرماتے ہیں کہ: ”سالکوں میں جن کو فنا چاہیں  
ہوتی ہے پہلے ان کی فوت موت کسی جمادات میں  
”و اخیل ہو کر عالم مثال رعالم غیب میں وہ  
ایک جمادی صورت بن جاتی ہے“ اور دوسرے  
مقام پر فرمایا: ”رتب انبیاء“ سالک کے واپس  
وہی عالم مثال والی صورت پیدا ہوتی ہے“  
۴۔ حضرت فخر العارفینؒ ”راذ فنا میں  
فرماتے ہیں کہ: ”ولادت سنوی کے بعد سالک

اُس عالمِ مثال کے وجود کے مطابق ہونا ہر  
کے دل میں (عالمِ مثال) والی صورت پیدا  
اور نمودار ہوتی ہے رپیں مشتبہ اور مشتبہ بہ  
کی مثالی صورت میں مطابقت ہوتی ہے

اس تطبیقِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ عالمِ مثال (عالمِ غیب) کے متعلق حضرت  
حق و اشع ہو گیا قبلہ فخر العارفین کے ارشاد کا تمام و کمال صحیح اور برحق اور محقق حضرات اکابرین  
اسلام سے مطابق ہونا ہر شخص کے روبرو آئینہ ہو جائے اسی سنی کی دیہیں میں حضرت شاہ  
ولی اللہ صاحبِ محدث و طوی کے یہ الفاظ جاری اہمیت رکھتے ہیں جو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ  
”... یہ وہ صورت ہے جو کہ اہل حدیث کے فاعل کے مطابق ہے۔ چنانچہ  
علامہ سیوطی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خود بہری بھی یہی رائے ہے  
اور میرا بھی یہی مذہب ہے“

اب ولادتِ معنوی کی قوتِ مؤثرہ کے متعلق مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ  
ولادتِ معنوی کی قوتِ مؤثرہ یہ مسئلہ چونکہ سرا راہی سے ہے حضرات بزرگانِ دین نے اس کی وضاحت  
میں سب کشتی نہیں فرمائی۔ صرف مجھلاً و اشارۃً ذکر فرمایا جسے بس خواص ہی جان سکیں نہ کہ عوام  
اس مسئلہ میں حضرت فخر العارفین کی شان ایک انبیاءِ شان ہے چونکہ آپ اس کے  
اظہار کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے مامور و محکوم فرمائے گئے تھے اس لئے آپ نے حکم  
معدوندی اس مسئلہ کو کافی و شافی تصریح و تشریح و توضیح کی ہے تا کہ وہ عام فہم ہو جائے  
اور اہل اسلام گمراہی سے بچیں۔

پس یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت فخر العارفین نے جو فرمایا شریعت اور طریقت کے  
میں مطابق ہے اور یہی مذہب ہے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور یہی منشا و مقصود ہے

حضرات صوفیہ کرام و محدثین عظام کا رجہم اللہ علیہم اجمعین،

مختصر یہ کہ عالم مثال منقصر اور فزاکاہ ہے، اعمال کی مناسبت حال (وصفی صورتوں کا) اور اعمال کی تاثیر سے عالم مثال میں جو قوت اور صورت سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے، اسی کو اصطلاحاً قوت مؤثرہ کہتے ہیں، اگلا لکھیں۔

قوت مؤثرہ کی نزفیات اور موقوف عرص کرتا ہے کہ سالک کا ذکر و تخیل و ریاضت میں مجاہدہ کرنا عالم مثال سے اُس کا تعلق نیز اس کا ہر فعل اور ہر کام یہ اُس کے اعمال ہیں اور قرأت مجیدہ اور حدیث شریف سے تاثر ہے کہ کرام اکابرینِ رُؤفستہ (نیک و بد تمام اعمال انسانی کو در ذرا نہ ہر انسان کے نامہ اعمال میں لکھتے رہتے ہیں۔

پس جس طرح اس احکم الحاکمین عادل کریم منصبِ خفیی نے اپنے بے پایاں مملکت کے اندر اعمال کے رُوزِ تاجچہ میں بذریعہ ملائکہ درج ہوتے رہنے کا انتظام فرمایا تاکہ سب کے عمل ضبط و تحریر میں آتے رہیں اور پھر قیامت میں پیش ہوں، اسی طرح عمل کی تصویر پیدا ہونے کا عالم مثال میں ایک نظام مقرر فرمایا، اس لئے ان اعمال کی صورتیں عالم مثال میں اُن اسباب کی صورتوں میں تفصیل اور منقلب ہوتی ہیں۔ جو اوصاف کے لحاظ سے اُن اعمال کی مناسبت لایا اور یہ مثل نامے قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ تمثیلیوں سمجھئے کہ:-

حدیث شریف میں وارد ہے کہ "سودہ، فقر اور سورہ آل عمران قیامت کے دن یا دل یا ساجان یا صفت بہتر پرندوں کی طرح آئیں گی، اور اپنے تلواریں کرنے والے کی وکالت کریں گی۔"

پس نہ تلواریں کرنے والے کے عمل کی مثالی شکل ہے، جو 'عادل کے عمل تلواریں

قرآن کے اوصاف کے مناسب حال صورت جیوانی پرند کی شکل میں قیامت کے دن نمودار ہوگی۔ دیگر اعمال کی اوصاف کے مناسب حال کی کیا صورتیں ہیں جو وجود میں آتی ہیں۔ اس کو عالم الغیب فتح سبحانہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

لیکن جتنا کہ احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے یا حضرات اہل اللہ کے ارشاد مبارک سے معلوم ہوا ہے، سمجھنے کے لئے اور ہدایت کے لئے کافی ہے۔

مثلاً حدیث شریفہ میں ہے:-

عالم حیوان کی صورت میں | یحشر الظالم علی صورۃ المذرر ترجمہ، ظالم کا حشر حیوانی کی صورت میں ہوگا۔

اور حضرت فخر العارفین نے راینائیس سالک کے عمل سے قوت مؤثرہ کی ترقیٰ ارشاد تعالیٰ | فحاشے ناسوتی میں اول حادثات سے ترقی کر کے نباتات میں و نباتات سے حیوانات اور انسانات میں رواں اور شکل ہونے کو فرمایا ہے اور وہ قوت مؤثرہ سالک کی حیات اور مرنے کے بعد بھی قائم اور باقی رہتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس صورت میں جان پیدا ہوتی ہے اور انسانی حواس اور طبیعت حاصل کر لیتی ہے اور اس کی نشوونما ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی پوری حیاست اور طاقت کو پہنچ جاتی ہے اور وہ عالم غیب میں انسان کہلاتی ہے۔

اور حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے مثنوی شریف میں، اہلبیں اُمور اور صورت عالم مثالی کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے۔

آن ترقی کہ بے بدن داری بدن | در جسم میر گئے اس بدن عنصری کے سوا دوسرا  
اشعار مثنوی | پس متزیں از جسم جاں بیرون شد | جسم مثالی ہے پس مت ذرا انتقال کر سنے  
ہر خیال کو کند و دل وطن | جو خیال تہہ دل میں گھر نہائے گا اور رہے گا

روزِ محشر ہونے کو اہلِ بدن  
نہا مشنگہ دن وہ ایسے ہیوں ورت میں تو بیاں ہوگا  
میرے کئے روچو دغا بست  
نیز: وجود دل سکا زہر جو صورت و خلعت غالب  
ہم پر ان نقویہ چہرے و احب  
ہوئی اسی صورت میں نیز احسن در احب ہے  
اور حضرت مولانا قدسی رحمہ بھی اسی معنی کی طرز اشارہ فرماتے ہیں۔

رو ز قیامت ہر کسے در دست گیر دنا مٹ  
من نیز چہرے شوم نقویہ جاناں در بغل  
حضرت قدسی کا اشارہ اسی ”صورتِ مثالی“ کی طرز ہے جو عالمِ مثال کے اندر  
وجود میں آنے کے بعد سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور عالمِ مثال کی صورت کے مطابق ہو چو  
ہوتی ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے فرمایا ہے۔

البتہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ جب عوالم مختلف ہیں یعنی عالمِ ناسوت و ملکوت  
ایک شے کی وجہات و لاجہات، اور ان کے ذکر و فہم بھی مختلف اور جدا گانہ ہیں جس کی تصریح  
حضرات اولیاء اللہ کے مصنفات میں موجود ہیں تو پھر ان اعمال کی وضعی مناسبت حال  
صورتیں بھی مختلف ہوں گی، مثلاً اگر عقل، عالمِ اجسام و ناسوت کے مرتبہ کا ہے تو یہ اس کی  
صورتیں اسی عالمِ اجسام و ناسوت کی شبہیہ کے موافق ہوں گی، اور اگر عقل عالمِ ملکوت کا ہے  
تو اس کی صورتیں اسی عالم کے موافق ہوں گی۔

حضرات اہل اللہ کی تفسیرات اور استفرا کے تتبع اور زلزال سے عالمِ ناسوت کی صورتوں  
کا اختصار، جمادی یا حیاتی یا انسانی ان چاروں صورتوں میں اور شکلوں میں معلوم ہوا  
اور یہی ”راز فنا“ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حافظ فیض الرحمن کی قوت مؤثرہ صو  
حیوانی، بشر کے پیچہ کی صورت میں کہنی“

ولادت معنوی کا بیان (۵) ولادت معنوی کی دو قسمیں ہیں اسرارِ جالی کی تاثیر سے پاک

اور اسماء جلالی کی تاثیر سے ناپاک لاوت معنوی ہوتی ہے، پاک لکوں سے پاک اور ناپاک لکوں سے ناپاک لاوت ہوتی ہے، پاک سے ناپاک اور ناپاک سے پاک لاوت ہرگز نہیں ہو سکتی اسی طرح قوت مؤثرہ کی بھی نہ قبیل ہیں، پاک لاوت معنوی کی تاثیر سے جو قوت مؤثرہ حاصل ہوتی ہے وہ پاک ہے اس سے ہمیشہ افعال محمودہ اور اعمال صالحہ نیک اور اچھے کام ہوں گے، اور ناپاک لاوت معنوی کی تاثیر سے جو قوت مؤثرہ حاصل ہوگی، اس سے ہمیشہ افعال غیر محمودہ اور اعمال غیر صالحہ ربا اور بڑے کام ہوں گے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، کا حفظ فیض الرحمن کو ناپاک لاوت معنوی، حیوانی شیر کے پیچھے کی صورت میں حاصل تھی جس کو حضرت فخر العابدین نے اللہ تعالیٰ کے حکم وارادہ سے راہ اور اسی کی وی مولیٰ توت سے) مار کر جلا دیا، اور ناپاک ہیں کا ڈویا یعنی وہ توت قتل کر دی گئی، اب مسلمانوں کو گمراہ نہیں کر سکتی۔

(۶) اب یہ امر، کہ قوت مؤثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے جیسا کہ قوت مؤثرہ حقیقیہ | حضرت قبلہ فخر العابدین رضی اللہ عنہ فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ:-

صفات جمع ہے صفت کی راہ و تعبیر، صفت کی یہ ہے (صفت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے، جو اُس کے متبوع کی ذات میں حاصل ہو۔ مثلاً ذیہ عالم، ترکیب میں ذیہ، موصوت، اور عالم اس کی صفت ہوئی، اور علم کی اسناد ذیہ کی صفت کی گئی ہے۔ اور وہ غیر ہے، ذات ذیہ سے،

اسی طرح "قوت مؤثرہ" غیر ہے، فیض الرحمن کی ذات سے، کیونکہ وہ وصفی جوہرہ مثالی ہے۔ پس فیض الرحمن موصوت اور متبوع ہوا، اور اُس کی قوت مؤثرہ صفت اور تابع ہوئی۔ اس لئے ذات سے علیحدہ صفات ہے)

قوت مؤثرہ پر سلب و دلالت کا رد | (۷) اب قوت مؤثرہ پر سلب یا ملکہ وارد نہیں

کا معاملہ یہ ہے، کہ رافضیوں میں حضرت قبلہ فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حافظہ فیض الرحمن کی فقیری یعنی قوتِ مؤثرہ کے ہلاک ہوئے کا ذکر فرمایا ہے۔

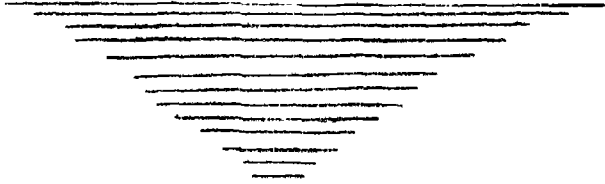
واقع ہو کہ قوتِ مؤثرہ پر سلب اور ہلاک دونوں واقع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ مرعشی ہوگا کہ فلاں نے فلاں کا حال سلب کر لیا، سلب بمعنی خُش اور قید کے ہے، جس کی خلاصی اور دہائی، مدتِ پوری ہونے پر ہو سکتی جیسے کسی قیدی کو عینِ سرِ لودی ہو چکا پر جلدی کھانسنے یا چل چوتی ہوئی طرح سبیل بھی واپس ہو سکتا ہے ہلاک بمعنی قتل ہے اس کی واپسی نہیں ہو سکتی، یہ مانند موت ہے، یعنی اگر کسی کو پھانسی پر موت آ جائے تو پھر وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔

تقوُّت اور سبیر کی کتابوں میں سلبِ حال اور ہلاک و سلب و ہلاک کے اوقات قتل کے اوقات بہت لکھے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے کتابِ زُبْدۃ الآئاد، ”مطبوعہ“ ”گیت سنگ کمپنی“ لاہور میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے دو شخصوں کی نسبت فرمایا کہ ”ہم نے خدا کی یاد گاہ میں اُن کی گردن مار دی۔“

”گردن مار دیئے“ کے یہ معنی ہیں کہ ان لوگوں کی قوتِ مؤثرہ کو خدا کے حکم سے حضرت غوث اعظمؒ نے، عالمِ مثال میں ہلاک اور قتل کر دیا، اس قوتِ مؤثرہ سے اب کوئی قصرت صُادر نہیں ہو سکتا!

حضرت فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خدا کے اسی طرح حافظہ فیض الرحمن اور مرزا غلام احمد مہتمم سے یہی حدِ ممت اسلامِ بجا دیا، دیانی وغیرہ کی قوتِ مؤثرہ سبکِ کمر خدا غضبِ الہی سے ہمارے حضرت مرشد و مولانا فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حقِ پرست سے قتل و ہلاک کر دی گئی ہے۔ اب اس قوت سے کسی تفرق

اظہور نہیں ہو سکتا - اور نہ ان کے طریقے کا عروج ہو سکتا ہے - بلکہ تنزیل ہی  
ی تنزیل ہوتا رہیگا - انشاء اللہ تعالیٰ -



# راز فنا کے بعض مضامین کی کچھ اوجوشتا

## ولادت معنوی اور قوت مؤثرہ!

مذلو

مذکورہ بالا مضامین سے ”ولادت معنوی“ اور ”قوت مؤثرہ“ کے ولأعلیٰ از روئے تشریع و طبعاً نہایت ہوئے اور اس کی توضیحات و تشریحات سے قارئین کرام مستفیض ہوئے اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تنازع اور پروز اور ولادت معنوی کا فرق دانتیا ز کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: ”دوسرے مذاہب والوں نے ”تنازع“ کو لکھا دوسرے مذاہب والوں کی غلط فہمی ہے مگر غلط لکھا ہے جو معنی وہ بیان کرتے ہیں اُسے ناسمج نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ نوزوج کا نفرت ہے جسے بروز کہتے ہیں، بروز زندہ بھی کر سکتا ہے اور مرد بھی مولا امین شاہ عہد العزیز صاحبِ محدث دہلوی نے ”فناوی عزیزیہ“ میں بروز کے مسئلہ کو لکھا ہے۔“

بروز کے لغوی معنی ہیں باہر نکلتا، ظاہر ہونا اور اصطلاحِ صوفیہ کرام میں، ایک رُوح کے دوسرے کی رُوح میں نفرت کرنے کو بروز کہتے ہیں۔

اب فناوی عزیزیہ کی اصل عبارت لکھی جاتی ہے جناب شاہ فناوی عزیزیہ میں لکھا ہے عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مصنون اور فتویٰ کسی خط اور

فتویٰ کے جواب میں تحریر فرمایا: ملاحظہ ہو ترجمہ فتاویٰ عزیزی موسومہ سرور عزیزی  
مطبوعہ نجر السطایع لکھنؤ جلد اول صفحہ ۲۸۳

”مولانا شاہ عبد العزیز حرا اپنے مخاطب کے لکھتے ہیں: مسئلہ بروز و تہ تیغ میں جو کسی کتاب  
بروز سے نقل کیا تھا اور سب کے اور جو فرق بروز و تہ تیغ میں لکھا تھا۔ وہ بھی مرہجاً فرق ہے  
بلکہ صدو فیہا کے نزدیک نصرت رُوح کا یعنی بروز رُوح کا رُوح میں زندہ یا مردہ کے اصل میں  
فواصل سے حقیقتہً اٹھائے تھے تعالیٰ تقدس کے ہے اور چونکہ نسبت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے  
ساتھ نسبت ظاہر کی، ساتھ مطاہر، اور قبولیت کے ہے اس واسطے مخلوقات میں بھی اس  
طرح کا تصرف نہایت ہے، البتہ اس طرح کا نصرت مخلوقات کی جو کہ ملائکہ اور جن سے ہیں، ان  
کی عادت میں داخل ہے اور عام طور پر یہ نصرت سب ملائکہ اور جن میں ہے اور بعضے دیگر  
مخلوقات کہ ارواح نبی آدم کے ہیں۔ اُن سے اگر صدو اور اس طرح کے تصرفات کا ہووے  
تو اُن کے بارے میں خرق عادت سمجھا جاتا ہے اور نقصانِ اَللہِ اَکْبَر میں ایسے تصرف کا صدو  
بہت منقول ہے اور خود شیخ اکبر راجی (عربی) نے اس بارے میں اس قدر روایت کی ہے  
جو اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی ہے اور وہ ارواح جن کے ساتھ ارواح نبی آدم کی مشارکت  
ہو جاتی ہے چنانچہ یہ امر شیخ صدو وغیرہ میں ثابت ہے تو اس مشارکت کی وجہ سے اس شخص میں  
کچھ نقصان یا قبح لازم نہیں آتا، جس شخص میں کہ یہ مشارکت پائی جاتی ہے اس واسطے  
کہ مشارکت و تشکیل اشکال مختلفہ میں اور میان ملائکہ و مشیاطین کے ثابت ہے اور اولیاء اللہ سے  
بھی بہت منقول ہے، چنانچہ قصہ چہل غزل سید علی ہمدانی قدس سرہ وغیرہ کا اسی قبل سے

اور اس سے اولیاء اللہ اور ملائکہ میرا ہرگز قدر

و نقصان لازم نہیں آتا۔ تو اگر شیاطین کو، بہ سبب اقتضائے مشرقت اُن کے اس قدر مشابہت ملا کہ اور اولیاء کے ساتھ حاصل ہو جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے، اس واسطے کہ ہر جنس میں نیکیوں اور بدوں میں باہم اکثر امور میں مشارکت رہتی ہے اور مثل مشہور ہے ع اُچھے آدمی کند، پوئیہ ہم

اور نیک و بد کے اس تصرف میں فرق ہے، اس واسطے کہ شیاطین شیخ سید غوث کے مانند، یہ تصرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ بنی آدم کو تکلیف دیں اور اپنے معبود ہونے کا بنی آدم کو گمان کرا دیں تا بنی آدم ان کی عبادت کریں، اور ان کی ذرمانیں اور ان کے نام پر جانور ذبح کریں اور اراج مقدسہ یہ تصرف اس واسطے کرتے ہیں کہ دوسرے کی رُوح بلی کیفیت مجروحہ حاصل ہووے اور نیکیوں اور بدوں کے تصرف میں جو فرق ہے اس کا دار و مدار نیت پر ہے یعنی نیکیوں کی نیت صالح ہوتی ہے اور بدوں کی نیت فاسد ہوتی ہے اور یہ عمل دونوں کا بظاہر ایک ہی طور پر ہوتا ہے چنانچہ طلیقہ کھا رہا مجاہدین . . . . . دونوں کا استعمال آلات جنگ میں اور تلوار چلانی میں اور نیزہ سے مارنے میں، اور قواعد سپہ گری میں یکساں ہوتا ہے، اور فرق کھا رہا مجاہدین میں باغبار نیت کے ہے، مجاہدین کی نیت صالح ہوتی ہے اور کھا رہا کی نیت فاسد ہوتی ہے۔

اور مشابہت اراج مقدسہ اس عمل کی شیخ سید وغیرہ شیاطین کے اس عمل کے ساتھ صوفیاء کے نزدیک چنداں مستبعد نہیں، اور یہ نائید میں شیخ ابن فارض مصری رحمۃ اللہ علیہ کے واقع ہے۔

اور مولانا دوم قدس سرہ نے وہی معنی فارسی میں فرمائے ہیں۔ (نقوی)

چوں پری غالب شود بر آدمی گم نشود از مرد و صفت، مرد می  
چوں پری را این دم و قانون بود کردگار آل پری خود چوں بود  
اور میر (کمید) یہ ہے کہ جو نسبت قیومت روح کو اپنے بدن کے ساتھ ہوتی ہے  
روح وہ نسبت دوسری روح میں پہنچا سکتی ہے، بشرطیکہ اس دوسری روح کو اس  
روح کے ساتھ (راہ) مناسب ہو اور وہ دوسری روح گویا اس روح کی روح  
ہو جاتی ہے، اور جس قدر زیادہ مناسبیت اس روح کو دوسری روح کے ساتھ ہوتی ہے  
اسی قدر اس تصرف کا زیادہ ظہور اس دوسری روح میں ہوتا ہے، حتیٰ کہ حقیقتہً الھماق میں  
کہ روح جمیع ارواح کی ہے۔ یہ معنی 'نہایت کامل اور نہایت متحقّق ہوتا ہے۔ اور اس جتنا  
سے ہر روح پر اس تصرف کا فیضان ہو سکتا ہے، 'الذیہ' قبول کرنے والے کی استعداد و ظرف  
ہے، اور یہ امر نفوت کے قواعد کے مطابق ہی ہو سکتا ہے، لیکن علمائے ظاہر اس تصرف  
کو تلبیسات و شیطانیہ وجہ پر حل کرتے ہیں، اس واسطے کہ اس طرح کے تصرف کا اثر  
جس شخص پر ہوتا ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ اپنا نام  
کسی بزرگ کا نام بتلاتا ہے تاکہ لوگ اس کو برا نہ جانیں، اور اس کی تعظیم کریں۔ اور اس کی  
بات پر اعتقاد کریں اور مسائل نفوت اور مضامین مخصوص کو بیان لینا جن اور شیطانیہ کے  
لئے آسان کام ہے، البتہ بعضے نیاطین اس طرح کے تصرف سے ہر سچا پہکائے کا قصد  
کرتے ہیں۔ تو خواص اس فریب میں نہیں آتے اور بعضے نیاطین اس تصرف کے ذریعے  
سے پہلے ارشاد و تعلیم کرتے ہیں اور اس طریقے سے لوگوں کو اپنی تعلیم و ارشاد کا نوکر بناتے  
ہیں تاکہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں اور اس فریب میں عوام کے مانند خود بھی آجاتے  
ہیں، اور اسی غرض سے وہ نیاطین اپنا نام بزرگان دین میں سے کسی بزرگ کا نام بتلاتے ہیں

چنانچہ جبہ منوانتر ہے کہ زمانہ جاہلیت میں (یعنی ظہور قدسی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے زمانے میں) شیاطین بعضے انتخاب پر مشتملاً سنن اور سطح اور اس وقت کے دیگر کاموں پر اسی طور سے آتے تھے اور یہ چیز قابل انکار نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس دعوے کی دلیل علماء نے ظاہر کے نزدیک یہ ہے کہ اگر نہایت سولے کے صدور اس طرح کے تصرفات کا ارواحِ طیبہ انبیاء اولیاء سے اور ملائکہ سے اور حتیٰ تعالیٰ سے بھی ہوتا ہے۔ حالانکہ یقیناً قطعی طور پر ثابت ہے کہ اس طرح تصرف کا صدور شیاطین اور ارواحِ خبیثہ سے ہوتا ہے تو بعضے امور شرعیہ میں اشتباہ قوی لازم آئے گا اس واسطے کہ چند دجال کذابین کی خبر شرع سے ثابت ہے تو ممکن ہے کہ وہ دجال کذابین اس طرح کا فریب کریں کہ بروز روحِ مفہوم کا اپنے میں غلط دعوے کر یعنی اپنا نام مثلاً انبیاء میں سے کسی نبی کا نام بتا دیں اور کچھ افعال اقوال صادر کریں جن کی وجہ سے لوگ اور کچھ کذابین اہل نبی کو مستحکم کر دیتے بلکہ دجال کبر کہ بروز تحقیقاتی مبالغہ اپنے میں غلط دعوے کریں کہ تو سب کوئی سنا کرنا اور ان کے انکار کیا کرتے ہیں اور بعضے اولیاء کریمہ جو قصہ منقول ہے جیسے کہ نفحاتِ رحمت مولانا جامی رضی

میں (حضرت) اوحید الدین کرمانیؒ کے ذکر میں ہے اور ایسا ہی ”فتوحات شیح اکبر“ میں مذکور ہے تو وہ اولیاء کا ان کے زمانہ حیات میں ہوا کہ ان اولیاء نے کرام سے کسی دوسرے زندہ شخص کی روح میں اپنا تصرف کیا اور اس کی روح کو متعطل کر دیا اور بجائے اس کے اس شخص کی زبان سے خود کلام کیا اور بہ امر مقامِ انتہا نہیں اس واسطے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں فریب کرے اور زندہ لوگوں میں سے کسی کی روح کے بروز کا اپنے میں غلط دعوے کرے، یعنی فریب سے اپنا نام اس شخص زندہ کا نام بتا دے تاکہ لوگوں کو مغالطہ ہو دے کہ اس شخص زندہ کی روح کا حلول اس شخص کے بدن میں ہوا ہے اور

اس شخص کے قول و فعل کے مانند یہ شخص نسیب و سہندہ قول و فعل دہا کرے، تو ممکن ہے کہ یہ شبہ اس طرح دفع کر لیا جائے کہ اس شخص زندہ سے دریافت کیا جائے کہ آیا انی واقعہ اس دوسرے شخص کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط ہے تو اس امر کی تحقیق ہو جائیگی اور شبہ رفع ہو جائے گا۔ تجلات ان ادراج کے جو عالم بروز ہیں اور تجلات ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کے کہ اگر کوئی شخص فریب دیو سے اور بروز کی ادراج میں سے کسی کی روح کا بروز اپنے میں گمان کر لے تو ایسی صورت میں اشتباہ رفع کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ ممکن نہیں ہے کہ ان ادراج میں سے جو بروز ہیں اور ملائکہ سے اور حضرت حق تعالیٰ سے حقیقت حال دریافت کی جائے کہ اشتباہ رفع ہو جائے۔

اور صوفیہ کے نزدیک مطلقاً کرب سے کہ ادراج اولیاء کا بروز ہر حال میں کسی دوسرے میں ہو سکتا ہے خواہ وہ اولیاء زندہ ہوں یا اسوات سے ہوں تو صوفیہ علماء نے ظاہر کی (اس دلیل کے جواب میں کہتے ہیں کہ جو اشتباہ تبلیس کہ سوزج الزوالیٰ زجلدی و در ہو جاتا ہو اس سے کچھ حرج لازم نہیں آتا، اور یہ تبلیس و اشتباہ ایسا ہی ہے کہ دلائل کتاب و سنت و احکام شرعیہ میں کچھ بھی خوا کرے سے زائل ہو جائے۔) پس اس شخص کے افعال و اقوال میں غور کرنا چاہئے، اگر وہ قواعد شرعیہ کے موافق ہوں تو جاننا چاہئے کہ بروز روح پاک کا اس میں ہوا ہے اور اگر اس کے اقوال و افعال تو اعد شرعیہ کے خلاف ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ بروز روح خبیث کا اس میں ہوا ہے یا

اس مسئلے کی تحقیق اور اثبات کے لئے فتاویٰ عزیزیہ کی حنفی عبارت ضروری ضرورت کے بقدر تھی اس کتاب کے مولف نے نقل کر دی اور طوالت کے خیال سے اختصاراً پھر کرنا۔ ثنائین تصوف کی کتابوں میں اس کی تصریحات ملاحظہ کر سکتے ہیں اور نفحات

اور سنتحات وغیرہ جن کتابوں کا نام حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے یہ بکثیر مغلوبات کے لئے اُن کو دیکھ سکتے ہیں۔

بروز میں تصرف ایک رُوح کا دوسرے کی رُوح میں ہونا ہے، اور اس کی بروز و تنازع کا فرق مختلف صورتیں ہیں، جیسے، بروز تنازعہ وغیرہ، مگر وہ نادر اور قلیل الوقوع ہے۔

بروز جس طرح نیک انسان سے ہو سکتا ہے اُسی طرح بد انسان اور جلی پڑی اور نبیٹ شیطانی رُوحوں سے بھی ہو سکتا ہے۔

بروز زندہ بھی کر سکتا ہے اور مردہ بھی۔ اور اس رُوح زندہ منصرف غالب کا تعلق اپنے جسم و قالب سے بھی باقی رہتا ہے، اور مغلوب اور منفعل ہونے والی رُوح کی رُوح ہو جاتی ہے اور اس میں تصرف کرتی ہے اور اس رُوح مغلوب انسانی سے استدراج یا فرق عادات و کمالات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

یہ بروز بیشتر تو تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے اور زیادہ چند گھنٹوں کے لئے اور آؤ اور درودوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ منصرف غالب رُوح شخص مغلوب و منفعل میں دوام اور ہمیشگی کے ساتھ حیات طبعی اور جس و حرکت بخش کرتی ہو جیسے کہ تنازع میں بیان کیا جاتا ہے بلکہ وہ شخص مغلوب و منفعل تو بروز سے پہلے بھی زندہ اور حساس اور متحرک بخار بروز کے بعد بھی ہے

ہندو مذہب میں جو تنازع بیان کیا جاتا ہے بروز میں اور تنازع میں فرق یہ ہے کہ تنازع عبارت ہے منفصل و متعلق ہونا ایک رُوح کا اپنے بدن عسری سے مفارقت کر کے دوسرے قالب عسری میں، یعنی ایک چولے سے دوسرے چولے میں جہنم لینا، خواہ

وہ چولہ اعلیٰ درجے کا ہو یا ادنیٰ اور جے کا اور یہ تعلق اسی بدنِ غصریٰ میں عطرِ طیب، ایک  
ایکجاؤ اور شہوتِ حیات اور حس و حرکت پیدا کرنے کی غرض سے ہوگا۔

اور تنازع میں اسدِ راج یا فرقِ عادات یا اظہارِ کمالات مقصود نہیں ہوتا، اور  
اس روح کو ادنیٰ غالب ہے تعلق نہیں رہتا، اور نہ وہ کسی زندہ اور مردہ کی روح سے  
مغلوب و مغلوب ہوتی ہے نہ دوسری روح کا اس میں تصرف ہوتا ہے جیسے کہ بتود میں  
ہوتا ہے۔

اس غلامہ سے ناظرین پرہیز اور تنازع کا فرق صاف طریقہ سے ظاہر ہو گیا، اب  
اس معنی کی مزید وضاحت کے لئے بطور تمثیل ایک حکایت لکھی جاتی ہے۔

چند سال ہوئے کہ دہلی کے بعض غیر مسلم اخباروں میں تنازعِ آؤ اؤ گون کے  
آؤ اؤ گون کا نام نہ اثبوت کا بہت بلند آہنگ تذکرہ ہوتا رہا کہ دہلی کے قریب ایک مہندڑی  
ہے جو اپنے پیچھے جسم کی بانیں ٹھیک ٹھیک بتاتی ہے کہ اس کا پیچلا جسم کہاں اور کس گھر  
میں ہوا تھا اس کے رشتے دار کہاں اور کون کتنے، جوت جوت لوگ آئے دیکھنے اور اس  
کی بانیں سننے کے لئے جاتے آتے رہے چند روز کے بعد یہ چرچا ختم ہو گیا، اس کی نسبت پھر کچھ  
سننے میں نہیں آیا۔

یہ تنازع نہ تھا دراصل بروز تھا، کسی جن یا کسی خبیث روح یا شیطان نے اس  
خبیثت انہ کی روح کو مغلوب کر کے یہ بانیں اس کی زبان سے کہلائیں تاکہ مخلوق  
مغلوب اور متحیر ہو کر آؤ اؤ گون کے غلط اعتقاد پر یقین کر لے۔

حقیقتاً یہ بروز تھا، اگر اخبار و اے اور دوسرے متعقدینِ غفیدہ تنازعِ اسلام  
کی روشنی میں اس واقعہ کی تحقیقات کرتے سمجھنے اور دیکھنے تو اس مغالطے میں نہ پڑتے۔

خود مہند و عقیدے کے مطابق ایک مردہ کی رُوح کا دوسرے قالب میں جنم لینا بہ اوگون یا پرجنم ہے نہ کہ خرقی عادات ظاہر کرنے اور پچھلے جنم کی باتیں جنانی !  
تناخ اور ولادت معنوی کا فرق | ارشاد مبارک درج کیا گیا، اسناد اصح اور ولادت معنوی  
 یعنی ولادت ثانیہ کا فرق ذیل میں لکھا جاتا ہے :-

ارشاد فرمایا: "تناخ اور ولادت معنوی یعنی ولادت ثانیہ میں فرق یہ ہے کہ  
 تناخ میں بقول حکماء ایک کی بین رُوح دوسرے قالب داخل ہوتی ہے اور ولادت  
 معنوی میں ایک کی "قوت مؤثرہ" سے دوسرے میں ایک "قوت پیدار" ہوجاتی ہے عین  
 رُوح میں جانی اور وہ رُوح کی ایک صفت ہے۔"  
 یہ ہے "ولادت معنوی" اور "تناخ" کا فرق و امتیاز ! اوپر جو معنون تحریر  
 ہوا ہے دونوں کا فرق و امتیاز اس سے صاف ظاہر ہے۔

جو لوگ کہ "تناخ" را ایک رُوح کے دوسرے جسم میں جنم  
تناخ کا مفہوم سمجھنے میں مغالطہ | لینے اور پچھلے بدلنے کے قائل ہیں، اُن کو مغالطہ اور  
 غلط فہمی، تناخ کی اصلیت سمجھنے میں ہوئی، اور اس غلط فہمی کا سبب ولادت ثانیہ  
 کی اصلیت کو نہ جانتا ہے۔ ولادت ثانیہ کی اصلی صورت، کونہ سمجھا، ایک دوسرا  
 خاکہ اور ڈھانچہ غلط فہمی پر اپنی طرف سے بنا لیا۔

ارشاد فرمایا: "تناخ کی حقیقت ولادت ثانیہ ہے، جسے  
 قوت مؤثرہ کا اثر دیکھ کر | ہم نے رسالہ "راز فنا" میں لکھا ہے کہ کسی اہل تصرف  
 درویش یا جوگی وغیرہ کی "قوت مؤثرہ" سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت

پیدا ہو چکے تو اس کو ولادت منوی یا ولادت ثانیہ کہتے ہیں۔

حقائق بتانے کے لئے اس کی حقیقت کو نہ پایا، اس وقت منورہ کو عین روح  
 چکر میں پڑ گئی۔ سمجھ کر روح کے دوسرے قاسب میں داخل ہوئے، کیا یقین کیا حقیقت کے سمجھنے میں  
 مضامین اور ان کے چکر میں چمکنے والی تھی۔ چورہ چمکنے والی تھی کہ ولادت ثانیہ کا منورہ یعنی دونوں کو  
 ایک ہی بات سمجھنے جو واقعہ کے مطابق اور اسلامی اصول کے موافق ہے، قریب قریب کی  
 حقیقت واضح تھی جس کے مانتے ہیں کہ نئی مضامین تھیں نہ تھا مگر۔

چوں تہیز حقیقت رو افسانہ روند

اور نہ فرمایا، حق بات یہ ہے کہ جنہوں نے مشاہدہ کے  
 انکشاف حقیقت مشاہدہ سے ہوا۔

اس بات کا علم نہیں مگر جنہوں نے مشاہدہ  
 کیا اور دیکھا، انہوں نے لکھا نہیں  
 اور جنہوں نے لکھا، انہوں نے دیکھا نہیں اس نیاں آرائی کی اور مٹی سنائی باتوں پر اتفاق  
 اور بھر دے کیا ہند (غلط کھ گئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ علم دیا، اور ہمیں دکھایا گیا یہ باتیں  
 یقین گراہ لوگوں کے سلسلہ بیان میں آپ نے ارشاد فرمائیں۔ اس لئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف  
 سے اس کے لئے مامور فرمائے گئے تاکہ مخلوق حق و باطل میں تیز کرے اور اسلام کی ہدایت  
 پر چلے۔ وما علینا الا البلاغ۔

فرمایا: ایک روز (عالم اور رحیم) ہم وہاں گئے جہاں حضرت  
 آنحضرتؐ بزرگان ہندو سے باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے زمانے کے مہند و فقیر تھے  
 ان لوگوں نے کہا کہ ولادت منوی اور تاج کو آپ سنہ جو دیکھا اور سمجھا ایسی شجہ ہے

خدا کے احکام اور قانون بدل کر رہے ہیں۔

راہنوں نے کہا، اس زمانے کے ہندو فیر جس تنازع کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں  
زمانہ حال کے ہندو کلمہ تنازع انہیں نہیں ماننا چاہئے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: ہم نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے  
پہلے زمانے کے ہندو فیروں کی فیری یہاں ہم کو کلام نہیں، ہرنی کے وقت کے احکام بہت  
صحیح اور ان احکام پر چلنے والوں کی فیری بہت ٹھیک ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت  
رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شریعت اور جو طریقت، منصب  
نبوت کے ساتھ عطا فرمائی، وہ آخری اور جامع ہے، اب اس سے حرام و حلال اور پاک  
دنا پاک کی فیر ہوئی۔ بکری حلال ہوئی اور خنزیر حرام، اب اسی شریعت و طریقت پر چلنے  
سے دنا پاک کی فیری حاصل ہوگی اور سابق کے سب دین اور ان کی فیری سنو خ ہوگئی، واپس  
خدا ہونے کا اور نجات کا انتہا راستہ اب صرف اسلام ہے۔

### التناسس مؤلف

جس طرح تنازع کے معنی سمجھنے میں یعنی ولادت معنوی اور ولادت نامیہ  
عیسائیوں کی غلط فہمی اس کی حقیقت نہ پہچاننے میں صاحبان مذہب ہندو سے غلطی ہوگئی، اسی  
طرح ولادت معنوی کو نہ سمجھنے سے عیسائی اور یہودی صاحبان نے دھوکھا کھایا۔ یہی مذہب والوں  
کے مغالطہ کا سبب تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کا مقلد ہے کہ حضرت مسیح علی نبینا و  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کو باپ کہا ہے (جیسا کہ موجودہ انجیل میں ہے) تو عیسائی صاحبان  
نے اس کے ظاہری معنی لئے چونکہ آپ قدرت خداوندی سے پہلے باپ کے محض اپنی والدہ  
حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے شکم مقدس سے پیدا ہوئے تھے مثل حضرت آدم کے

جن کی پیدائش بے باپ اور بے ماں کے محض قدرت الہی سے ہوئی، اُن مثیل عیسیٰ و عیسیٰ  
کشل آدم، رفرآن مجید، اور چونکہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کو اپنا باپ کہہ کر  
پکارنا دیکھا، اس سے عیسائیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپ واقعی خدا کے بیٹے ہیں۔  
اگر بالفرض حضرت یحییٰ کا خدا کو باپ کہہ کر پکارنا مانی بھی لیا جائے کہ آپ نے  
واقعی ایسا فرمایا ہے، تو یہ، ولادت معنوی کے اعتبار سے ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

اس لئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہدایت دیکھی  
حضرات انبیاء کی ولادت معنوی اور ولادت معنوی مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کی ذات  
مقدس کے ساتھ کسی نبی کے لئے بھی، اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کے سوا کوئی دوسرا مادی  
بادی نہیں ہو سکتا، باین معنی نبی، صاحب مولود، اور اللہ سبحانہ تعالیٰ بادی برحق اور والد  
معنوی ٹھہرا، اور یہ ولادت عالم منترہ و مقدس کی ولادت ہوئی، نہ یہ کہ اس عالم مادی  
کی طرح ظاہری ولادت، جیسے کہ عرفا انسان کو، باپ اور ماں دونوں سے فرزند و جنین چہنہ  
کی ولادت ہوتی ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کو باپ کہنا جو ولادت معنوی کے  
مزد اسرار نہ سمجھے، مفہوم پر منطبق ہے، عیسائیوں نے اس ولادت معنوی کے دعوے کو  
نہ سمجھ کر ظاہری ولادت دنیاوی پر محمول کیا، اور کفر و شرک میں مبتلا ہوئے اور صراطِ مستقیم  
سے ہٹ چکے گئے، نقالی اللہ علیہم السلام۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی ولادت معنوی اور ان کی ولادت معنوی میں یہ فرق ہے  
نبی اور انبی کا فرق، حضرات انبیاء علیہم السلام کی ولادت معنوی تو بیکسی واسطہ سے انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی  
سے ہے اور ان کی حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کی امت کے اوپر کرم کے ذریعے اور واسطہ سے ہوتی ہے۔

آغاز اسلام کے زمانے میں یہود کا حبیب، یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عمرؓ علیہ  
 یہود کی غلط فہمی | اسلام خدا کے بیٹے ہیں، تو یہ بھی ان کا زعم نامہ تھا اگر حقیقت ولادت  
 معنوی سے آگاہ ہونے تو وہ بھی دھوکہ اور مغالطہ میں نہ پڑتے۔

مؤلف، ہر مذہب کے لوگوں اور تمام ہندوگان خدا کا پھل چاہتا ہے  
 الناس مؤلف کتاب | اسے کسی مذہب اور کسی فرقہ سے خاصیت ذاتی نہیں، پس ہر  
 مذہب کے اصحاب سے الناس ہے کہ اس کتاب کے مضامین کو سمجھنے کو کشش کریں بقصص  
 کی نظر سے مطالعہ نہ کریں، بلکہ شناسی اور تحقیق بینی کے نقطہ نظر سے دیکھیں، دعا ہے کہ حق  
 سبحانہ تعالیٰ سب کو اسلام کے فیضان و برکات سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

آؤ خصوصیت کے ساتھ حضرات اہل اسلام سے درویش  
 الناس حضرات اہل اسلام سے | ہے کہ بے شریک کسی درویش اور غیر اسلام کسی فقیر کی طرف  
 متوجہ نہ ہوں، خواہ اس سے کیسے ہی کمالات کا اظہار ہوتا ہو۔

اسلام کی پاک فقیری کے سوا، غیر اسلام اور غیر شریعت اسلام ہر ایک فقیری  
 بے سود اور مضبوط ہے، جس سے نہ کمال نصیب ہو سکتا ہے نہ نجات۔

فقیر اسلامی کا یہ کلمہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو چیز حرام و حلال  
 کلیۃ فقیرہ | دونوں سے مرکب ہوتی ہے اس کا مجموعہ بھی حرام ہے، پس پاک درویشی  
 کو پاک درویشی سے ملانا چاہیے۔

اس محل پر مولائی و مرشدی حضرت نضر العارفین قدس  
 نصائح حضرت نضر العارفین | سرکے مریدین کے لئے اور عامۃ المسلمین کے  
 لئے جو نصیحتیں فرمائی ہیں، نصیحتیں اور ساتھ ہی دوسرے ناپاک درویشوں کے

حالات کا جو علم عالم غیب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ان کا بیان اب  
 درج کتاب کیا جاتا ہے !

—————

# خدا اہل اسلام کو ناپاک فقیر سے بچا

## اب فقیر کی انتہائی شان اسلام ہی میں ہے!!

ارشاد فرمایا: ”فقیر جو گھوڑوں میں بھی ہے، ان میں زبردست فقیر غیر اسلام فقرا ہوتی ہے، مگر ناپاک، ہندو مذہب میں (ایک نفوذ شاستر) ہے اور دوسرا یوگ (وید) شاستر ان کی مندرجہ ”اور جوگ (یوگ) ان کی طرقت شاستر کے ماہر کو پختہ کہتے ہیں اور جوگ (یوگ) کے ماہر کو جوگی (یوگی) اور سواہی کہتے ہیں۔

عیسائی مذہب میں بھی فقیر ہے، عیسائی مندرجہ (بائبل) کے ماہر کو فیس (او) رہے شادی بیاہ تنہا وہ کمر زندگی بسر کرنے والے (فقیر کو) راہب کہتے ہیں، قرآن مجید میں دونوں کا تذکرہ ہے۔

ذٰلِكَ بَانَ مِنْهُمْ قِسِيَّةٌ وَرُهْبَانٌ اٰلِ

ان میں تیس (علماء) اور رہبان (درویش) ہیں۔

بودہ مذہب کے فقیر کو (اس ملک میں) بھنگی کہتے ہیں۔

پس کونسا مذہب ہے جس میں فقیر نہیں ہے، مگر دعوت حضرت نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب ناپاک (منسوخ) ہے، ہمیں تو اس فقیر کی عزت ہے

جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔

جس طرح اسلام کے بعد تمام مذاہب منسوخ ہو گئے اسی طرح اُن تمام دینوں اور مذاہبوں کی فقیر کی بھی منسوخ ہو گئی۔

اسلام کا بیل و مکمل مذہب ہے۔ اسلام کی شریعت و طہریت و فرائض کا بیل و مکمل ہے۔ فقیر کی بھی کامل و مکمل رہائی ہے۔ ہم اس کی ضرورت نہیں۔ ہم وہ فقیر چاہتے ہیں جو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے سکھائی۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا: کہ کبیر داس، فقیر ہوئے ہیں، بہشت زبردست رہے اور دوسرے (زبردست) فقیر بھی ہوئے ہیں، مگر ران کی فقیر کیا تھی؟ ہمارے لئے ناپاک!

غریب نواز۔ نائب رسول اللہ، خواجہ بزرگ حضرت خواجہ بزرگ اور معرکہ اہلبیہ حضرت خواجہ معین الدین (رضی اللہ عنہ) سے جے پال جوگی کا جو باطنی معرکہ ہوا اور جو لڑائی ہوئی، تم نے سنی ہوگی۔ جے پال جوگی نے مدد العہد کی محنت و ریاضت سے ایسی جسمانی رفاقت حاصل کر لی تھی کہ ہوا پر اڑتا تھا، اور بعض فقرے بھی اس نے دکھائے، حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں کو حکم دیا کہ جا، اور جے پال کو ہوا سے اُتار لا، چنانچہ راکپ کے ہاتھ مبارک کی وہ کھڑاؤں اُڑی اور اُس کے سر کو مار لی ہوئی، اُسے زمین پر اتار دیا، مقابلہ میں ایسی بڑی شکست کھانے کے بعد آخر جے پال نے حضور غریب نواز کے ہسٹ خنی پرست پر اسلام قبول کیا۔

حضرت اولیاء اللہ سے ایسے واقعات اور بھی ظاہر ہوئے کہ ناپاک و گنہگار فقیروں اور جوگیوں نے بزرگان اسلام سے باطنی لڑائی کی اور شکست

کھانے کے بعد اسلام قبول کر لیا،

فرمایا: ”ہم بیشتر نہیں جانتے تھے کہ فقیری  
ناپاک فقیرہ سے آگے ترقی نہیں کر سکتے | پاک اور ناپاک دو طرح کی ہوتی ہے اگر اس  
سال حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا کہ بہت سی فقیروں پاک اور بہت سی فقیروں  
ناپاک ہیں، ان ناپاک لوگوں کی فقیری بھی بہت زبردست ہوتی ہے، مگر عالم ناسوت  
یعنی اس عالم تک رہتی ہے، عالم ملکوت، اور جبروت اور لاہوت میں ان کا کوئی دخل  
نہیں ہے“

نشریچا فرمایا: ”دیکری کا گوشت گوشت ہے یا نہیں، اور سور کا  
دوسرے مذاہب کی فقیری | گوشت بھی گوشت ہے یا نہیں؟ وہ دونوں گوشت ہوتے ہیں  
پھر مسلمان سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے؟ اس لئے نہیں کھاتے کہ سور دشمن ہے  
گوشت (جہاں سے) حرام اور ناپاک ہے یہ تو نہیں سمجھتے کہ سور کا گوشت گوشت نہیں ہے  
اس لئے اسے نہیں کھاتے، اور دیکری کا گوشت کھاتے ہیں۔“

”اسی طرح پاک اور ناپاک فقیری کا معاملہ ہے (ہم جو گیوں اور دوسرے  
مذاہب والوں کی فقیری کے منکر نہیں ہیں۔ ان میں بھی بڑی زبردست فقیری ہے۔ مگر  
ہمارے لئے ناپاک ہے جس طرح کہ مسلمانوں کے لئے سور کا گوشت ناپاک ہے  
اسی طرح وہ فقیری بھی ناپاک ہے۔“

”دیکھا ہماری اسلامی پاک فقیری نامکمل (راہِ صوری) ہے، کہ ہم جو گیوں وغیرہ  
فقیری سمجھیں؟“

اسلام میں سب کچھ ہے | ہندوستان کے بعض روایتی طریقوں میں ہندو جو گیوں کے

ادھار و اشغال، مخلوط ہو گئے ہیں، کوئی شغل آفتابی کرنا رکھ لی جائے کہ سورج کو بچھتا ہے اور کوئی شغل مانتابی وغیرہ کرنا ہے، ہم ان سب باتوں سے علیحدہ ہیں اسلام سے باہر کے کوئی شغل ہم نہیں کرتے۔“

دعاطب سے فرمایا: ”میں نے کتاب آئینہ جہانگیری میں اشغال انبیاء علیہم السلام دیکھے ہوں گے، ہم یہ شغل کرتے ہیں رہا ہی راہ مشکوٰۃ حضرات انبیاء سے استفادہ کی راہ ہے۔“

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت و طریقت نامکمل ہو تب ہم دوسروں سے پس لاؤں جبکہ اسلامی طریقت جامع ہے، تمام پاک طریقوں کی تو ہمیں کیا غور و شبہ کہ غیر اسلام کی طرف دیکھیں اور بالکادہ شہنشاہ اعظم حضرت بنی اکرم کے سوا غیروں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔“

مکر فرمایا: ”بے شمار قسم کی فقیہی پاک اور ناپاک ہے، ہندوستان کی موجودہ فقیہی بہت غلط ہو گئی ہے، اور پاک میں ناپاک کی آمیزش ہو گئی ہے، یہ سب وہیاتا ہے۔“  
 ”کوئی غیر اسلام فقیہی اب اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی، رُوسے زمین پر باقی نہیں رہی۔“  
 اب تم سمجھو کہ ناپاک فقیہی بھی ہوتی ہے!“

فرمایا: ”حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا کہ فلاں شاہ کے سلسلے کا ایک افتر برزخ غلط ہو گیا۔“  
 (گرد) ہندو ہے، لیکن ان کا شجر بہت صبح ہے، البتہ برزخ غلط ہے، ماجرایہ پیش آیا کہ: ”یا تو خود انہوں نے، یا ان کے پیران سلسلہ میں سے کسی نے بیعت تو اپنے پیر سے کی، اور تعلیم کسی ہندو جوگی ہندو فقیہ سے حاصل کی، چونکہ جوگی صا حب اسند راج اور قوی انتہرت تھا، اس لئے جوگی کا برزخ انجیر کے پرنے پر غالب آگیا، اور سچا

بروزِ شیش کے اُس جوگی کا برزخ قائم ہو گیا (تمثیلاً فرمایا) جیسے کہ کوس لے کوسے کا انڈا کھا کر اپنا انڈا رکھ دیا۔

فرمایا: ”اُس جوگی کے ماتحت گروہ میں (چلیے) ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی (صحیح تہجیات) اور مسلمان چیلوں میں بھی اُسی کا غیر اسلامی چلن ہے، چنانچہ ان شاہ صاحب کے سلسلے کے لوگ برتن الگ الگ رکھتے ہیں، جیسے کہ ہندو میں چھوٹے راہب دو سر کا بچا ہوا کھانا نہیں کھاتے، ایک برتن میں نہیں کھاتے (ایسا ہی ان کا چلن ہے) یہ اثرات اسی جوگی کے ہیں۔“

بتاؤ اس کے رہنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں شاہ صاحب ولید پوری درویش | نے جو ضلع عظیم گڑھ کے ہیں ابھی کتاب میں طریقہ جوگیہ لکھا ہے کہ اس صوفیہ کی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں اور جوگی اسے یہ کہتے ہیں اور یہ کہ ان کو طریقہ جوگیہ کی تعلیم پیروں سے پہنچی ہے۔“

یہ سن کر آپ رنجیدہ ہوئے اور دہر تک لاجول ولاقوۃ الالباشرا اور استغفر اللہ برہتے رہے، ارشاد فرمایا: ”جوگیوں کی شریعت ہمارے لئے ناپاک کی طریقت بھی ہمارے لئے ناپاک ہے جبکہ ظاہر ناپاک اسکا باطن کیسے پاک ہو سکتا ہے؟ وہ طریقت (اداہ اصول الی اللہ کے سانوں در سطح نہیں کر سکتا، وہ مضر عالم اسوت کے چاروں درجوں یعنی جادو، نباتی، حیوانی، انسانی کو ہی طے کرے اور اس کے تین درجے ملکوت، جبروت اور لاہوت دی طے کر سکیگا جس کا ظاہر اور باطن پاک ہے۔ (پھر فرمایا) ”ہمارے مذہب (اسلام) میں کیا کمی ہے جو ہم غیر مذہب کے سامنے باختر پھیل جائے؟“

فقیر کی انتہائی شان اسلام میں ہے | ”فقیر کی جو انتہائی شان اسلام میں نصیب ہے“

وہ کسی مذہب میں نہیں، فیکری ہر مذہب میں ہے، مگر اسلام کے پاک سالکوں کے  
 . . . . . علاوہ کسی مذہب کا سالک عالم ناسوت کے گئے کے مرانت ہر گز نہیں  
 کر سکتا، جس طرح بیوں میں ہمارے رسول مفضل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز یہ ہیں اسی  
 طرح مذہب اسلام سب مذاہب پر فوٹیت رکھتا ہے۔

”جب طالب اپنے شیخ کے سوا کسی جوگی کے آگے تعلیم کی غرض سے  
 غیر اسلام ماقبول ہے“ سر جھکائے گا نہ کو یا وہ اپنے شیخ سے محبت و اعتقاد نہیں کھاتا اور محبت  
 شیخ کو اپنے لئے کافی و نشانی نہیں سمجھتا ایسے لوگوں کے دل میں بارگاہ نبوی رحمت نبی  
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں ہو سکتی، ہرگز نہیں ہو سکتی کہ شیخ آؤں و عظم تو آپ ہی ہیں  
 ع: - پیر اول مصطفیٰ دیر تانی مرشد است

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ  
 اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ  
 اگر کوئی چاہے کہ سوا حکم پروری اسلام کے وہمراہ ہو  
 تو اس کی گز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں ٹوٹا ہوا ہوگا  
 (وہ سختی تو) خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے۔

فرمایا ہمارے حضرت پیر مرشد و الدامجد قبلہ قدس سرہ

خاص نسبت مصطفویٰ کی شان میں شاعر نے جو شعر لکھا، ہمیں بہت پسند ہے۔

قطب عالم، غوث اعظم پیر کابل، با خدا

مصطفیٰ سے خاص نسبت ہے ہمارے پیر کی

قرآن مجید نے حضرت رسول مفضل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اپنا نہیں اس۔  
 کیا فیکری انہوں نے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اپنا نہیں اور جو کیوں لائق کے رجوع ہیں ہاتھ دے

لگے۔

ہم کو پہلے معلوم نہ تھا کہ ہندوستان میں لوگ جو گنوں سے بھی باغض ملائے ہیں،  
میاں! توحید تو ہر مذہب میں ہے۔ (توحید) توحید سب ہی پکارتے ہیں، مگر اصل توحید  
ہے، صرف مومن ہونے سے نجات نہیں ہے جب تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ رضی اللہ علیہ  
و سلم پر ایمان نہ لائے اور ان کو نہ پہچانا تو وہ کیا نفیری ہے؟

فرمایا: ”میں مشاہدہ میں معلوم ہوا تھا کہ گویا پی کے فلاں شاہ صاحب  
مشاہدہ علم سے ہوا اگلا افسر و گرو ایک ہندو (گرو) ہے لیکن آج یہ بھی معلوم ہوا کہ ضلع غڑ  
کے فلاں درویش نے بھی جو گنوں سے تعلیم چل کی ہے، میاں وہ تو عالم تھے جب عالم ایسا  
کرنے لگے تو اوروں کا کیا ذکر؟“

”خدا جیسے چاہے صراطِ مستقیم اسلام کی سیدھی راہ پر چلائے، ظاہری علم و فضل  
سے کیا ہوتا ہے؟“ (جب تک فضل خداوندی شامل حال نہ ہو)۔  
مخاطب نے عرض کیا، یہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ سبوت وہ ہے کہ جو باہر  
سبوت ہونے کا پندار سے بھی آئے اور ترقی کرے۔ فرمایا ”ہاں! آؤ سیر دودھ“

آؤ سیر مٹوٹ، دودھوں کو ملا کر سیر بھر پورا کر لیا۔ استغفر اللہ، توبہ، توبہ!“

پھر آپ نے یہ شعر فرمایا ہے

دل گناہ سے کہ دای دل درد و بند  
دگر چشم از ہما عالم فرہ مند

(از مؤلف) ایک کتابِ جنت! (عرائس) کے دیباچے میں لکھتے ہیں  
جو گنوں کے اشتغال! یہ کتاب شاہ محمد جتئی صاحب قادری کا بی نے مطبع حلیہ بمبئی

میں ۱۹۳۲ء میں چھپوائی

ہمارے بزرگانِ طریقت سلسلہ علیہ کا یکہ تعلیم انکار و انشغال کے ساتھ کوئی طالب اس کا شائق ہوا تو اسے انشغالِ یوگیہ کا ٹکملہ بھی کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی خیال سے حضرت مولانا مولوی کاہل نعمانی صاحبِ قدس سرہ العزیز نے اس طریقہ کی کتاب تصنیف فرمائی، مگر اب تک اس کے شائع کرنے کی ذہن نہیں آئی، الحمد للہ کہ یہ سعادت میرے حصے میں پڑی، خواب میں ہدایت ہوئی اور ظاہر میں حضرت مولانا دہرندی صوفی محدثانِ صاحبِ قبلہ مجاہد نسیم چراغِ ربانی و امِ اشرفیہ صنف سے اجازت پائی کتابِ لاجِ اب کو جنتِ العرائس سے موسوم کر کے ہدیہِ ناظرین کرنا ہوں، مولوی محمد کاہل شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ صوفی محمد جان کو بعدِ انعام سیر و سلوک معائناتِ صوفیہ کرام کی خواہش ہوئی کہ ریاضت اور مجاہداتِ طریقہ یوگیہ اور تباہی اس کے دریافت کریں اور ایک مدت سے اس مقنا میں مومی ایبہ نے محنت و مشقت کر کے اسباب و سامان اس کے لام پہنچائے اور خاکسار رہا۔ اپنی آمد و رفت و صریح ظاہر کر کے مکہ و انجاک کی کہ اس باب میں ہماری تعلیم کی جائے اور کوئی مختصر کتاب واسطے یادداشتِ اعمال اس طریقہ (جوگیہ) کے مرتب ہونا کہ ہر ایک قسم کے سالک اس سے مستفید ہوں، باجماعت سوالِ بشارتِ الیہ کے ہم نے نقد و وسعت اوقات و فرصت و اتنا اپنی مہمت کو واسطے ترتیب ایک رسالے کے پورا کر کے مراداتِ مومی ایبہ کے مصروف کیا اور امداد کر لیا کہ حسبِ انتخاب مومی ایبہ کے چند اور اہلِ قلب مشتاق سے رقم ہوں، بعد اس کے تعلیم اس کی بھی جہم کو پیرانِ کبار سے پہنچی ہے، مومی ایبہ کو کروئی جائے۔“

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ان مولوی صاحب مذکور کا طریقہ جوگیہ، کی تعلیم اپنے مشائخ سے پہنچی، جن مشائخ میں ظاہر ہے کہ کوئی جوگی صاحب بھی ہیں جن سے

کہ اشغال جو گہیہ حاصل ہوئے۔

فرمایا: ”جب ہمارا انبیاءم بفرض تحصیل علم لکھنؤ میں تھا، تو ہم اودھ کے ایک شاہ صاحب نے لوگوں سے ان رادھ کے شاہ صاحب کی فقیری کا تذکرہ

سنا تھا، چونکہ وہ نماز کے پابند نہ تھے، ہمیں ان کی فقیری میں کتبہ تھا، جب تک ہم نے ظاہر میں انہیں دیکھا نہ تھا ہمارا یہی خیال رہا مگر لکھنؤ میں ایک بار ان کو سر راہ چلتے ہوئے دیکھا تو ان کی صورت کو باوقار اور چہرے کو مستور پایا، تو ہم نے خیال کیا کہ بہت بڑے بزرگ ہیں اور دل میں پہلے خیال سے توبہ کی، اور ان کے نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے

کی زنادہلی (فقیر ہم نے اس طرح کی کہنا معلوم کس مقام پر ہیں جو روزہ نہیں رکھتے، اور نماز نہیں پڑھتے۔ لیکن جب اس کے ایک زمانہ دراز کے بعد) خنی سجانہ تعالیٰ نے عالم

سے، ہمیں تین شخصوں رشاہ احمد اللہ، حافظ فیض الرحمن اور مرزا غلام احمد متاویبی

کے حالات کا، اور ولادت معنوی کا، علم دیا تو اس اصول سے ہم سمجھ گئے، کہ اسلامی

فقیری کے (اعتبار سے)۔۔۔ یہ صاحب کچھ نہ سمجھے اس کے بعد ان شاہ صاحب کے اندرونی

حالات کا علم بھی خنی سجانہ تعالیٰ نے دیا اور ان کے حال کو شاہ احمد اللہ کے حال کے

مثل فرمایا تو اب ہمیں یقین ہوا کہ یہ شاہ صاحب کچھ نہ سمجھے، انہیں شیطان نے بہکا دیا

تھا، اور ان کے چہرے پر وہ نور شیطانی تھا۔“

”شیطان نے جس طرح شاہ احمد اللہ کو توجہ دیکر ان کی فقیری کو عالم تاثر توجہ شیطان“ جیوانات میں بند کر دیا تھا اور شیطان کی توجہ کا تاثر سے موکلین کی حقیقت

ان کے تابع ہو کر حاضر رہنے لگی تھی اور شریعت کے احکام نماز و روزہ ان سے چھوٹ گئے

تھے، اسی طرح شیطان نے ان کو بھی بہکا دیا تھا، ان سے بھی شریعت کے احکام نماز و روزہ

چھٹ گئے تھے، جمادات، نباتات اور حیوانات (عالمِ اسوت کے ان مقامات میں ہی چھپن کر رہ گئے تھے رچ گئیوں کی نفیری کے مانند) یہ بھی ایک قسم کی درویشی ہے مگر بے کمال! ”اور اسلامی نفیری میں جو انتہائی کمالی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے میں بارگاہِ الہی سے عطا ہوتا ہے اس سے بالکل محروم!“

”عالمِ انسانات میں تو تکلیف شرعی یعنی نماز، روزہ ہے، عالمِ حیوانات میں تکلیف شرعی نہیں ہے۔“

فرمایا: ”تم نے بھڑوں کا چھنہ تو دیکھا ہے؟ اگر کوئی بھڑوں کے چھنہ میں بھڑوں کا چھنہ پتھر مارے تو پہلے ایک گوج کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر سب بھڑیں اٹھتی ہیں اسی طرح جب ہم ان لوگوں کے حالات لکھیں گے تو مہندوستان میں ایک کھلی پڑ جائے گی۔ کیونکہ ان لوگوں کا حال ظاہری علم و عقل سے کوئی نہیں جان سکتا اور نہ اب تک کسی کو معلوم تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے عالمِ غیب سے ہمیں علم دیا۔“

جب ہم یہ باتیں لکھیں گے (اور شائع ہوں گی) تو اس وقت ہندوستان بہت مخالف اور دشمن اور بنگال میں بہت سے وہ نفیر جو نماز، روزے کے پابند نہیں ہیں ہمارے مخالف اور بہت سے دشمن ہو جائیں گے۔“

”کیونکہ ہم عام طور پر مسلمانوں کو نصیحت کریں گے، (او) مخالف عامہ کے لئے عام نصیحت“

بتائیں گے، کہ مسلمانوں کا پیر کیسا ہونا چاہئے؟

آپ نے بطور نصیحت تمام ان اسلام کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔

اسلامی بیخ: ”پیر برحق، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہونا ہے اور آپ کا نائب ناک الصلوٰۃ نہیں ہو سکتا، اور جو شخص ناک الصلوٰۃ (بے نماز) ہو

وہ مسلمانوں کا پیر نہیں ہو سکتا اسی (نبی امت رسول کی) وجہ سے مسلمانوں کا پیر، کوئی کام بھی، خلاف شرع نہیں کر سکتا کیونکہ وہ نائب رسول ہے اور جزو و کل میں شکت نبوی کی پیروی اور شریعت کی پابندی شرط نبیامت رسول ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“

فرمایا۔ زادودھ کے شاہ صاحب (نماز کے پابند نہ تھے، غفلت اور اسلامی فقیری و عبادت سے نماز روزہ قضا ہو یا چھٹ جائے۔) اور دل میں اس پر صبر و استقامت و شرمساری ہو تو یہ اور بات ہے۔ لیکن ترک صوم و صلوٰۃ کو مسلک بنا لینا یہ اور بات ہے، ”یہ حیات گمراہی ہے“

”اسلام کا ہر فرقہ نماز کے فرض ہونے کا قائل ہے اور نماز تمام اسلامی فقہ اور مذاہب کی فرضیت میں تمام اہل اسلام کو اتفاق ہے، پس جس کی فرضیت میں اسلام کے تمام فرقے متفق ہوں جو روایت اس کو چھوڑ دے وہ شیخ الاسلام مسلمانوں کا پیر نہیں ہو سکتا“

ہم کو تو وہ فقیری چاہئے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے پاس سے لائے ہیں۔“

بے نماز اور خلاف شرع و روایتی کے معاملہ میں بعض حضرت سرور کا مذاق چڑھ کر نہ کوئی ہوا نہ ہو گا۔ لوگوں کا یہ خیال کہ واصل الی اللہ اور ولی اللہ ہو کے بعد پھر روزہ، نماز کی ضرورت نہیں، بالکل غلط ہے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خدا سیدہ، برگزیدہ اور مقبول و محبوب خدا کوئی نہیں ہوا، نہ ہو گا جب آپ نے نماز روزہ ساقط نہیں ہوا تو پھر کسی اور شخص پر سے نماز روزہ کیسے ساقط ہو سکتا ہے؟

حضرت مسول کا کمال عبادت | حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام در رضوان اللہ علیہم

اجہین نے ایک دفعہ، اکسفرٹ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا کہ جب خداوند  
تبارک و تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں لیغیر اللہ  
ما تقدم من ذنبك وما تأخر ذنابك خدا انہارے اگلے اور پچھلے گناہ مٹا کرے  
تو اللہ کی عبادت میں اتنی تکلیف اور مشقت آپ کیوں فرماتے ہیں کہ طویل قیام نماز کی وجہ  
سے پائے مبارک منور ہو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:-

أفلا اکون عبداً شکوذاً کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟  
اکثر دیکھا گیا کہ حضرت قبلہ فخر العارفین، جرجب، ناپاک، بے  
آپ کا ایک مہم باشن خواب | نماز درویشوں کا تذکرہ فرماتے تو اس کے بعد اپنا یہ خواب  
بھی غریب سے ارشاد فرماتے۔

فرمایا: ”ہم نے دیکھا، کہ ایک بہت بڑا میدان ہے اور تنہا بڑا گویا و نیلے  
ثانی ہے اہم اس میدان کے کنارے پر تنہا کھڑے ہیں اور ہم نے دیکھا کہ اس میدان  
میں بہت سے قلعے ہیں۔ جن قلعوں میں آدمی بھی ہیں مگر ہم ان آدمیوں کو نہیں دیکھتے  
ہیں۔ ہمیں معلوم ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ کو یہی پسند و پسند منظور ہے کہ ہم ان قلعوں کو توڑ دیں  
اور ہمسایہ کر دیں، ہم خواب ہی میں ڈرے، اور خواب ہی میں ڈھاڑہ مچنے لگے۔

و ثبتت اقدامنا و انصرنا، اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے قدم جمانے  
اور کھانسی اور کافروں کے گردہ پر ہم کو فتح دے۔

”ہمیں نظر آتا ہے کہ ظاہر و باطن میں امن و حق سے ہمارے بیشتر دشمن ہیں وہ پوری  
نیازی کے ساتھ ہم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے قلعے بندیاں کر لی ہیں، مگر خدا  
ہمارا محافظ حقیقی ہے۔“

”پہلے زمانے میں جب وید اور ایسے دینوں کے متقابلے پر صفیں اُٹھ کر کھڑے  
ہوتے تھے اور انہیں روشنیوں کی کثرت نفوس و سامان جنگ کو دیکھ کر (خوش و معلوم  
ہونا) خود بخود عار پڑتے۔“

۱ بنا اخصر لنا ذلہ و بنا و اسل فنا  
۲ فی اصرنا، و ثبت اقدامنا، و  
۳ نصرنا علی القوم الکافرین  
(آمین)

لے ہلکے پروردگار! ہمارے فتنہ و شکار اور ہمارے  
کاموں میں ہم سے زیادتیاں ہوگئی ہیں اُن سے دور  
گزرنا اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمیں نہایت  
قدم رکھ کر اور کامیابی کے ساتھ ہم کو فتح دے۔  
فرمایا ”جب ہم مرتضیٰ کہیں گے، اور کہیں گے تو ہندوستان اور بنگال کے لوگ اپنی نانہیں کے  
سبب ہمارے دشمن ہو جائیں گے، غم لوگ اپنے کام میں مشغول رہتا (اور وہم غلاموں  
کے حق میں آپشنے استقامت کی دعا فرمائی۔“

اسی سلسلہ میں مخاطب فرمایا۔

بے نماز ولی نہیں ہو سکتا۔ ”تم ہم سے محبت رکھتے ہو“ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہم پیشتر ہر دین  
کی عزت کیا کرتے تھے اور مریدوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ دیشوں کی تعظیم کیا کریں مگر جب سے  
کہ خفیہ جہان نالی نے (ان خلاف شریعت و طریقت) لوگوں کا ہمیں علم دیا، تو اس وقت سے  
ہم ایسے وہ دیشوں کو جو پابند شریعت نہیں ہیں، کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم نے (نہا رس کے) حافظ  
مقبول احمد صاحب سے کہہ دیا ہے کہ (بے نماز) فقیروں سے نہ ملنا، وہ لوگ (تارک النساءۃ  
ریہ نماز) ہیں جس کا ظاہر ناپاک اس کا باطن کیسے پاک ہو سکتا ہے؟ ان کی تہنیر ہی  
ناپاک تھی (یا درکھو)

نماز ادا کئے بغیر کوئی ولی نہیں ہو سکتا

ایک بار میرٹھ کے مظاہر الاسلام مرحوم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے  
 ”مذکرہ غوثیہ“ اسے درپیش لیا انہوں نے کسی شخص کا سلام عرض کیا، آپ نے دریافت فرمایا  
 کہ ”یہ کون شخص ہیں؟“ انہوں نے عرض کیا، کہ یہ فلاں درویش کے مرید ہیں اور ان کے منہ پر  
 غوث علی شاہ صاحب ہیں، جن کے حالات و تعلیمات کی کتاب ”مذکرہ غوثیہ“ ہے  
 جس کتاب میں لکھا ہے کہ: یہ غوث علی شاہ صاحب نے انیس بزرگوں سے بیعت  
 کی، ان میں گیارہ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے۔

یہ سن کر آپ لا حول و لا قوۃ (لا یا اللہ! اور استغفر اللہ) دیر تک پڑھنے لگے اور فرمایا  
 ”جو گویں کی شریعت ہمارے لئے ناپاک، اُن کی طرفیت بھی ہمارے لئے ناپاک  
 (ہے) جس کا ظاہر ناپاک اس کا باطن کیسے پاک ہو سکتا ہے۔“

اور فرمایا: ”ہندوستان میں کیا اندھیر ہے کہ مسلمان ہو کر اور مولوی ہو کر  
 کیا اندھے ہوئے؟“ ہندو فقہروں اور جو گویوں سے فقہری سیکھنے گئے، کیا ان لوگوں کے لئے وہ  
 شریعت و طریقت کافی نہ تھی جو تمام شریعتوں کی جامع اور تمام طریقتوں سے افضل ہے  
 اور کابل ترین جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پاس سے لائے کیا ان لوگوں  
 نے طریقت کا تتبع اور تخرج حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا جو گویا  
 کو سمجھا ہے، تو ذی اللہ (پناہ بخدا)

”یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں نے یہ غلط روی کیوں اختیار کی؟“  
 اگر اس مسئلہ کو صحت کرنے، اور اس خرابی کی اصلاح کرنے کی غرض سے حکم  
 کھلا میدان تحریر میں لایا جائے تو نفع لغین و منکرین کی کج فہمیوں سے اذمال ہے کہ ان کو  
 نفس طریقت، اور حقیقت پرستی پر اعتراض (و انکار) کرنے کا کافی موقع مل جائے گا۔

اس لئے ہم تم لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا اپنی رحمت سے تم لوگوں کو ان خطرات سے محفوظ رکھے، اور ہدایت کرنے میں کہ جن درویشوں میں فرائض اور واجبات کی پابندی اور حرام و حلال کا لحاظ نہ ہو ان سے ہرگز ربط و عنبط، میل جول نہ رکھنا، راہ ہمارى اس وصیت سے) اپنے تمام پیروکاروں کو آگاہ کر دینا۔

کتاب تذکرہ غوثیہ مطبوعہ جے اینڈ سنز پریس، دہلی (۱۳۳۷ھ) سے کچھ حوالے از مؤلف ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے خود پڑھنے والے اندازہ کر سکیں گے، اور خود فرقی و امتیاز دیکھ سکیں گے، انشاء اللہ۔

(۱) "غوث علی شاہ صاحب نے انیس بزرگوں سے بیعت کی، ان میں گیارہ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے" (صفحہ ۲۲)

(۲) ایک ہندو سنیاسی نفیر سے توجہ لی، اور ان کی توجہ سے ہمارا دل غوث علی شاہ صاحب کا گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا اور اسی سنیاسی نفیر کی بہت تعریف کی ۸۴ (۳) "مريدوں کو غوث علی شاہ صاحب ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ مرو کا بل مسلمان یا ہندو جو سالک طے اُس سے بے تکلف ملو۔ اور جو کچھ ازراہ توجہ یا انقیاد اور کسی طرح سے فیض و فائدہ پہنچائے اور تعلیم و تلقین کرے نہ چھوڑو (قبول کرو) صفحہ ۸۵"

(۴) اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی اور تمسخر و استہزاء اور حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی جناب میں بے ادبی، توہین اور تنقیص کبھی ہے (صفحہ ۸۷)

(۵) حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی جناب میں بے ادبی، متعذو مقام پر لکھی ہے (صفحہ ۹۰-۹۱)

(۶) "سجدۂ بت عین سجدۂ خدا ہے" (صفحہ ۱۳۱)

(۶) شیطان کی حیثیت (صفحہ ۲۲۹)

(۷) "ابلیس لعین کی تعریف" (صفحہ ۲۳۲)

(۸) حضرت آدم علیہ السلام نے صحبت اور ابلیس نے چم کہا، عیاذ باللہ (صفحہ ۲۴۲)

(۹) عقیدہ سترائی کی مخالفت جس سے نقص قطعی کا انکار لازم آتا ہے (۱۶۸)

(۱۰) شیطان کو سب حضرات مقبولین سے بڑھا دیا۔ (صفحہ ۲۴۵)

(۱۱) نماز پڑھنا خیالی من کو پوچھنا ہے اور بت پرستی جادوی بت کو پوچھنا۔ (صفحہ ۱۴۴)

(۱۲) "فقر درویشی" وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جائے نہ زنا سے بچرے نہ

شراب سے خراب ہو نہ چوری سے ذلیل ہو کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا (صفحہ ۲۵۸)

اس قسم کے کھریات کی تذکرہ غوثیہ میں بھیر مارے جس کو پڑھ کر بہت

لوگ گمراہ ہو گئے۔ اور یہ شریعت و طہارت کی ناواقفیت ہے۔

ہمارے حضرت مرشد و مولیٰ حضرت فخر العارفین رحمہ اللہ نے بغرض ہدایت بندگان

خدا، ان لوگوں کے حالات ارشاد فرمائے: تاکہ لوگ حق و باطل میں امتیاز کریں اور ان دنیا

اسلامی پر چل کر صراطِ مستقیم اور آخرت کی بھلائی حاصل کر سکیں۔

اصلیت یہ ہے کہ وہ غیر مذہب کے نفیروں اور جوگیوں سے متبرک ہوئے

اصلیت یہ ہے اور تعلیم و توحیدی۔ تو ان ناپاک درویشوں کا اثر ان میں آگیا۔ جس کی

وجہ سے اسلام کے ساتھ تسخیر، استہزاء، سب اور گستاخی کرنے میں بے باک ہو گئے ملو

ابلیس لعین کے تذکرہ ہوئے۔

ان بے شریعت و درویشوں کی اصلیت یہ ہے کہ وہ غیر مذہب کے

ایسا کیوں ہوا؟ جوگیوں اور نفیروں سے متبرک ہوئے اور توحیدی۔ اور تعلیم حاصل کی، تو

پھر ان ناپاک درویشوں کا انہ ان میں کیوں نہ آتا؟ یہ ہی اثر آیا ہے، جو جس کی وجہ سے اسلام کے ساتھ بے ادبی، گستاخی، تنہر و استہزاء اور المیہیں لعین کی مدح و ستائش کی جرأت و بیباکی پیدا ہوئی۔ عباداً باللہ۔

برادرانہ اسلام!

خدا کا ڈر جسے نہ ہو اس سے ڈرو اور پھر الحمد للہ! ہم حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مرحومہ ہیں، آپ ہمارے مرشد و عظیم اور مادی اکیسراویں اولیٰ شیخ برحق ہیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ و حضرت آل و اصحاب عظام و اولاد کرام اور سلمہ اکابران اسلام کی پاک تعلیمات اور مقدس ہدایات و ارشادات ہی ہمارے ایمان و معتقدات کا سرمایہ اور وسیلہ نجات ہیں اور شہنشاہ قدیم شیطان دجیم کی عداوت و دشمنی اور گمراہی سے محفوظ رہنے کی، ہر ایک سے من و مسلم کے واسطے پناہ گاہ ہے اور ہم سب کے لئے حفاظت و سلامتی کا طریقہ ہی ہے کہ ہم ارشادات ربانی، اور حقیقی تعلیمات اسلامی سے بال برابر کبھی ادھر ادھر نہ ہوں، اور وہ نقیصہ و طریقیت جس کا ماحذ و چشمہ کتاب الہی اور سنت رسالت پناہی نہ ہو، جس کا ظاہر و باطن معتقدات و اعمال صالحین اور مسلمہ بزرگان دین متقدمین کے اعمال و معتقدات و ارشادات سے نہ ہو، اسے قطعاً غیر اسلام سمجھیں۔ فقہ ضلّال، مبینا اور بے شریع درویشوں کی صحبت سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچائیں۔ خواہ بے شریع و رویش کیسے ہی تصرفات و کرامات دکھائے ہو، پورا اڑے، یا پانی پر تیرے، وہ طریق و اصول الہی اللہ اور راہ عرفان حق میں ہمارے رہبر نہیں ہو سکتا۔

جیسے اللہ اور اللہ کے رسول کا ڈر نہ ہو، یا گمراہ الہی اور جناب رسالت پناہی ہیں

بے ادب و گستاخ ہو اس سے ہمیشہ ڈرنا اور الگ رہنا چاہئے ہے

خلافت پیہر کے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

ومن يتبع غير الاسلام دینا

فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے

فلن يقبل منه - وهو في الآخرة

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی طلب

من الخسرين۔

و تلاش میں ہو، تو وہ اگلے ماں اس کا وہ دین قبول

ہیں اور وہ آخرت میں زیاں کا دل میں ہوگا

آج ہم تنہا رہے دین کو تنہا رہے لئے کا بل کر

اور ہم نے پھر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور ہم نے

تنہا رہے لئے (اسی) دین اسلام کو پسند کیا۔

(پ - ع - ۴)

اليوم - اکملت لکم دینکم

و انصمت علیکم نعمتی و

رضیت لکم الاسلام دینا

وما علینا الا البلاغ

# سیرت فخر العارفین حصہ اول

جس میں بدالذلت والدین سید نامرشدنا و لمحبانا

فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبدالحی قدس سرہ کے

حالات و طبایات و ارشادات و تعلیمات و کرامات کا بیان ہے  
تقطیع ۲۰ x ۳۰ صفحات ۳۳۶ - ہدیہ - دو روپے (پیک)

## فتوح الغیب اُردو

ارشادات سرکار بغداد حضرت غوث اعظم  
ہر بندہ خدا کے لئے شہر دینی و دنیوی فائدوں اور برکتوں کا مخزن طلب  
راہ خدا کا آفتاب ہدایت - ہدیہ - ڈھائی روپے (پیک)

ملنے کا پتہ: حکیم عبدالرحمن - کالی مسجد ملی



0-15

0

**DUE DATE**

---

--	--	--	--

